سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

(بدھ 19، جمعرات 20، جمعۃ المبارک، 21، سوموار، 24۔جنوری 2011)

(یوم الاربعاء 14، (یوم الخمیس 15، یوم الجمع 16، یوم الاثنین، 19۔صفر المظفر 1432ھ)

پندرھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: (حصہ سوم): شمارہ جات : 13تا16

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بائیسواں اجلاس

بدھ،19۔جنوری 2011

جلد 22: شمارہ 13

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	1163
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1165
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1166

سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز

4۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------- 1167

5۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------- 1199

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
6۔	خواتین ممبران اسمبلی کو حکومتی اعلان کے مطابق ترقیاتی فنڈز کے اجراء کا مطالبہ -----------	1225
	تحاریک استحقاق	
7۔	ایکسیئن انہار بہاولنگر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب روّیہ -----------	1244
8۔	ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ریجنل پوسٹ آفس سرگودھا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب روّیہ -----------	1245
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
9۔	مسودہ قانون گھریلو ملازمات کا تحفظ مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت و انسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	1246
10۔	قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	1247
	تحاریک التوائے کار	
11۔	پنجاب پولیس کے تعمیر و مرمت کے منصوبوں میں کروڑوں روپے خُورد بُرد ہونے کا انکشاف (۔۔۔جاری) -----------	1248
12۔	پنجاب حکومت کے ڈپٹی، ایڈیشنل سیکرٹری اور پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی و ایڈیشنل سیکرٹری کو سرکاری رہائش کی الاٹمنٹ پالیسی میں تفاوت -----------	1248
13۔	لاہور ضلعی حکومت کے عملہ کی ملی بھگت سے مضر صحت پتی کی سرعام فروخت (۔۔۔جاری) -----------	1251
14۔	دریائے راوی میں زہریلا پانی آنے سے ہزاروں ٹن مچھلی ہلاک	

	نیز مردہ مچھلی کی شہروں میں سر عام فروخت جاری (۔۔۔جاری) -----------	1252
15۔	ہنجروال لاہور میں حضرت گلاب شاہ رحمتہ اللہ علیہ مسجد کی ناقص تعمیر(۔۔۔جاری) -----------	1253
16۔	سرگودھا جنرل بس سٹینڈ پر سکیورٹی کے ناکافی انتظامات کی وجہ سے دہشتگردی کے خدشات میں اضافہ (۔۔۔جاری) -----------	1255

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
17۔	چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا ووکیشنل سنٹر نمبر 2 لاہور محکمانہ عدم دلچسپی کی وجہ سے بند ہونے سے طالبعلموں کو پریشانی کا سامنا -----------	1256
18۔	ضلع مظفر گڑھ کے متعدد گاؤں میں وٹرنری ڈاکٹروں کی عدم دلچسپی کی بناء پر جانور منہ کھر کی بیماری میں مبتلا اور ہلاک -----------	1258
19۔	زرعی قرضے میں مسلسل اضافہ سے حکومت اور کسانوں کو پریشانی کا سامنا -----------	1258
20۔	لاہور کی صفائی کے لئے پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹس کے منصوبے کی ناکامی -----------	1262
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
21۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ 2011 -----------	1264
	پوائنٹ آف آرڈر	
22۔	صوبائی دارالحکومت میں بھیک مانگنے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ -----------	1266
23۔	این ایف سی ایوارڈ کے بارے میں حکومت سے وضاحت کا مطالبہ -----------	1268
	سرکاری کارروائی (۔۔۔جاری)	
	بحث	
24۔	بجٹ 12-2011 کے لئے ممبران اسمبلی سے تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث (۔۔۔جاری) -----------	1271

جمعرات،20۔جنوری2011

جلد 22:شمارہ 14

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
25۔	ایجنڈا ------------	1324
26۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	1326
27۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	1327
	سوالات(محکمہ صحت)	
28۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ------------	1328
29۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	1369
	توجہ دلاؤنوٹس	
30۔	قصور۔ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر کانسٹیبل کی ہلاکت کی تفصیلات ------------	1394
	تحاریک استحقاق	
31۔	حلقہ پی پی۔125،ایس ایچ او تھانہ صدر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ ------------	1395
	تحاریک التوائے کار	
32۔	صوبہ میں خواتین کے لئے مزید الگ جیلیں تعمیر کرنے کا مطالبہ(۔۔۔جاری) ------------	1396
33۔	چیچہ وطنی کے علاقے کی رہائشی دولڑکیوں کا اغواء،زیادتی اور متاثرہ خاندان کا اعلیٰ حکام سے انصاف کا مطالبہ(۔۔۔جاری) ------------	1398
34۔	پنجاب کی گرین ٹریکٹر سکیم میں بے ضابطگیوں کاانکشاف(۔۔۔جاری) ------------	1399
35۔	سابقہ چیف جسٹس لاہوہائیکورٹ کووزیراعلیٰ کی جانب سے سرکاری رہائش گاہ کی خلاف پالیسی الاٹمنٹ(۔۔۔جاری) ------------	1407
	رپورٹ(میعاد میں توسیع)	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
36۔	خضر آباد لائیو سٹاک فارم سرگودھا کی موجودہ لیز کی رقم کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	1409
	پوائنٹ آف آرڈر	
37۔	خواتین ممبران اسمبلی کو حکومتی اعلان کے مطابق ترقیاتی فنڈز کے اجراء کا مطالبہ (۔۔۔جاری) -----------	1410

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
38۔	بجٹ 12-2011 کے لئے ممبران اسمبلی سے پری بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث (۔۔۔جاری) -----------	1427
	جمعتہ المبارک، 21۔جنوری 2011	
	جلد 22: شمارہ 15	
39۔	ایجنڈا -----------	1504
40۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ -----------	1506
41۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	1507
	سوالات (محکمہ اطلاعات)	
42۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	1508
43۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	1533
	پوائنٹ آف آرڈر	
44۔	سگیاں پل کے راستے لاہور میں داخل ہونے والی سڑک	

	کو بند کرنے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	1538 -----------
	تحاریک استحقاق	
45۔	ایکسیئن انہار بہاولنگر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب روّیہ(۔۔۔جاری)	1543 -----------
	تحاریک التوائے کار	
46۔	محکمہ خوراک کو 50 کلو کے بیگ کے پرانے سٹاک کو فروخت کرنے سے محکمہ کو ہونے والے نقصان کی انکوائری کروانے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	1543 -----------
47۔	لاہور میں ٹرانسپورٹرز کا از خود کرایہ میں اضافہ کرنے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	1544 -----------
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
48۔	لاہور میں قصور کے نواحی گاؤں چک نمبر 25 کی لڑکی سے اوباش نوجوانوں کی اجتماعی زیادتی (۔۔۔جاری)	1545 -----------
49۔	اڈا مونگی بنگلہ گوجرہ میں محکمہ مال کا پیشگی نوٹس دیئے بغیر دکانوں کی مسماری(۔۔۔جاری)	1547 -----------
50۔	جعلی پاور آف اٹارنی اور مختار ناموں کے ذریعے کروڑوں روپے کا فراڈ(۔۔۔جاری)	1548 -----------
51۔	پنجاب حکومت کی جانب سے سابق صدر کو سرکاری رہائش گاہ کی الاٹمنٹ -----------	1549
52۔	ملتان روڈ لاہور کی کشادگی میں متاثرین کو مارکیٹ ویلیو کے حساب سے معاوضہ کی ادائیگی کا مطالبہ	1552 -----------
53۔	جلو پارک اور چھانگا مانگا ریزارٹ کے ترقیاتی منصوبوں میں کروڑوں روپے کے گھپلوں کا انکشاف	1553 -----------
54۔	ڈرامہ ہالوں اور سٹیج ڈراموں میں ٹکٹیں خریدنے والوں کے عدم ریکارڈ اور محکمانہ ملی بھگت سے حکومت کو مالی نقصان	1554 -----------

55۔	صوبائی دارالحکومت میں سوائن فلو کے مریضوں میں مسلسل اضافہ کی روک تھام میں محکمہ کی عدم دلچسپی -----------	1554
56۔	محکمہ کالونیز نے سرکاری اراضی پر قائم ہاؤسنگ سوسائٹیز کے مالکان سے مقبوضہ اراضی کی قیمت وصول کرنے میں ناکام -----------	1555
	پوائنٹ آف آرڈر	
57۔	معزز ممبر اور اس کی فیملی کو ملنے والی دھمکیوں کی انکوائری کروانے کا مطالبہ -----------	1557
	سرکاری کارروائی	
	بجٹ	
58۔	بجٹ 12-2011 کے لئے ممبران اسمبلی سے پری بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث (۔۔۔جاری) -----------	1560

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

سوموار، 24۔جنوری 2011

جلد 22: شمارہ 16

59۔	ایجنڈا -----------	1608
60۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	1610
61۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	1611
	تعزیت	
62۔	معزز ممبر سردار محمد ایوب خان گادھی کی والدہ ماجدہ اور ڈاکٹر آمنہ بٹر کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت -----------	1612
	سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود و ترقی خواتین)	
63۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	1613

64۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 1646

پوائنٹ آف آرڈر

65۔ لاہور ائیر پورٹ پر نوجوان رپورٹر پر پولیس کا تشدد ---------- 1664

توجہ دلاؤ نوٹس

66۔ ملتان، ڈکیتی کے دوران شہری کی ہلاکت کی تفصیلات ---------- 1673

67۔ لاہور، اچھرہ سنٹر میں جیولرز کی دکان سے ڈیڑھ کروڑ روپے
مالیت سونے کی چوری کی تفصیلات ---------- 1674

تحاریک استحقاق

68۔ (کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ---------- 1678

تحاریک التوائے کار

69۔ پنجاب پولیس کے تعمیر و مرمت کے منصوبوں میں کروڑوں روپے
خُورد بُرد ہونے کا انکشاف (---جاری) ---------- 1678

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
70۔	حلقہ پی پی۔113 ڈنگہ (گجرات) میں محکمہ کی ملی بھگت سے اراضی کا جعلی انتقال (---جاری)	1679
71۔	محکمہ پی ڈبلیو ڈی ساہیوال کے ملازمین تنخواہیں نہ ملنے کی وجہ سے شدید مالی مشکلات کا شکار (---جاری)	1680
72۔	ستوکتلہ لاہور میں ڈکیتیوں میں اضافے سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا	1681
73۔	شرقپور (شیخوپورہ) میں سیوریج اور واٹر سپلائی کا پانی مکس ہونے سے شہری پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا	1682
74۔	پی سی ایس آئی آر سوسائٹی کی انتظامیہ کی کرپشن کا انکشاف	1683
75۔	نیشنل پروگرام برائے فیملی پلاننگ اینڈ پرائمری ہیلتھ کیئر کی ایل ایچ ویز کو تنخواہ کی عدم ادائیگی	1684

76۔ وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی اختیارات کے تحت محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں سکیل16،17کی اسامیوں پر ریٹائرڈ ملازمین کی بھرتی ---------- 1684

سرکاری کارروائی

قرارداد

77۔ بجٹ11-2010پر معزز ممبران کی تجاویز کو مدنظر رکھتے ہوئے ترقیاتی فنڈز کی منصفانہ تقسیم، مؤثر و شفاف استعمال اور غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی کا مطالبہ ---------- 1688

78۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ---------- 1702

79۔ انڈکس

1163

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔جنوری 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی 2011 (مسودہ قانون نمبر 7 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ بجٹ 12-2011 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

1165

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

بدھ،19۔جنوری 2011

(یوم الاربعاء،14۔صفر المظفر 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 8 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿30﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿31﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿32﴾

سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ (30) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت کو) تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی) (31) (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وماعلیناالاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کیسا وہ سماں ہو گا کیسی وہ گھڑی ہو گی
جب پہلی نظر ان کے روضے پہ پڑی ہو گی
کیا سامنے جا کے ہم حال اپنا سُنائیں گے
سرکار کا دَر ہو گا اَشکوں کی جھڑی ہو گی
ہو جائے جو واسطہ سرکار کے دامن سے
ہر چیز زمانے کی قدموں میں پڑی ہو گی
وہ شیشہ دِل غم سے میلا نہ کبھی ہو گا
تصویر مدینے کی جس دِل میں جڑی ہو گی

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیمo اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات مال اور کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سردار فتح محمد خان بزدار صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ بڑی مشکل سے انہوں نے ایک سوال دیا تھا لیکن افسوس ہے کہ وہ تشریف نہیں لائے۔ دوسرا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں ان کا سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: On his behalf سوال نمبر 3279۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

این آر او کے تحت محکمہ کے افسران واہلکاران کی سزائیں ختم کرنے کی تفصیلات

*3279: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں این آر او کے تحت بدعنوانی کے مرتکب محکمہ مال کے افسران واہلکاران کی سزائیں ختم کی گئی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ افسران واہلکاران کے ناموں اور ان پر لگنے والے الزامات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) NAB سے حاصل کردہ تازہ ترین اطلاع کے مطابق:

1۔i۔ احتساب عدالت ریفرنس نمبر 50/2002 مورخہ 02-11-08 مسٹر امجد حسین سدل سابقہ LAC کو مورخہ 08-05-08 کو NRO کے تحت عدالت نے بری کیا تھا۔ بعد میں 09-12-17 کو کیس دوبارہ بحال ہوا اور ملزم مورخہ

21۔09۔10 کو عدالت سے سزایاب ہو چکا ہے۔ واضح رہے کہ ملزم مورخہ 12۔04۔10 کو محکمہ مال سے برخاست کیا جا چکا ہے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ii۔ احتساب عدالت ریفرنس نمبر 54/20025. مورخہ 02۔12۔21 مسٹر امجد حسین سڈل سابقہ LAC کو مورخہ 08۔04۔15 کو NRO کے تحت عدالت نے بری کیا تھا۔ بعد میں 09۔12۔17 کو کیس دوبارہ بحال ہوا اور مورخہ 18۔09۔10 کو ملزم عدالت سے سزایاب ہو چکا ہے۔ واضح رہے کہ ملزم مورخہ 21۔04۔10 کو محکمہ مال سے برخاست کیا جا چکا ہے۔

iii۔ احتساب عدالت ریفرنس نمبر 1/2003 مورخہ 03۔01۔02 مسٹر امجد حسین سڈل سابقہ LAC کو مورخہ 08۔06۔04 کو عدالت نے بری کیا تھا۔ بعد میں 09۔12۔17 کو کیس دوبارہ بحال ہوا اور اس وقت عدالت میں زیر سماعت ہے۔ واضح رہے کہ ملزم مورخہ 2010۔4۔21 کو محکمہ مال سے برخاست کیا جا چکا ہے۔

2۔ احتساب عدالت ریفرنس نمبر 25/2004 مورخہ 04۔07۔15 محمد اسد لالی سابقہ LAC کو مورخہ 08۔08۔30 کو NRO کے تحت عدالت نے بری کر دیا تھا۔ بعد میں 09۔12۔17 کو کیس دوبارہ بحال ہوا اور اس وقت عدالت میں زیر سماعت ہے۔

3۔ احتساب عدالت ریفرنس نمبر 11/2003 مورخہ 03۔05۔17 رشید احمد پٹواری کو مورخہ 08۔11۔08 کو NRO کے تحت عدالت نے بری کر دیا تھا۔ بعد میں مورخہ 09۔12۔17 کو کیس دوبارہ بحال ہوا اور اس وقت عدالت میں زیر سماعت ہے۔

(ب) NAB سے حاصل کردہ تازہ ترین اطلاع کے مطابق الزامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ امجد حسین سڈل سابقہ LAC (برخاست شد) اختیارات کا ناجائز استعمال

2۔ محمد اسد لالی سابقہ LAC اختیارات کا ناجائز استعمال

3۔ رشید احمد پٹواری حیثیت سے زائد اثاثہ جات

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے یہ سوال ایجنڈے پر پہلے بھی آیا تھا، میاں نصیر صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔ انہوں نے اُس وقت NAB کے حوالے سے ایک لمبی لسٹ دکھائی تھی وہ لسٹ میرے پاس تو نہیں ہے اگر وہ تشریف رکھتے تو آپ کو دکھا دیتے۔ میرا اب ضمنی سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ جن تین لوگوں کے نام دیئے ہوئے ہیں انہوں نے حکومت پنجاب کو کتنا مالی نقصان پہنچایا ہے؟ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ امجد حسین سڈل، اسد لالی اور رشید احمد پٹواری یہ جو تین لوگ ہیں یہ کہاں کہاں تعینات رہے ہیں اور کون سی مالی بے ضابطگیوں کے مرتکب ہوئے تھے؟

جناب سپیکر: جی، جناب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک محترمہ نے پوچھا ہے کہ وہ کہاں کہاں تعینات تھے اس سلسلے میں عرض ہے کہ LAC امجد حسین سڈل جہاں پر تعینات تھا وہ جگہ موجود ہے اور ان کے متعلق جواب کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے اختیارات کا کس طریقے سے ناجائز استعمال کیا ہے۔ وہ اس وقت لاہور میں تعینات تھے وہ دوبارہ بحال بھی ہوئے ہیں پھر انہیں NRO کے تحت سزا بھی ہوئی ہے اور سزا ہونے کے بعد وہ ملازمت سے برخاست کر دیئے گئے ہیں۔ جس لسٹ کی محترمہ نے نشاندہی کی ہے کہ میاں نصیر صاحب نے پچھلی دفعہ دی تھی اس میں جو مقدمات سوال سے related تھے ان کے علاوہ پوچھا گیا تھا اور وہ لوگ بھی ملازمت میں نہیں تھے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! آپ کہیں تو میں اپنا سوال دہرا دیتی ہوں لیکن وزیر صاحب جواب نہیں دینا چاہتے تو یہ ایک علیحدہ چیز ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ ان لوگوں نے کتنا نقصان پہنچایا ہے، کیا صرف ایک پٹواری محکمے کو اتنا نقصان پہنچا سکتا ہے، یقیناً اُس کے ساتھ کچھ افسران بالا تو ہوں گے لہذا ان کے نام بتائے جائیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک ان پر کرپشن کا کیس ہے تو کرپشن کی کوئی limit تو نہیں ہے کہ کس نے کتنی اور کس جگہ سے کی ہو گی، جہاں تک حکومت کے نقصان کا تعلق ہے تو انہوں نے کرپشن میں اپنے پیسے بچائے ہیں۔ اگر انتقالات ہوئے ہیں تو وہ پیسے حکومت کے خزانے میں جمع ہوئے ہیں یا تو ایسی embezzlement ہو کہ انہوں نے سرکاری رقبے کو کسی کے نام منتقل کیا ہو۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! Investigation میں یہی چیزیں تو دیکھی جاتی ہیں لیکن ان چیزوں کا انہیں پتا نہیں ہے، investigate کرنے کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے اور یہی چیزیں role out کرنا ہوتی ہیں۔ اگر اسی کا جواب نہیں دیا گیا تو پھر کوئی فائدہ نہیں ہے۔

معزز ممبران: fresh سوال بنتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): Fresh سوال نہیں بنتا، حکومت نے Land Acquisition Act کے تحت زمینوں کی acquisition کرنی ہوتی ہے، انہوں نے وہاں پر embezzlement کی ہے جس کی انہیں ملازمت سے برخاست ہونے کی صورت میں سزا مل چکی ہے۔ جہاں تک amount کا تعلق ہے تو یہ کسی انکوائری میں نہیں آئی کہ ان پر الزام لگا ہو کہ انہوں نے اتنی رقم کھائی ہے اس لئے میں وہ کیسے جواب دے سکتا ہوں؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ملازمت سے برخاست کرنے سے وہ بے ضابطگیاں ختم تو نہیں ہو جاتیں صرف یہ سزا تو نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ تو عدالت نے کرنا ہے انہوں نے تو نہیں کرنا۔ یہ تو عدالت کا کام ہے، اگلا سوال بھی میاں نصیر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On his behalf، سوال نمبر 3286 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

زمین کی خرید وفروخت پر رجسٹریشن فیس کی تفصیلات

*3286: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں کوئی ایسا قانون موجود ہے کہ زمین کی خرید وفروخت پر رجسٹریشن فیس معاف ہو سکتی ہے اگر ہاں تو متعلقہ قانون کے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ قصور کے موضع کوٹلی ابو بکر میں یا کسی اور موضع میں زمین کی خرید و فروخت بغیر فیس ادائیگی کے کی گئی ہے اگر ہاں تو خرید و فروخت کرنے والے افراد کے ناموں، پتوں اور اراضی کے رقبے کے مطابق مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) اگر درج بالا سوالات کی روشنی میں صوبہ پنجاب کو مالی نقصان پہنچایا گیا ہے تو کیا حکومت ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) صوبہ پنجاب میں زمین کی خرید و فروخت پر سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس برقرار ہے لیکن صرف ایگریکلچر کمپنیز کے لئے زمین خرید کرنے پر بروئے نوٹیفکیشن نمبری ST(1)-921/2001-2369 مورخہ 2001-07-30 گورنمنٹ آف پنجاب ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس کی ادائیگی پر چھوٹ دی ہوئی ہے تاکہ Corporate Agricultural Farming کو فروغ دیا جاسکے۔ نقل نوٹیفکیشن جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) موضع کوٹلی رائے ابوبکر قصور میں بحیرہ پرائیویٹ لمیٹڈ 182۔ابوبکر بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور نے مختلف مالکان سے اراضی خرید کی ہے جس پر مطابق نوٹیفکیشن زیر بحث پیرا (الف) کوئی سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس وصول نہ کی گئی ہے جن کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا نوٹیفکیشن کے مطابق صوبہ پنجاب کو سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس کی مد میں کوئی مالی نقصان نہ پہنچایا گیا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی فرد ملوث ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ جو بغیر Stamp Duty زمین خریدی گئی ہے میں اس بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا Stamp Duty اور رجسٹریشن فیس حکومت کے خزانے میں جمع ہوئی ہے؟ چونکہ یہ ایک Definite time period بتایا گیا ہے جس میں یہ exemption تھی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ بحیرہ پرائیویٹ لمیٹڈ نے جو اراضی خریدی تھی کیا وہ زرعی مقاصد کے لئے ہی استعمال ہو رہی ہے یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: Corporate Agricultural Farming جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ایگریکلچر لینڈ ہی agricultural purpose کے لئے استعمال ہونی تھی جس نوٹیفکیشن کا یہاں پر حوالہ دیا گیا ہے یہ نمبری 2369 مورخہ 01-07-30 کو جاری ہوا تھا اس وجہ سے چھوٹ دی گئی ہے اور یہ ایگریکلچر لینڈ کے لئے ہی تھا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جو تفصیل ایوان کی میز پر ہے اگر اس کے مطابق ہم calculate کرتے ہیں تو یہ تقریباً 1300 کنال جگہ بنتی ہے اس میں حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا گیا ہے، definitely یہ حکومت کے خزانے میں ہی جمع ہونے چاہئیں۔ کیا ابھی بھی کسی کے لئے کوئی special exemption دی جا سکتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ حکومت کی صوابدید پر ہے کہ وزیر اعلیٰ کسی پر exemption کر دیں، 2001 میں بورڈ آف ریونیو نے یہ نوٹیفکیشن جاری کیا تھا جس کے تحت جو لوگ زرعی مقاصد کے لئے یہ رقبہ حاصل کریں انہیں یہ exemption دی گئی تھی۔ اب بھی حکومت کی مرضی ہے وہ کسی وقت بھی notify کر سکتی ہے اور یہ حکومت کے پاس اختیارات ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یقیناً یہ زمین غیر ملکی کمپنیوں کو دی گئی ہوگی اور اس کی Stamp Duty زیادہ لگائی جا سکتی ہوگی۔ اس سے صوبے کی معیشت میں جو بہتری آئی ہوگی وزیر صاحب اس کی تفصیل بتا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! آپ نے بھی سوال سنا ہے وہ کہہ رہی ہیں کہ جو Stamp Duty زیادہ لگائی گئی ہوگی، کوئی غیر ملکی کمپنی ہوگی، I don't know ہے کہ نہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک غیر ملکی کمپنیوں کا تعلق ہے، میرے علم اور ریکارڈ کے مطابق وہ ابھی تک اس فیلڈ میں نہیں آئیں۔ یہ ایک بحیرہ کمپنی تھی جو ابو بکر بلاک گارڈن ٹاؤن میں تھی انہوں نے رجسٹری کرائی ہے جس کے متعلق یہ سوال کیا گیا اور اگر ضلع قصور کے علاوہ کسی جگہ پر کوئی رجسٹری ہوئی ہے تو نیا سوال کر کے پوچھ لیں ہم انہیں بتا دیں گے۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ فہرست فیس چارٹ صوبہ کے متعلقہ دفاتر میں آویزاں کرنے کے لئے بھجوائے گئے ہیں۔ یہ وہاں غلط کہتے ہیں یا پھر یہاں غلط کہتے ہیں اب پتا نہیں کہ کس جگہ درست ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! سوال کی سمجھ نہیں آئی۔ محترمہ دوبارہ سوال کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ آخر میں دیکھیں وہ مالی نقصان کا کہہ رہی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ فیس چارٹ صوبے کے تمام متعلقہ دفاتر میں آویزاں کرنے کے لئے بھجوائے جا چکے ہیں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر! محترمہ اگلے سوال پر پہنچ گئی ہیں لیکن جہاں تک آویزاں کرنے کی بات ہے یہ بالکل گئے ہوئے ہیں اور ہر جگہ آویزاں ہیں اور اس کا sample ادھر اسمبلی میں ہمارے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: وہ اور سوال پر پہنچے ہیں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جی، وہ اگلے سوال پر پہنچ گئی ہیں، ہمارے پاس اس کے sample موجود ہیں اور ہم ادھر اجلاس میں بھی لائے ہوئے ہیں، کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4334 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی، پٹوار حلقہ و قانونگو آفیسز میں فیس آویزاں کرنے کی تفصیلات

*4334: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر پٹوار حلقہ اور قانونگو آفیسز و دیگر متعلقہ آفیسز میں رجسٹری، ہبہ اور انتقال اراضی کی فیس آویزاں کرنا لازمی ہے؟

(ب) کیا ضلع وہاڑی کے تمام متعلقہ آفیسز میں اس فیس کو آویزاں کیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت تمام متعلقہ آفیسز میں اس فیس کا چارٹ آویزاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ متعلقہ دفاتر بورڈ بابت فیس ہائے آویزاں کرنا لازمی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ضلع وہاڑی کے متعلقہ دفاتر آفس قانونگو اور سب رجسٹرار آفس سے متعلقہ رجسٹری برانچ ہائے میں شیڈول بابت فیس آویزاں ہیں۔

(ج) فیس چارٹ صوبہ کے تمام متعلقہ دفاتر میں آویزاں کرنے کے لئے بجھوائے جا چکے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے تینوں جز ہائے میں ایک ہی جواب دیا ہے کہ رجسٹری فیس کی شرح تمام دفاتر میں آویزاں کی گئی ہے جس میں سکنی، کمرشل، ہبہ، انڈسٹریل تمام فیسیں سامنے لکھی ہوتی ہیں۔ جب رجسٹرار کے کمرے میں ایک چیز آویزاں ہے تو مورخہ 2010-08-04 کو رجسٹری نمبر 1/1754 رقبہ ایک کنال ایک مرلہ جنہوں نے رجسٹری کرائی ہے ان کا نام واجد عظیم وغیرہ اور رجسٹری ریاست علی بھٹی کے نام ہوئی ہے۔ یہ چیچہ وطنی روڈ پر ایک کنال ایک مرلے کا پلاٹ تھا، یہ main road پر تھا اس کا کمرشل ریٹ پانچ لاکھ پچاس ہزار روپے فی مرلہ تھا لیکن رجسٹرار انجینئر شاہد زمان لک ڈی ڈی او (آر) بورے والا نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے کمرشل جگہ کو انڈسٹریل میں convert کر دیا جبکہ ادھر کوئی انڈسٹری ہے ہی نہیں، بورے والا میں انڈسٹریل ایریا ہی منظور نہیں ہے۔ وہاں کمرشل یا سکنی ایریا ہے لیکن انہوں نے پانچ لاکھ پچاس ہزار روپے فی مرلہ کی جگہ کو دو لاکھ ستر ہزار روپے فی مرلہ میں رجسٹری کر کے حکومت پنجاب کو ریونیو کی مد میں چار لاکھ روپے کا نقصان پہنچایا ہے۔ ایک درخواست دہندہ مرزا محبوب جیلانی ولد مرزا لال خان نے ڈی سی او صاحب کو بھی درخواست دی لیکن ان کی کوئی شنوائی نہ ہوئی اور میں نے بھی انہیں request کی کہ یہ گھپلا بازی ہے آپ مہربانی کر کے اس کے خلاف action لیں تو مجھے چودھری محمد اشرف ڈی سی او وہاڑی نے کہا کہ میں اس کو تبدیل کر دیتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اسی ڈی سی او نے فیصل آباد میں شاہد زمان لک ڈی ڈی او (آر) کو اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا، ٹوبہ گئے تو انہیں ساتھ رکھا ہوا تھا اور اب وہاڑی میں بھی اسے ساتھ لے کر آئے ہیں، یہ ڈی سی او کا "کماؤ پتر" ہے۔ مہربانی کریں اور ڈی سی او صاحب کو ہدایت دیں۔ جب انہوں نے دادرسی نہ کی تو پھر مرزا محبوب انٹی کرپشن کے پاس چلا گیا ہے۔

جناب سپیکر: مرزا محبوب اب کدھر گئے ہیں؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اب وہ انٹی کرپشن ملتان میں ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ڈی سی او صاحب سے کہیں کہ ان کے خلاف ایکشن لیں۔ حکومت کا 4 لاکھ روپے کا نقصان کیا گیا ہے۔ یہاں جواب کے ہر جز میں کہا گیا ہے کہ "بورڈ آویزاں کر دیئے گئے ہیں" یہ ساڑھے پانچ لاکھ روپے فی مرلہ مالیت کی جگہ ہے جبکہ 2 لاکھ 70 ہزار روپے اس کی قیمت کا تعین کیا گیا ہے۔ وہاں پر تو کوئی industrial estate منظور ہی نہیں ہے، وہاں پر industrial estate کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، انہوں نے کمرشل جگہ کو انڈسٹریل میں convert کر کے حکومت پنجاب کو revenue کی مد میں 4 لاکھ روپے کا نقصان پہنچایا ہے۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!سردار خالد سلیم بھٹی صاحب نے ایک particular رجسٹری کا حوالہ دیا ہے۔پچھلی مرتبہ جب محکمہ مال و کالونیز کے بارے میں سوالات کا دن تھا تو اُس روز بھی انہوں نے اس شخص کے قصے بیان کئے تھے اور میں نے on the floor of the House کہا تھا کہ واقعی وہ corrupt آدمی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ devolution کے بعد اب ڈی ڈی او(آر)اور ڈی سی او محکمہ S&GAD کے ماتحت چلے گئے ہیں جس کی وجہ سے ہمارا محکمہ مقامی طور پر ان کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتا۔دوسرا اگر کوئی آدمی کسی ڈی سی او کا پروردہ ہے تو وہ دوسری جگہ posting ہونے پر اسے اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔یہ بات اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔یہ بات درست ہے کہ جو table valuation طے کی جاتی ہے اسی rate کے مطابق ہی رجسٹری ہوتی ہے۔ڈی سی او اور دوسرے ممبران پر مشتمل کمیٹی اس کی مالیت طے کرتی ہے اور اسی کے مطابق رجسٹری ہوتی ہے۔اگر مقامی طور پر رجسٹریشن آفیسر rates کم کر کے کوئی رجسٹری کرتا ہے تو پھر وہ اس کے لئے قصوروار ہے۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!آپ اس معاملے کی انکوائری کرائیں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!اگر کوئی grievance ہے تو معزز ممبر تحریری طور پر محکمہ کے نوٹس میں لائیں۔

جناب سپیکر:سردار خالد سلیم بھٹی صاحب آپ کو اس حوالے سے باقاعدہ تحریری طور پر complaint دیں گے۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!میں نے تو on the floor of the House یہ بات کہی تھی کہ وہ آدمی انتہائی corrupt ہے۔میں نے اس بات سے کب انکار کیا ہے؟میں یہاں پر کسی کی ایمانداری کا certificate دینے کے لئے تو نہیں آیا۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں یہاں پر کسی کو دیانت داری کا certificate دینے کے لئے نہیں آیا اگر آپ کے پاس اس حوالے سے کوئی complaint ہے تو آپ منسٹر صاحب کو لکھ کر دیں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!ہمارے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں اگر معزز ممبر کوئی تحریری شکایت کریں گے تو ہم اس کا فوری action لیں گے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: ٹھیک ہے۔ میں تحریری طور پر درخواست دے دیتا ہوں اور منسٹر صاحب اس پر کارروائی کرنے کے احکامات صادر فرمادیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب! آپ اس معاملے کی اپنے طور پر انکوائری کرائیں۔ اگلا سوال چودھری عرفان الدین صاحب کا ہے۔

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 4578۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، اراضی کی سیٹلمنٹ کی تفصیلات

*4578: چودھری عرفان الدین: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں اراضی کی سیٹلمنٹ کا کام کب شروع ہوا اور اس کو کب مکمل ہونا تھا؟

(ب) اب تک ضلع گجرات کے کتنے موضع جات کی اراضی کی سیٹلمنٹ کا کام مکمل ہو چکا ہے؟

(ج) اب تک ضلع گجرات میں اس کام پر کتنے اخراجات ہو چکے ہیں اور اس کام پر کل کتنا سٹاف متعین ہے، تفصیل سے بتائیں؟

(د) ضلع گجرات میں اراضی کی سیٹلمنٹ کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)، گجرات ضلع گجرات میں اراضی کی سیٹلمنٹ کا کام نومبر 2004 میں شروع ہوا اور مطابق شیڈول 14-2013 میں ختم ہو جائے گا۔

(ب) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)، گجرات ضلع گجرات میں 241 مواضعات کا کام بندوبست مکمل ہو کر مسل حقیت داخل دفتر تحصیل کروادی گئی ہیں۔ تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے۔

تحصیل گجرات	133
تحصیل کھاریاں	90
تحصیل سرائے عالمگیر	38
کل میزان	241

(ج) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)، گجرات ضلع گجرات میں کام بندوبست پر تقریباً 5,91,23,690/- روپے 30-نومبر 2009 تک اخراجات آچکے ہیں جس میں افسران و عملہ کی تنخواہ اور Contingency Bills بھی شامل ہیں۔

منسٹیریل سٹاف	43
پٹواری بندوبست	78
ٹوٹل	121

(د) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)، گجرات ضلع گجرات میں 14-2013 تک بندوبست کا کام مکمل ہو جائیگا۔

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال گجرات میں ہونے والی settlement کے حوالے سے ہے۔ پہلی settlement انگریز empire میں 1911-12 کو ہوئی تھی اب تقریباً سو سال بعد دوبارہ settlement ہو رہی ہے جس میں جمع بندی کو re-write کر کے مسل حقیت بنایا جا رہا ہے۔ کھاتہ جات تقسیم نہیں ہو رہے اور موقع پر رقبے کی پیمائش بھی نہیں ہو رہی۔ مکھی پر مکھی مار کر پہلے سے موجود ریکارڈ کو re-write کیا جا رہا ہے۔ وزیر صاحب وضاحت فرمائیں کہ یہ کس قسم کی settlement ہو رہی ہے؟ اس میں کھاتہ جات تقسیم نہیں ہو رہے، موقع پر پیمائش نہیں ہو رہی، مسل حقیت بھی نہیں بن رہی اور ایک ایک کھیوٹ میں دو دو سو مالکان ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! شیڈول کے مطابق ہی settlement کا کام ہو رہا ہے۔ ضلع گجرات میں کل 1084 مواضعات ہیں جن میں سے تقریباً 540 مواضعات کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس پر ہونے والے اخراجات کی update تفصیل جواب میں بتائی گئی ہے جس پر تقریباً 63 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور جن مواضعات کی settlement مکمل ہو چکی ہے ان کی مسل حقیت بھی بن چکی ہے۔ اس ریکارڈ کے مطابق فرد جاری کی جا رہی ہے اور یہ کام انشاء اللہ تعالیٰ 2013-14 تک مکمل ہو جائے گا۔

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وزیر مال صاحب میرا سوال سمجھ نہیں سکے۔ شاید انہیں settlement اراضی، جمع بندی اور مسل حقیت کا فرق معلوم نہیں ہے۔ جمع بندی تو حلقہ پٹواری ہر چار سال کے بعد بناتا ہے۔ مسل حقیت میں انہوں نے مالکان کے حصے الگ الگ کر کے بنانے ہوتے ہیں، رقبے کو تقسیم کرنا ہوتا ہے اور وہ ایک باضابطہ دستاویز بنتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ

1999-2000 کی جمع بندی کو کاپی کر کے مسل حقیت کا نام دیا جا رہا ہے تو یہ کس قسم کی settlement ہے کہ جس میں اراضی کے مالکان کو تقسیم نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: چودھری عرفان الدین صاحب کہہ رہے ہیں کہ چار سال قبل جو جمع بندی بنی ہوئی تھی اسی کی بنیاد پر ہی مسل حقیت بنائی جا رہی ہے۔

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! جو بھی جمع بندی یا مسل حقیت ہوں گی ان پر فرد اراضی تو جاری ہوتی رہے گی۔اس میں ہونا یہ چاہئے کہ خسرہ نمبر، کھاتہ جات تقسیم ہوں اور لوگوں کی الگ الگ ملکیت ظاہر کی جائے لیکن ایسا نہیں ہو رہا۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ شاید مجھے جمع بندی اور مسل حقیت کا علم نہیں ہے۔یہ مناسب بات نہیں ہے۔معزز ممبر کی طرف سے جو سوال دیا گیا ہے اس کا ریکارڈ کے مطابق update جواب دے دیا گیا ہے اور اس میں کوئی ایسا ابہام نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس حوالے سے میں بھی ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پوچھ لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ settlement کا جو کام ہو رہا ہے کیا اس میں تمام زمین علیحدہ علیحدہ کی جا رہی ہے، کیا اس میں چراگاہیں، شاملاتیں اور مالکان کے حصے علیحدہ علیحدہ کئے جا رہے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! settlement کا کام تو یہی ہے کہ جو زمینیں کسی خاص مقصد کے لئے مختص کی گئی ہیں انہیں اسی مقصد کے لئے مخصوص کر دیا جائے اور ان کی حد براری کر دی جائے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ اس حوالے سے حد بندی کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی لیکن اگر نہیں کرتے تو پھر کیا ہو گا؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ پھر کیا ہو گا؟ وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا یا پھر وہ ہو گا جو کہ پچھلے 63 سالوں سے ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: اگر معزز ممبر آپ کے نوٹس میں کوئی particular case لاتے ہیں تو پھر اس پر آپ کو action کرنا ہو گا۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جب معزز ممبر میرے علم میں کوئی چیز لائیں گے تو اس کا نوٹس لیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہم لاکھوں روپے اس پر خرچ کر رہے ہیں تو پھر اس بات کو ensure کرنا چاہئے کہ مطلوبہ کام صحیح طریقے سے ہو رہا ہے، کیا یہ 63 ملین روپے صرف محکمہ ریونیو کو کھلانے کے لئے دیئے گئے ہیں، اس 63 ملین روپے کے عوض ہمیں کیا ملے گا، کیا یہ زمینیں علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گی؟ ڈنگہ میں 24 سو کنال پر مشتمل چراگاہ ہے تو اس کو علیحدہ کیا جانا چاہئے تاکہ وہ کسی کام آ سکے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! settlement کا کام 2013-14 میں مکمل ہو گا۔ اس سے پہلے اگر کسی آدمی کے کوئی تحفظات ہیں تو ان کو دُور کیا جائے گا۔ میں اس بات کو ensure کرتا ہوں کہ تمام تحفظات دُور کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ معزز ممبر کے ساتھ ایک میٹنگ کر لیں یہ آپ کو ساری بات تفصیل سے بتائیں گے۔ اس کے مطابق عمل کرائیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں اسی settlement کے بارے میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کر لیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ "بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات ضلع گجرات میں اراضی کی settlement کا کام نومبر 2004 میں شروع ہوا اور مطابق شیڈول 2013-14 میں ختم ہو جائے گا" اس میں اتنا لمبا time period کیوں رکھا گیا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں، آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ یہ جو settlement کا عمل ہوتا ہے اس میں کتنی دیر لگتی ہے۔

جناب سپیکر: میں تو نہیں جانتا لیکن آپ یقیناً جانتے ہوں گے؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! آپ اس شعبے سے related ہیں اس لئے آپ کو سب پتا ہے کہ اس میں اتنا زیادہ ٹائم کیوں دیا گیا۔ کسی کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہ کیا گیا ہے اور اس پر جو اتنی investment کی جا رہی ہے آیا اس سے گورنمنٹ کو بھی کوئی فائدہ ہو گا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک settlement کا تعلق ہوتا ہے تو از سر نو ریکارڈ کو مرتب کرنا ہوتا ہے لیکن یہ عوام کی بھلائی کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ ایک دوسرے کے درمیان جھگڑے نہ ہوں۔ زمین کی تقسیم اور دعوؤں کے متعلق جتنے بھی کیس ہیں وہ کم ہوں اور عوام کو relief دینا ہی حکومت کا relief ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ کہا گیا ہے کہ 241 مواضعات کا کام بندوبست مکمل ہو چکا ہے تو کتنے مواضعات باقی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! 30۔دسمبر 2010 تک 540 مواضعات کے ریکارڈ کا کام مکمل ہو گیا ہے اور 14-2013 تک بقیہ کام مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4799 ہے۔ وزیر موصوف پہلے اس سوال کو پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

پنجاب میں بیکار پڑی قابل کاشت اراضی کو مزارعین کو کم قیمت پر دینے کی تفصیلات

*4799: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب میں بیکار پڑی قابل کاشت سرکاری اراضی کاشتکاروں میں خصوصاً خواتین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب میں تقریباً 11,57,600 ایکڑ رقبہ خالص بقایا سرکار موجود ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ اراضی کو پنجاب کے بے زمین کاشتکاروں اور مزارعین کو 25 ایکڑ فی خاندان کے حساب سے انتہائی کم قیمت پر فروخت کرنے کے لئے تیار ہے تاکہ دیہی آبادی میں بے روزگاری کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ اجناس کی پیداوار میں بے پناہ اضافہ کر کے خوشحالی لائی جا سکے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی ہاں! حکومت پنجاب نے قابل کاشت اراضی بے زمین کاشتکاروں میں لیز پر دینے کا نوٹیفکیشن مورخہ 10۔01۔13 کو جاری کر دیا ہے جو خواتین شرائط پوری کرتی ہوں نیلامی میں حصہ لینے کی اہل ہیں۔

(ب) اس وقت پنجاب میں تقریباً4لاکھ ایکڑ سرکاری زرعی اراضی خالص بقایا سرکار ہے۔

(ج) حکومت نے مورخہ10۔01۔13کو نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے جس کے مطابق بے زمین کاشتکاروں کو قابل کاشت اراضی ساڑھے بارہ ایکڑ فی خاندان کے حساب سے لیز پر دی جائے گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!وزیر موصوف نے جز (الف) کے جواب میں کہا ہے کہ "جی ہاں! حکومت پنجاب نے قابل کاشت اراضی بے زمین کاشتکاروں کو لیز پر دینے کا نوٹیفکیشن مورخہ 10-01-13 کو جاری کر دیا ہے، جو خواتین شرائط پوری کرتی ہوں نیلامی میں حصہ لینے کی اہل ہیں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ زمین کتنے عرصے کے لئے لیز پر دیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!10-01-13کے نوٹیفکیشن کے مطابق سرکاری زمین ایک سالہ اور پانچ سالہ میعاد کے لئے زرعی گریجویٹس کو الاٹ کی جارہی ہے۔اربن حدود کے اندر واقع سرکاری زمین ایک سال کے لئے اور اربن حدود سے باہر واقع سرکاری زمین پانچ سال کے لئے لیز پر دی جارہی ہے اس میں مرد یا خاتون کے حوالے سے کوئی پابندی نہیں ہے یعنی جو بھی اہلیت پوری کرتا ہو، چھوٹا زمیندار ہو اور بے روزگار ہو۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!لیز کی مدت 30 سال، 50 سال اور90 سال ہوتی ہے۔اربن ایریا میں تو مان لیا کہ کوئی چھوٹا موٹا کاروبار کر لے لیکن دیہاتوں میں سرکاری زمین اتنی کم مدت کے لئے کون لے گا اور یہ کیسی شرائط ہیں؟

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!جہاں تک بقایا سرکار کا تعلق ہے وہاں پر 50 فیصد لاٹیں already نیلام ہو چکی ہیں اور اس کا ریکارڈ موجود ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جز(ب) میں ہے کہ اس وقت تقریباً4لاکھ ایکڑ سرکاری اراضی خالص بقایا سرکار ہے۔ میرے پاس پچھلے سال کے سروے کے مطابق 60 سے 70 لاکھ ایکڑ اراضی پنجاب حکومت کے پاس پڑی ہوئی ہے تو کیا یہ اعداد و شمار درست ہیں؟

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! انہوں نے جو ذکر کیا ہے چولستان اور محکمہ جات کے رقبے کے علاوہ یہ رقبہ بقایا ہے۔ ہمارے پاس figures موجود ہیں کہ چار ہزار لاٹ ایک سالہ میعاد پر لیز کی گئی اور پانچ ہزار لاٹ بقایا ہے۔ اسی طرح پانچ سالہ میعاد پر پانچ ہزار لاٹ الاٹ کی گئی ہیں اور دس ہزار لاٹ ابھی بقایا ہیں۔ اسی طرح گریجویٹس کے لئے دو ہزار لاٹیں دے دی گئی ہیں اور تین ہزار لاٹیں بقایا ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جز(ج) میں ہے کہ حکومت نے مورخہ 10-01-13 کو نوٹیفکیشن جاری کر دیا جس کے مطابق بے زمین کاشتکاروں کو قابل کاشت اراضی ساڑھے بارہ ایکڑ فی خاندان کے حساب سے لیز پر دی جائے گی۔ ایک سال گزر گیا تو اس وقت تک کتنے لوگوں کو یہ زمین دی جا چکی ہے اور اس وقت کتنی خواتین اس سے مستفید ہوئی ہیں، اس کے لئے اخبار یا ٹی وی پر کوئی اشتہار دیا گیا ہے اور یہ کس طریق کار کے تحت دی جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک بقایا سرکار کے رقبے اور لاٹوں کا تعلق ہے تو اس کی مشتری منادی کرائی گئی ہے اور تمام اضلاع میں ڈی ڈی او (آر) کے آفس میں اُن زمینوں کی لسٹ فراہم کی گئی ہے اور وہاں پر نوٹس آویزاں کئے گئے تھے۔ میں اپنی بہن کو بتانا چاہوں گا کہ اس بات میں ایک فیصد بھی جھوٹ نہیں ہو سکتا کہ پنجاب میں جتنی لاٹیں دی گئی ہیں ہر لاٹ کی نیلامی کی باقاعدہ ویڈیو فلم بنی ہے اور یہ تمام نیلامیاں مسجدوں میں ہوتی رہی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کسانوں میں مرد بھی آتے ہیں اور عورتیں بھی آتی ہیں تو کھیتوں میں کام کرنے والی عورت کو کیا پتا ہے کہ ڈی ڈی او (آر) کا دفتر کہاں ہے وہ تو ریڈیو سنتے یا ٹی وی دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جو لوگ کاشتکاری کرتے ہیں اُن کو یہ بھی پتا ہے کہ دفتر کہاں کہاں ہیں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!میں اپنی بہن کو بتانا چاہوں گا کہ باقاعدہ مسجد میں مشتری منادی کراکر متعلقہ پٹواری، تحصیلدار اور ڈی ڈی او(آر) نے موقع پر جاکر نیلامی کی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!اگر پٹواری پر یقین کیا جاتا تو اس ملک کا یہ حال نہ ہوتا۔میں ایم پی اے ہوں لیکن میرے پاس ایک دو گاڑیاں نہیں ہیں لیکن پٹواریوں کے پاس 10/10 گاڑیاں ہیں تو کیا پٹواریوں پر یقین کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر:محترمہ!اس سوال پر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں اب آپ تشریف رکھیں۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں، یہ کیسے ہو گیا؟ لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب اللہ رکھا:جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 5018۔(معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

لاہور، جعلی اشٹام پیپرز فروخت کرنے کی تفصیلات

*5018:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں اشٹام پیپرز کی فروخت کا لائسنس کس کس کے پاس ہے ان کے نام، ولدیت، پتا جات بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں جعلی اشٹام پیپرز کی فروخت عروج پر ہے خاص کر 1000 سے لے کر 15ہزار روپے تک کے اشٹام جو کہ رجسٹری وغیرہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں؟

(ج) حکومت نے کتنے لوگ جعلی اشٹام فروخت کرتے ہوئے پکڑے ان کے نام، پتا جات بتائیں، نیز حکومت نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر(ریونیو) ضلع لاہور میں لائسنس یافتہ اشٹام فروشوں کی تعداد 1322 ہے۔تمام لائسنس قانونی کارروائی کے بعد جاری ہوئے ہیں ان کے نام ولدیت اور پتا جات کی فہرست جھنڈی(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) قانون کے تحت اشٹام فروش حضرات ایک ہزار روپے سے زائد مالیت کے اشٹام پیپرز فروخت کرنے کے مجاز نہ ہیں یہ کہ ایک ہزار روپے سے زائد مالیت کے اشٹام پیپرز دفتر خزانہ سے جاری ہوتے ہیں جو سائیلان بذات خود یا اپنے نمائندہ کے ذریعے جاری کرواتے ہیں اور مزید یہ کہ جب دستاویز برائے تصدیق دفتر سب رجسٹرار پیش ہوتی ہے تو بڑی مالیت (پانچ ہزار اور دس ہزار وغیرہ) کے تمام اشٹام پیپرز دفتر خزانہ سے تصدیق کروائے جانے کے بعد ہی دستاویزات رجسٹر کی جاتی ہیں بصورت جعلی اشٹام ثابت ہونے پر فوری قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ مزید یہ کہ حکومت پنجاب نے پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ کارپوریشن کو نئی کورٹ فیس سٹیمپس اور اشٹام پیپرز کی طباعت کا حکم دیا ہے۔ ان نئے اشٹام پیپرز اور کورٹ فیس سٹیمپس میں ایسے جدید سکیورٹی فیچرز رکھے گئے ہیں جس سے جعلسازی کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔ مزید برآں تمام ضلعی آفیسر ریونیو کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے اضلاع میں اشٹام فروشوں کی پڑتال کے لئے ٹیمیں مقرر کریں۔

(ج) اس سلسلے میں عرض ہے کہ جناب خالد سعید وٹو سول جج لاہور نے ایک فوجداری مقدمہ تھانہ اسلامپورہ میں جعلی کورٹ فیس /اشٹام پیپرز سول عدالت میں پیش کرنے پر ملزمان کے خلاف درج کروایا ہے اس کے علاوہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر راوی ٹاؤن لاہور نے بھی جعلی اشٹام پیپرز پیش کرنے پر مقدمہ درج کروایا ہے۔ تفصیل (ب۔ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگر کسی اشٹام فروش کے خلاف کوئی شکایت موصول ہو تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ جعلی اشٹام پیپرز کی جعلسازی کو روکنے کے لئے سکیورٹی فیچرز رکھے گئے ہیں اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ کیا سکیورٹی فیچرز ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جس وقت محکمہ خزانہ سے اشٹام پیپرز حاصل کرنے ہوتے ہیں تو لائسنس ہولڈر اسے حاصل کر سکتا ہے یا زمین بیچنے والا یا جس نے اپنی رجسٹریشن پر اشٹام لگانے ہوں اس کے باقاعدہ دستخط، شناختی کارڈ اور فیس جمع کرانے کے بعد اسی کے نام پر اسی تاریخ کو جاری ہوتے ہیں۔ جہاں تک نئے فیچرز کا تعلق ہے تو نئے اشٹام کا ماڈل اور پروف تیار ہو چکا ہے جس پر تاریخ ہو گی اور یہ وفاقی حکومت کی اجازت سے ایک سال سے process چل رہا ہے ان اشٹام پیپرز کو جو

نئے پرنٹ ہو کر آئیں گے ان میں یہ تمام security measures اختیار کئے جائیں گے اور جعلسازی کو روکنے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! وہ اقدامات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جتنی احتیاط اصل اور جعلی نوٹوں کی پرنٹنگ میں ہوتی ہے اسی طرح اشٹام پیپرز کے لئے بھی کی گئی ہے اور جو سکیورٹی فیچرز رکھے گئے ہیں تو جب اشٹام پیپرز آ جائیں گے تو دونوں کی تفریق کا اسی وقت موازنہ ہو سکے گا ورنہ انھیں کیسے پتا چلے گا کہ نوٹ اصلی ہے یا نقلی ہے۔

جناب سپیکر: یہ اصلی اور نقلی کی بات نہیں ہے، یہ تو کچھ اور پتا کرنا چاہتے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع فیصل آباد میں رجسٹریشن کا عمل کمپیوٹرائز کر دیا گیا ہے۔ اس عمل کو مکمل کرنے میں صرف ایک ہفتہ لگا ہے۔ کیا آپ پورے پنجاب میں کمپیوٹرائز سسٹم کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ اس سوال سے متعلقہ سوال پوچھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ یہ اشٹام جو رجسٹری کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو جعلسازی روکنے کے لئے جو کمپیوٹرائز سسٹم فیصل آباد میں لاگو کیا گیا ہے کیا حکومت پنجاب پورے پنجاب میں رجسٹریشن کے لئے کمپیوٹرائز سسٹم لانا چاہتی ہے تاکہ جعلسازی رُک سکے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک معزز ممبر نے کہا ہے کہ فیصل آباد میں کمپیوٹرائز سسٹم ہے تو انھوں نے اپنا ایک سسٹم ایجاد کیا ہے اور کل ہی انھوں نے اس کی کاپی بھیجی ہے۔ آج محکمہ مال کے سوالات ہیں اس لئے میں اسے study نہیں کر سکا لیکن جہاں تک کمپیوٹرائزیشن کا تعلق ہے کہ رجسٹریشن ہو گورنمنٹ چاہتی ہے کہ ایسے fool proof انتظامات ہوں جن میں ایسی کوئی قباحتیں نہ ہوں جو جعلی اشٹام پیپرز کے سلسلے میں سوال میں لکھی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار اطہر حسن خان گورچانی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5800 ہے۔

کینٹ سرکل لاہور میں اراضی کی غیر قانونی الاٹمنٹس کی تفصیلات

*5800:انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کینٹ سرکل لاہور میں ضلعی حکام نے سال2004 میں دو ہزار کنال سے زائد اراضی کی الاٹمنٹ کو غیر قانونی قرار دیکر منسوخ کر دیا تھا اور محکمہ مال نے اس زمین کے بنیادی انتقالات بھی خارج کر دیئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ الاٹمنٹ منسوخی کے باوجود ان سرکاری زمینوں پر قبضوں کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے اور ریونیو حکام اور ٹاؤن انتظامیہ یہاں پر قبضوں اور غیر قانونی تعمیرات کو روکنے میں ناکام ہیں؟

(ج) اگر یہ درست ہے تو حکومت نے ذمہ دار اہلکاروں اور افسروں کے خلاف کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور حکومت سرکاری زمین کب تک واگزار کروائے گی؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ کینٹ سرکل موضع ہربنس پورہ سال2004 میں بحکم DO(R)/کلکٹر ضلع لاہور بروئے چٹھی نمبری HVC(R)1069 مورخہ 04-11-2004 انتقالات نمبر 5967، 5953، 5943، 5502، 5479، 6596، 9057، 9983، 11921، 12936 کی رو سے کل رقبہ تعدادی 1796 کنال 03 مرلہ خارج ہو کر بحق سرکار ضبط کر لیا گیا۔

(ب) الاٹمنٹ منسوخی سے قبل الاٹیوں نے رقبہ مذکورہ بذریعہ رجسٹری مختلف لوگوں کو فروخت کیا۔ انہی لوگوں نے موقع پر مکانات وغیرہ تعمیر کئے ہوئے ہیں۔ بعد از منسوخی الاٹمنٹ جو کوئی بھی رقبہ سرکار پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) الاٹمنٹ منسوخی کے بعد الاٹیوں کی جانب سے فروخت شدہ رقبہ بیع در بیع ہوا۔ ان لوگوں / مشتریان میں سے بیشتر نے مختلف عدالت ہائے سے حکم امتناعی حاصل کئے ہوئے ہیں۔ بعد از فیصلہ عدالت ہائے حکومت ان لوگوں سے رقبہ واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق ناجائز قابضین سے قبضہ واگزار کروایا جائے گا۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر!اس جواب میں خود تسلیم کیا گیا ہے کہ 1796 کنال اراضی کی الاٹمنٹ منسوخ کی گئی ہے جو کہ غیر قانونی یا غلط تھی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جنھوں نے الاٹمنٹ کی تھی اس کے ذمہ داران یا افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!2004 میں دوہزار سے زائد اراضی کی الاٹمنٹ کو غیر قانونی قرار دے کر منسوخ کر دیا گیا تھا اور محکمہ مال نے اس کے بنیادی انتقالات خارج کر دیئے ہیں۔ اگر وہاں پر ایسا کوئی معاملہ ہے تو وہ stay میں ہے کہ ان لوگوں کے خلاف کارروائی کر کے باقاعدہ انکوائری ہوئی ہے اور اس کی رپورٹ higher authority کو بھجوا دی گئی ہے۔ اس پر بعض بندوں کو سزا ہوئی ہے وہ میرے جواب میں موجود نہیں ہے کہ ان لوگوں کو کیا کیا سزا ہوئی ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر!یہی تو میرا سوال ہے کہ افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے جنھوں نے یہ غیر قانونی الاٹمنٹ کی تھی؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!ان سے قبضہ واگزار کرا لیا گیا ہے اور انتقالات کو خارج کر دیا گیا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: میں نے افسران کے متعلق پوچھا ہے کہ جنھوں نے الاٹمنٹ کی تھی ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!ان لوگوں نے عدالت سے stay لیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو پارٹیوں کی بات ہے۔ یہ پوچھ رہے ہیں کہ جن افسران نے ایسا اچھا کام کیا ہے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!مقامی طور پر انھیں بورڈ آف ریونیو کی طرف سے لکھ کر بھیجا گیا ہے متعلقہ DCO ان کے خلاف action لیں گے۔ انھیں کہا گیا ہے کہ جن لوگوں نے جعلی الاٹمنٹ کی ہے یا فرضی انتقالات کئے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: جو کارروائی کی گئی ہے کیا وہ آپ کے علم میں ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!جو کارروائی کی گئی ہے وہ میرے علم میں نہیں ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! منسوخی 2004 میں ہوئی تھی، سات سال گزر گئے ہیں، کیا ابھی تک صرف لکھ کر بھیجا ہی گیا ہے یا کوئی کارروائی بھی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: ان کے علم میں نہیں ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! بعد از منسوخی الاٹمنٹ یعنی الاٹمنٹ کی منسوخی کے بعد بھی ہم نے دیکھا ہے کہ وہاں زمینوں پر قبضے ہو رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک سرکاری زمین پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو یہی بتا سکتے ہیں کہ کتنی زمین واگزار کروائی گئی ہے؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اتنا ہی بتا دیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ تمام رقبہ بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ہے۔ یہ حکومت کے قبضہ میں ہے۔ اس میں کچھ رقبے پر ناجائز قابضین نے تعمیرات کی تھیں ان سے قبضہ واگزار کرایا جا رہا ہے۔ ان میں تیرہ الاٹیز ایسے ہیں جنھوں نے عدالت سے stay حاصل کیا ہوا ہے، ایوان کی میز پر تمام انتقالات اور منسوخی کے آرڈر سب کچھ موجود ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ایوان کی میز سے لے لیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کتنا رقبہ اس وقت قبضہ سرکار میں ہے اور کتنا واپس لے لیا گیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! کل تعدادی رقبہ 1796 کنال 3 مرلہ کا انتقال خارج ہو کر بحق سرکار ضبط ہو گیا ہے، جواب موجود ہے۔ ہائیکورٹ میں کیس ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ That's fine اب اگلا سوال رانا محمد افضل صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5825 ہے۔

فیصل آباد، عبداللہ پور نہر کے قریب سڑکوں کی توسیع کی تفصیلات

*5825: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد عبداللہ پور نہر پر واقع فیسکو کا ہیڈ آفس حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی پر واقع ہے؟

(ب) اگر ہاں تو کیا حکومت پنجاب اس اراضی میں سے سڑک کی چوڑائی بڑھانے کے لئے کچھ رقبہ واپس لے کر لاکھوں لوگوں کی مشکل کو آسان کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)، فیصل آباد عبداللہ پور نہر پر واقع فیسکو کا ہیڈ آفس مع گرڈ سٹیشن اور سٹاف کالونی و ورکشاپ 486K-9M رقبہ پر قائم ہے جس میں سے 351K-5M رقبہ محکمہ واپڈا (فیسکو) کا ملکیتی ہے جبکہ 135K-4M ملکیتی صوبائی حکومت اور مقبوضہ محکمہ الیکٹریسٹی واپڈا ہے۔ علاوہ ازیں خسرہ نمبر 187 غیر ممکن کھال کا رقبہ 2K-8M و خسرہ نمبر 188 راستہ 1K-11M و خسرہ نمبر 209 غیر ممکن ریلوے لائن کے رقبہ 61K-7M میں سے 31K-4M کل رقبہ 35K-3M پر محکمہ واپڈا (فیسکو) کا ناجائز قبضہ ہے جس کے لئے کارروائی دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) فیصل آباد میں زیر تجویز ہے۔

(ب) معزز ممبر اسمبلی پنجاب رانا محمد افضل خان صاحب کی جانب سے آمدہ درخواست پر پہلے ہی یہ معاملہ ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد و جناب کمشنر صاحب فیصل آباد ڈویژن کے پاس زیر تجویز ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ نے سنا کہ سرکاری محکمے نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ وہاں پر حالات یہ ہیں کہ میری تین یونین کونسلوں کے درمیان یہ حلقہ آیا لیکن اُن تین یونین کونسلوں میں میرے پاس عوام کے لئے ایک کنال کا پلاٹ بھی نہیں ہے۔ Crossing roads اس طرح کی بنی ہوئی ہیں کہ اُن پر دو گاڑیاں آپس میں cross نہیں ہو سکتیں اور آئے روز وہاں پر ڈاکے اور چوریاں ہوتی ہیں۔ بمطابق اس رپورٹ کے جو کہ غلط ہے جبکہ 61 کنال جگہ جہاں سے ریلوے لائن گزرتی تھی وہ بھی واپڈا نے لپیٹ لی ہے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ 31 کنال 4 مرلوں پر ناجائز قبضہ بھی ہے۔ یہ زمین جو واپڈا کو Power House بنانے کے لئے دی گئی تھی وہ ڈیزل کا Power House بیس سال پہلے ختم ہو گیا تھا لیکن اب اس کے اندر انہوں نے اپنی کالونی بنائی ہے، پچاس پچاس فُٹ چوڑی سڑکیں ہیں اور آدھی زمین کے اندر parks ہیں جبکہ علاقے کے لوگوں کے لئے کوئی پارک وغیرہ نہیں ہے لہذا میری درخواست ہے کہ یہ زیادتی جو سرکاری محکمے عوام سے کر رہے ہیں اس کے لئے منسٹر صاحب فرمائیں کہ یہ واپڈا کا ناجائز قبضہ کب تک ختم کرائیں گے چونکہ فیصل آباد جڑانوالا ریلوے لائن ختم ہو چکی

ہے اس لئے وہ رقبہ حکومتِ پنجاب کو واپس آنا چاہئے مزید برآں منسٹر صاحب 61 کنال رقبہ جس میں سے 31 کنال رقبے پر ناجائز قبضہ ہے کب تک واگزار کرادیں گے ؟

جناب سپیکر: وہ تو کوشش کر لیں گے لیکن دیکھ لینا بعد میں کہیں سارے عوام کسی دوسری مصیبت میں نہ پھنس جائیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہم وہاں پر parks بنائیں گے، سڑکیں چوڑی کریں گے اور عوام کے لئے سہولیات پیدا کریں گے۔

جناب سپیکر: پہلے ہی آپ بجلی کو ترستے ہیں، کہیں یہ نہ ہو کہ کام بالکل ہی خراب ہو جائے ؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! انہوں نے وہاں پر سولر بجلی نہیں بنانی اور ویسے بھی بجلی گھر شہروں سے باہر بنتے ہیں۔ آج اگر وہ لائسنس بھی مانگیں تو انشاء اللہ تعالیٰ فیصل آباد شہر کے درمیان بجلی گھر لگانے کی اجازت کوئی نہیں دے گا۔ بجلی گھر تو ویسے ہی شہروں سے باہر بننے چاہئیں مگر وہاں عیاشی کے لئے کالونیاں اور پارک بنے ہوئے ہیں اور وہ enjoy کر رہے ہیں لیکن دوسری عوام وہاں پر دربدر پھر رہی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کو جواب دیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک معزز ممبر رانا صاحب کے سوال کا تعلق ہے تو ان کا کیس already کمشنر صاحب کے پاس زیر غور ہے۔ میں قطعی طور پر یہ جواب نہیں دینا چاہوں گا کیونکہ واپڈا وفاقی ادارہ ہے اور صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ جہاں تک possession کے چھڑانے کا تعلق ہے تو کوئی بھی زمین اگر صوبائی حکومت کی ملکیت ہے تو صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اسے چھڑایا جائے۔ پچھلے یا تیسرے دور میں اُن کی کالونیاں وغیرہ بنتی رہی ہیں مگر اُس وقت کسی نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ اُن کی کالونی کے اندر کیا جگہ ہے جسے میں اور آپ نے شاید نہ دیکھا ہو لیکن اس کی back side پر main road کے brims بنا دیئے گئے ہیں تاکہ ٹریفک میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ میرے مشاہدے میں یہ بات بھی ہے کہ وہاں پر گرین بیلٹ پارک کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ان کے سوال کا latest جواب ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو نے ہمیں بھیجا ہے اور اس سلسلے میں ہم نے علیحدہ علیحدہ figures میں سارا رقبہ جواب کی صورت میں دے دیا ہے۔ جہاں تک ان کے جز (ب) میں قبضہ چھڑانے کا تعلق ہے تو ان کی آپس میں کمشنر صاحب کے ساتھ میٹنگیں بھی

ہوئی ہیں، یہ بات اس میں طے ہو جائے گی اور جس وقت حکومت اجازت دے گی تو قبضہ لے لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جواب میں 31 کنال ناجائز قبضہ تسلیم کر لیا گیا ہے اور کمشنر صاحب نے بھی ان کو recommend کرنا ہے کہ ناجائز قبضہ واگزار کرایا جائے۔ اب اس کی اجازت بھی بورڈ آف ریونیو نے دینی ہے۔ میری یہ request ہے کہ جو قبضہ ناجائز declare ہو گیا ہے کم از کم اسے تو واگزار کرایا جائے باقی رقبے کا کیس میں اپنے حلقے کی عوام کے لئے لڑتا رہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ساتھ ایک میٹنگ کر لیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! رانا صاحب نے دوبارہ پوچھا ہے میں ان کو جواب ضرور دوں گا۔ آپ ان سے پوچھ لیں کہ کمشنر صاحب ان کے کہنے میں ہیں یا کسی اور کے کہنے میں ہیں؟ اگر ہماری طرف سے لکھانا ہے تو میں اس floor پر کہہ رہا ہوں کہ اُس کا قبضہ واگزار کرا لیا جائے اور میں اس کے لئے لکھ کر دینے کو بھی تیار ہوں۔

جناب سپیکر: آپ آپس میں بیٹھ کر ایک میٹنگ کر لیں اور آپ کے ساتھ میں لاء منسٹر صاحب کو بھی شامل کرتا ہوں لہذا آپ تینوں بیٹھ کر اس کا فیصلہ کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: On his behalf سوال نمبر 5995۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل ٹیکسلا میں پٹوار حلقوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5995: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں کتنے پٹوار حلقے ہیں؟

(ب) کیاان تمام حلقوں میں پٹواری تعینات ہیں؟
(ج) کیایہ درست ہے کہ کئی پٹواری تحصیل حاضر ہیں اوران کے پاس کوئی کام نہیں ؟
(د) کتنے پٹواریوں کی تحصیل راولپنڈی اور تحصیل ٹیکسلا کے حلقوں میں تعیناتی ہے ؟
(ہ) کیا حکومت تحصیل حاضر پٹواریوں کو ان سر کلز میں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جہاں ایک پٹواری کے پاس ایک سے زیادہ حلقے ہیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)راولپنڈی کی طرف سے مہیا کردہ تفصیلات کے مطابق جز وار جوابات درج ذیل ہیں:۔
تحصیل ٹیکسلا میں کل 13پٹوار حلقے ہیں۔
(ب) نہیں۔پانچ پٹواری تعینات ہیں اور بقایا آٹھ حلقوں کا chargeانہی پٹواریوں کے پاس ہے۔
(ج) درست ہے۔چھ پٹواری تحصیل حاضر ہیں جن میں سے دو معطل ہیں اور ایک کے خلاف انکوائری چل رہی ہے۔
(د) تحصیل راولپنڈی میں پٹواریوں کی منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 106 ہے جبکہ تحصیل راولپنڈی کے 96پٹوار حلقوں میں 75پٹواری تعینات ہیں۔12پٹواریوں کے پاس ایک سے زیادہ حلقو ں کا charge ہے، 41پٹواری تحصیل حاضر اور 13 معطل ہیں۔ 23پٹواری دوسری تحصیلوں سے راولپنڈی تحصیل میں تعینات ہیں۔تحصیل ٹیکسلا کے پٹوار حلقوں میں پانچ پٹواری تعینات ہیں۔
(ہ) جی ہاں۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!جواب کے جز(د)اور باقی جز کو بھی اگر collectively دیکھا جائے جس میں پوچھا گیا ہے کہ راولپنڈی میں کتنے پٹواری تعینات ہیں؟اس حوالے سے دی گئی تفصیل سے پتا چلتا ہے کہ 106اسامیاں موجود ہیں جن میں سے صرف 75 تعینات ہیں لیکن active duty میں 12 پٹواریوں کے پاس زیادہ حلقے ہیں اور 41پٹواری تحصیل حاضر ہیں لیکن اُن کے پاس کوئی charge نہیں ہے۔ جو 12پٹواری کام کر رہے ہیں ان کے پاس dual charge ہے۔اسی طرح جز(ہ)میں انہوں نے کہا ہے کہ "جی ہاں" ہم ان کو ڈیوٹی دینے کے لئے تیار ہیں،بتایا جائے کہ یہ ڈیوٹی کب تک ہو گی

اور آخر وہ کون سے ایسے لاڈلے پٹواری ہیں جن کو ڈبل ڈبل charge اور بڑے بڑے حلقے دیئے گئے ہیں علاوہ ازیں 41 پٹواری جو تحصیل حاضر ہیں وہ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں گے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ کوشش کرتے ہیں لیکن good evil and bad evil میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بات ٹھیک ہے لیکن کیا 106 میں سے صرف 12 ٹھیک ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتاتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ تحصیل حاضر 41، معطل 13 اور 23 پٹواریوں کو دوسری تحصیلوں میں ٹرانسفر کر دیا ہے۔ کیا 6,12 یا 14 پٹواری ہی اچھے ہیں جنہیں ڈبل ڈبل charge دیا گیا ہے؟ پھر جز (ہ) میں یہ اقرار کرتے ہیں کہ "جی ہاں" ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ ان کی تعیناتی کو ٹھیک کریں گے۔ براہِ مہربانی اسے تفصیل سے بیان کر دیں کیونکہ یہ بڑا عجیب و غریب سا جواب ہے۔ کیا وجہ ہے کہ 106 میں سے صرف 12 یا 14 پٹواریوں نے ہی سارے کام کو چلانا ہے انہوں نے جس طرح کی تفصیل کچھ پیچ کرکے دی ہے بتا دیا جائے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک محترمہ نے حاضر پٹواریوں کی بات کی ہے تو پہلی تحصیل میں چھ پٹواریوں میں سے تین ڈیوٹی پر ہیں اور تین کے خلاف انکوائری چل رہی ہے۔ دوسری تحصیل راولپنڈی کے 41 پٹواریوں کا ذکر کیا گیا ہے اور 96 حلقوں میں 75 پٹواری جواب کے مطابق حاضر ڈیوٹی دے رہے ہیں باقی میں سے 13 معطل ہیں۔ پسند ناپسند کا تعلق بھی ہے لیکن میں اپنی بہن کو بتانا چاہوں گا کہ سپریم کورٹ کی ruling آ گئی ہے کہ مقامی طور پر ڈی سی او، ای ڈی او (آر)، مقامی ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان جو بھی پٹواری کے سلسلے میں مداخلت کرتے ہیں۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: بتا دیں، بتا دیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! مجھے کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ میں بتانا چاہوں گا، بتا بھی رہا ہوں اور مجھے کوئی قدغن نہیں ہے کہ میں کیوں نہ بتاؤں؟ جہاں تک پسند ناپسند کا تعلق ہے تو اب سپریم کورٹ کی ruling پر یہ اختیارات ڈی ڈی او (آر) کے پاس چلے گئے ہیں اور انہیں کل ہی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ جس پٹواری کے خلاف کوئی انکوائری نہ چل رہی ہو، اُس پر کوئی

کرپشن کاالزام نہ ہواور وہ فارغ ہو تو صرف ایک آفس پٹواری جو دفتر قانونگو میں کام کرتا ہو، کے علاوہ تمام پٹواری لگادیئے جائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس میں مجھے بھی کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ ایک انتہائی powerfulایم این اے چودھری نثار صاحب جن کی پسند ناپسند سے یہ سارا سلسلہ چل رہاہے۔اب ای ڈی او(آر)اور پٹواری بھی پسند ناپسند سےappoint ہوئے ہیں۔ابھی انہوں نے خود اقرار کیاہے کہ وہاں کے powerfulایم پی اے اور ایم این اے صاحبان اس چیز میںinvolve ہیں کیا یہ انصاف ہے ؟

جناب سپیکر: دیکھیں، پھر آپ اس طرح کی باتوں سے باز نہیں آتے،personal مت ہوا کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اب انہوں نے پھر اقرار کیاہے کہ کل آرڈر جاری ہواہے۔اگر جاری ہواہے توکب تک اس پر تعیناتی ہو گی ؟

جناب سپیکر: نہیں۔اگر آپ کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے تواُن کے متعلق آپ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں.That is not good

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!انہوں نے ابھی خود کہا ہے کہ وہاں کے ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان بڑے powerful ہیں وہی اس میں بولتے ہیں اور اُدھر کے powerful تو چودھری نثار ہی ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!میں بھی راولپنڈی سے belong کرتا ہوں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ راولپنڈی کی سات تحصیلیں ہیں اور جن شخصیت کا انہوں نے نام لیاہے اُن کے بغیر وہاں پر چڑی بھی پَر نہیں مار سکتی۔دوسرے نمبر پر یہ کہ ایک ایک پٹواری کے پاس پانچ پانچ حلقے ہیں اور باقی ناپسندیدہ پٹواری تحصیلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ڈاکٹر صاحبہ کی information بالکل correct ہے اور منسٹر صاحب اگر اس کا کچھ کر سکتے ہیں تو بے شک کریں۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب!کیا یہ appointment وہ کرتے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، سوال اِس side کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا کہ چودھری نثار جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین ہیں جب وہ اپنے حلقے میں یہ سب کچھ نہیں کرا سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کرتی ہیں؟ آپ جان بوجھ کر ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ماحول کی بات نہیں ہے بلکہ انہوں نے خود جواب ہی ایسا دیا ہے کہ وہاں کے powerful ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان پٹواریوں کی تعیناتی میں مداخلت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! چلیں یہ بتادیں کہ اگر وہ اپنی پسند سے تعیناتی کریں گے تو کب تک کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز! تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ سامیہ امجد صاحبہ نے انتہائی objectionable بات کی ہے۔ تمام M.N.As اور M.P.As کا اپنے حلقوں میں کام کرنے والے افسران کی کارکردگی کو monitor کرنا، ان کی کارکردگی دیکھنا، اگر کوئی اچھا کام کر رہا ہے تو اسے appreciate کرنا، اگر کوئی برا کام کر رہا ہے تو اس کی complaint کرنا کہ اسے یہاں سے ہٹادیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ فرض بھی ہے اور حق بھی ہے۔ اب اگر کسی جگہ پر میری مرضی نہ ہو اور میں کہوں کہ فلاں فلاں صاحب بہت طاقت ور ہیں، اگر وہاں پر اس قسم کی صورتحال ہے تو کیا انہوں نے اس صورتحال کو کسی جگہ پر agitate کیا ہے؟ اگر یہ بات کریں گے کہ ان کے کہنے پر لوگ لگ رہے ہیں تو کیا انہیں یہ نہیں پتا کہ جب یہ پانچ سال یہاں حکومت میں رہے تو ان پانچ سالوں میں اس صوبے میں اس قسم کی گندگی کی انتہا ہوئی اور اس وقت سے ہی ادارے تباہ ہو گئے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے نام لے کر بات کرنا انتہائی قابل اعتراض ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل اس طرح نام لے کر بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! I respect جو بات رانا ثناء اللہ صاحب نے کی ہے میں اس کی respect کرتی ہوں۔ بات سے بات نکلتے ہوئے نام آگیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو اس طرح سے نام نہیں لینا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے سوال کے شروع میں آپ کے order سے بات کی تھی۔ آپ بے شک ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں کہ جب منسٹر صاحب نے جواب دیا تو اس کے بعد میں نے powerful minister یا وہاں کے متعلقہ M.N.A کا نام لیا ہے۔ آپ کہتے ہیں تو میں نام نہیں لیتی لیکن اگر پانچ سالوں میں ہم نے یہ گندگی ڈالی ہے تو آپ کے اتنے طاقتور M.N.A نے کیا صفائی کی ہے، آپ کب تک پچھلی گندگی کا رونا روتے رہیں گے؟ یہ پٹواری، یہ زمینیں اور اتنے بڑے ضلع میں لوگوں کی زمینوں پر قبضہ ہو رہا ہے جبکہ آپ نے پٹواریوں کو اتنا powerful کیا ہوا ہے تو آپ یہ کہتے ہیں کہ نام نہ لیا جائے اور بات نہ کی جائے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کی بات پر میں یہ عرض کروں گا کہ صفائی کرنے میں پورا دن لگتا ہے جبکہ گندگی ایک منٹ میں ڈال دی جاتی ہے تو پانچ سال تک ڈالی گئی گندگی کو صاف کرنے میں کچھ وقت تو لگے گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ ان باتوں کو چھوڑ دیں اور یہ ٹھیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب اصل issue سے توجہ ہٹانے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں جو میں سمجھتی ہوں کہ مناسب نہیں ہے۔ یہ پٹواریوں کے متعلق سوال کا جواب دیں۔ اب رانا صاحب یہ بات کر کے منہ پر ہاتھ رکھ کر زیر مونچھ مسکرا رہے ہیں جس سے کوئی بات نہیں بنے گی۔ یہ ان کی روزانہ کی عادت ہو گئی ہے۔ زیر مونچھ منہ پر ہاتھ رکھ کر مسکرانے سے کیا پٹواری تعینات ہو جائیں گے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں اور وقت ضائع نہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "23 پٹواری دوسری تحصیلوں سے راولپنڈی تحصیل میں تعینات ہیں جبکہ پٹواری تحصیل کیڈر میں ہے"۔ یہ کس قانون کے تحت دوسری تحصیل سے راولپنڈی تحصیل میں تعینات ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! معزز ممبر نے سوال کیا ہے کہ پٹواری تحصیل cadre کی post ہے لیکن سابقہ حکومت کے C.M's directive پر دوسرے اضلاع میں پٹواری کے تبادلے ہوئے تھے لیکن اب یہ اختیارات D.D.O(R's) کے پاس چلے گئے ہیں۔ جو پٹواری دوسری تحصیلوں سے آئے ہیں وہ اپنی home تحصیلوں میں نہیں لگ سکتے بلکہ اپنے اضلاع میں رہ سکتے ہیں۔ اس وجہ سے ان چار پٹواریوں کو وہاں سے transfer کرایا ہو گا۔ میں اپنی بہن کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اگر M.N.As اور M.P.As اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت یہ کرتے ہیں تو اس کا ایک مہینے کے اندر جواب آ جائے گا اور وہ پٹواری انشاء اللہ تعالیٰ تعینات ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر ایک مہینے کے اندر جواب نہ آیا تو میں پھر Assurance Motion لے کر آؤں گی۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! بالکل انہیں یہ حق ہو گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! قانون کے مطابق پٹواری تحصیل کیڈر ہے اور تحصیل سے باہر E.D.O(R) انہیں post نہیں کر سکتا تو کس قانون کے تحت انہیں اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایک تحصیل سے دوسری تحصیل میں تبادلہ کرے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! Board of Revenue delegate Powers کرتا ہے اور اس وقت D.D.O(R's) کے پاس اختیارات تھے۔ کسی زمانے میں سب رجسٹرار افسر نائب تحصیلدار تھا پھر تحصیلدار ہوا، پھر مجسٹریٹ ہوا، اس کے بعد اسسٹنٹ کمشنر ہوا تو اب D.D.O(R) ہے۔ یہ اختیارات منتقل ہوتے رہتے ہیں اور آج کل D.D.O(R's) کے پاس یہ اختیارات ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ انہیں کس قانون کے تحت اختیارات دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ تحصیل کیڈر کی post ہے اور پچھلے دور حکومت میں C.M's directive سے districts کے علاوہ بھی پٹواری جاتے رہے ہیں۔ یہ district میں تبدیل ہوتے تھے اب D.D.O(R) کی post ہے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا یہ قانون کے مطابق ہوتا رہا ہے یا قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ابھی تو transfers ہو ہی نہیں رہیں اور اسی بارے میں میری بہن فرما رہی ہیں کہ ان لوگوں کو نوکریاں دی جائیں۔ ابھی تو کوئی transfer نہیں ہوئی۔ پہلے ہونے والی transfers کے بارے میں ریکارڈ میں بتایا گیا ہے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر یہ قانون کے مطابق نہیں ہے اور پچھلی حکومت کے دور میں یہ غیر قانونی ہوا ہے تو یہ اسے اب ٹھیک کر دیں۔ کیا وزیر موصوف ان چیزوں کو قانون کے مطابق کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اگر سابق دور حکومت میں کوئی غیر قانونی کام ہوئے ہیں تو میرے پاس انہیں ٹھیک کرنے کے اختیارات نہیں ہیں۔ یعنی CM's directive پر تحصیل کے علاوہ اگر پٹواری بھیجے ہیں تو اس میں کیا کیا جا سکتا ہے اب اس پر قدغن و پابندی لگ گئی ہے اور انشاء اللہ اب نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنے اختیارات کو ٹھیک ٹھیک استعمال کریں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں لیکن میں پورے House کو یہ بات باور کرانا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کے سوالات رہ گئے ہیں تو وہ ان کے متعلق ایوان کی میز پر رکھے گئے جوابات کی فوٹو کاپی یا ریکارڈ جو اس ایوان کی ملکیت ہے وہ دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قبائلی علاقہ تمن بزدار ڈیرہ غازی خان میں سیٹلمنٹ کی تفصیلات

*2858: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ تمن بزدار میں settlement کام نہیں ہوا؟

(ب) 67/1966 میں سرسری بلکہ نامکمل settlement کا کام ہوا تھا غیر آباد رقبہ جس میں شاملات پہاڑوں کا کام بالکل نہیں ہوا؟

(ج) کیا حکومت اس بارے میں احکامات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق آمدہ رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو ڈیرہ غازی خان و پولیٹیکل تحصیلدار ڈیرہ غازی خان اس حد تک درست ہے کہ سال 66-1965 میں تحصیل ٹرائیبل ایریا ضلع ڈیرہ غازی خان میں ابتدائی کارروائی بندوبست مکمل ہوئی مقامی قبائل کی شورش اور بغاوت کی وجہ سے کارروائی بندوبست کے دوران انتہائی مشکلات کا سامنا رہا۔ اس وجہ سے صرف مزروعہ آباد رقبہ جات پیمائش ہوئے اور ریونیو ریکارڈ تیار ہوا۔ تقریباً سات لاکھ ایکڑ کی پیمائش اور بندوبست کے باوجود تقریباً دس لاکھ ایکڑ رقبہ آج بھی بلا پیمودہ موجود ہے جس کا کوئی ریونیو ریکارڈ نہ ہے۔

(ب) اس بلا پیمودہ رقبہ میں تمن بزدار کا علاقہ بھی شامل ہے اور پیمودہ سات لاکھ ایکڑ رقبہ میں کوئی حد بندی، حدودی لائن، سرحدہ جات یا غیر مزروعہ غیر آباد اراضیات یا حدودی لائن ہائے کا مکمل تعین موجود نہ ہے۔

(ج) فی الحال اس ضمن میں کوئی کارروائی زیر غور نہ ہے۔

پی پی۔147 اور 148 میں سرکاری کالونی بنانا

*3047: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔147 اور 148 لاہور میں کتنی سرکاری کالونیز موجود ہیں ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متذکرہ حلقوں میں اگر کوئی سرکاری کالونی موجود نہیں ہے تو کیا حکومت ان حلقوں میں سرکاری ملازمین کے لئے کوئی سرکاری کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) پی پی حلقہ 147 اور 148 لاہور میں مندرجہ ذیل سرکاری کالونیاں ہیں۔

1۔ جی او آر۔I

2۔ جی او آر III شادمان

3۔ جی او آر II بہاولپور ہاؤس چوبرجی

4۔ نیشنل بینک کالونی

5۔ ٹی اینڈ ٹی کالونی

(ب) جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ پہلے ہی 5 کالونیاں موجود ہیں۔

پنجاب میں فی مرلہ پیمائش یکساں کرنے کی تفصیلات

***4994: محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں ایک مرلہ 225 مربع فٹ کا ہے، کیا حکومت صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں فی مرلہ پیمائش یکساں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

یہ درست ہے کہ ضلع لاہور (ماسوائے اس حصہ کے جو دریائے راوی کے شمال میں واقع ہے) ایک مرلہ 225 مربع فٹ کا ہے جبکہ ضلع لاہور کے اس حصے میں جو دریائے راوی کے شمال میں واقع ہے اور صوبے کے دیگر اضلاع میں ایک مرلہ کی پیمائش 272.25 مربع فٹ کی ہے۔ برطانوی عہد حکومت میں جب پہلی دفعہ کسی علاقے کا بندوبست اراضی کیا گیا تو ریکارڈ اراضی مقامی پیمائش کے مطابق تیار کیا گیا۔ بعد کے بندوبست ہائے اراضی میں وہی پیمانہ پیمائش جاری رکھے گئے (بحوالہ پیرا نمبر 4۔4، 40۔41 لینڈ ریکارڈ مینوئل)

حکومت صوبہ پنجاب کے زیر غور ایسی کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرحلہ پر پیمائش میں تبدیلی کے لئے ضلع لاہور کی اراضی کا نئے سرے سے سروے کرانا اور نیا ریکارڈ تیار کرنا پڑے گا جس سے مالکان اور دوسرے حق داران زمین کے لئے مسائل پیدا ہونگے اور اس حوالے سے مقدمہ بازی کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

ضلع راجن پور کے موضع جات کے اشتمال میں تاخیر کی تفصیلات

*5689: سردار اطہر حسن خان گورچانی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راجن پور میں موضع بمبلی اور گرکنہ وزیری تحصیل جام پور و دیگر موضع جات کا اشتمال کتنے عرصہ سے ہو رہا ہے، مزید کتنا عرصہ درکار ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ب) اگر عرصہ 5 سال سے زیادہ ہو گیا ہے، تو اس کا ذمہ دار کون ہے اور اسے کیا سزا دی گئی ہے؟

(ج) حکومت کا مذکورہ موضع جات کے اشتمال کو کتنا عرصہ میں مکمل کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع راجن پور کے موضع بمبلی میں کام اشتمال مورخہ 98۔08۔31 سے شروع ہوا۔ اسی طرح موضع گرکنہ وزیری میں اشتمال مورخہ 96۔01۔23 سے شروع ہوا۔ بقیہ کے لئے جواب (ج) ملاحظہ ہو۔

(ب) موضع بمبلی میں کام 05۔03۔20 کو مکمل ہونا تھا جس میں 5 سال کی تاخیر ہو چکی ہے۔ اس طرح موضع گرکنہ وزیری میں کام اشتمال 08۔10۔23 تک مکمل ہونا تھا جس میں (ڈیڑھ) سال تاخیر ہوئی ہے۔ اسی تاخیر کی وجہ سے آفیسر اشتمال کا چارج مختلف تحصیلداران کے پاس رہنا ہے اور گرداور و پٹواری بھی مستقل تعینات نہ رہے ہیں۔

(ج) مستقل پٹواری تعینات کر دیئے گئے ہیں اور آفیسر اشتمال بھی تعینات ہیں لہذا ہر دو مواضعات میں اندر میعاد دو سال اشتمال مکمل ہو جائے گا۔

سرکاری اراضی پر ڈی ایچ اے کا قبضہ و دیگر تفصیلات

*5996: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ اے نے حکومت پنجاب کی اراضی اپنے قبضے میں لی ہوئی ہے، اگر ہاں تو کل رقبہ کتنا ہے نیز یہ اراضی کس کس موضع میں واقع ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ڈی ایچ اے سے اس زمین کے عوض بھاری معاوضہ وصول کیا ہے، اگر ہاں تو کتنا اور کب؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف)

	مرلے	کنال
شیوپورہ کلاں	0	290
چوہنگ خورد	19	33
رکھ کوٹ لکھپت	19	32
سجپال	10	25
اراضی سجپال	04	384
چڑڑ	9	447
امر سدھو	19	1081
گوہاوا	9	224
کرباٹھ	13	131
سنگت پورہ	04	71
گوبند پورہ	11	109
چک دھیرہ	7	82
ہیرا سنگھ والا	8	183
لہنا سنگھ والا	3	104
فتح جنگ سنگھ والا	10	15
بھنگالی	4	317
جلال آباد	19	27
چک بھٹرت	7	99
بخشیش پورہ	2	125
لیل	15	50
کماہاں	11	26
میزان کل رقبہ	3	4007

(ب)

نوٹ: رقبہ متذکرہ بالا زیر قبضہ DHA لاہور ملکیتی پراونشل گورنمنٹ/آسائش دیہہ /شاملات دیہہ دیگر محکمہ جات ہے جو کہ قسم زمین لیکن راستہ جات مکین کھاتہ جات،

روہی نالہ، غیر ممکن قبرستان، غیر ممکن آبادی ہائے، سکول وغیرہ پر مشتمل ہے۔ حکومت پنجاب نے ابھی تک DHA سے کوئی معاوضہ وصول نہ کیا ہے۔

اس ضمن میں کمشنر صاحب لاہور کی DHA کے افسران اور کور کمانڈر لاہور سے میٹنگ ہوئی ہے۔ ڈیمانڈ مسلسل ہو رہی ہے مگر ابھی کوئی وصولی نہ ہوئی ہے۔

لاہور قبرستان ستوکتلہ کے رقبہ اور ناجائز قابضین کی تفصیل

*6059: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں واقع قبرستان ستوکتلہ کا کل رقبہ 79 کنال اور 15 مرلے ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قبرستان کی 16 کنال اور 2 مرلے جگہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کرر کھا ہے، کیا حکومت اس کو واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) لاہور سے موصولہ جواب کے مطابق یہ درست ہے کہ بمطابق ریکارڈ قبرستان ستوکتلہ کا کل رقبہ 79K-15M ہے۔

(ب) قبرستان کا رقبہ سرکار کی ملکیت نہ ہے بلکہ پرائیویٹ آسائش دیہہ کی ملکیت ہے قبرستان کی چاردیواری نہ ہونے کی وجہ سے لوگ قبرستان کی جگہ پر قابض ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	رقبہ
1	محمد یونس ولد شاہ محمد	1-17
2	اصغر علی ولد بسے خان	0-13
3	محمد بابر ولد محمد لطیف	0-2
4	شکیل ولد محمد لطیف	0-1-112
5	جاوید مسیح وغیرہ	0-11-113
6	جیرہ مسیح	0-13
7	محمد اشرف ولد عبدالعزیز	0-11
8	یعقوب مبارک پسران صادق	0-10
9	منشاء ولد اصغر علی	1-06
10	ریاست علی	0-0-6
11	شوکت مسیح وغیرہ	1-18

ناجائزقابضین نے پختہ تعمیرات بنا رکھی ہیں اور رہائش پذیر ہیں۔ان ناجائزقابضین نے جناب محمد آصف سول جج لاہور کی عدالت میں ایک عدد دعوی بعنوان سدھیر علی کھوکھر بنام صوبہ پنجاب وغیرہ دائر کر رکھا ہے۔بعد فیصلہ عدالت ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

مجاز عدالت اور تاریخ ہائے مندرجہ ذیل ہیں:

25-02-2010	02-03-2010	16-03-2010
02-04-2010	04-05-2010	25-05-2010
14-06-2010	05-07-2010	16-09-2010
01-10-2010	20-10-2010	10-11-2010
14-12-2010	17-01-2011	

علاوہ ازیں عملہ مجاز کو مقدمہ ہذا کی سرگرم پیروی اور بعد ازاں اخراج حکم امتناعی قبضہ کی واگزاری کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

صوبہ میں اراضی کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن

*6099: محترمہ نسیم لودھی: کیاوزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی تمام زمینوں کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ مال نے ضلع لاہور میں واقع تمام سرکاری زمینوں کا بھی ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دیا ہے؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی! یہ درست نہیں ہے تاہم صوبہ کی تمام زمینوں کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے منصوبے کا آغاز ہو چکا ہے اور اس سلسلے میں سافٹ ویئر کے انتخاب کا عمل مکمل ہو چکا ہے اور ضلع قصور میں تجرباتی بنیاد پر سروس سنٹر کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔اس سروس سنٹر میں ضلع قصور کے سات مواضعات کے کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سے عوام کے لئے فردوں کا اجراء اور انتقالات کا عمل شروع ہو چکا ہے۔اس منصوبے کے تحت صوبہ کی تمام زمینوں کے ریکارڈ کو مرحلہ وار کمپیوٹرائز کیا جائے گا۔صوبے کی تمام زمینوں کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کا یہ منصوبہ 2012 میں پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔

(ب) جی!یہ درست نہیں ہے اور نہ ہی محض سرکاری زمینوں کے ریکارڈ کو کمپیو ٹرائیز کرنے کا کوئی منصوبہ زیر عمل ہے۔تاہم اوپر جس منصوبے کا ذکر کیا گیا ہے اس کے تحت لاہور اور دیگر تمام اضلاع میں تمام سرکاری اور غیر سرکاری زمینوں کے ریکارڈ کو کمپیو ٹرائیز کیا جائے گا۔

پی پی۔72 فیصل آباد میں پٹواریوں، گرداور نائب تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6112: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔72 فیصل آباد میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور اور نائب تحصیلدار تعینات ہیں؟

(ب) مذکورہ پٹواریوں کے دفتر کس کس جگہ پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس وقت کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بنا پر محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت اس حلقہ میں تعینات تمام پٹواریوں کو سرکاری دفاتر ایک ہی جگہ بنا کر دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) پی پی۔72 فیصل آباد میں محکمہ مال کے تین پٹواری، دو گرداور اور ایک نائب تحصیلدار اور ایک تحصیلدار تعینات ہیں۔

(ب) مذکورہ پٹواریوں کے دفاتر احاطہ تحصیل سٹی فیصل آباد میں ہیں۔

(ج) مذکورہ پٹواریوں میں سے دفتر ہذا کے مطابق رانا ناظر خان پٹواری حلقہ چک نمبر 279/RB کے خلاف مقدمہ نمبر 615/2009 بجرم 420,467,468,471 ت پ کی بنا پر انکوائری زیر سماعت ہے اور مذکورہ پٹواری کو معطل کیا گیا ہے۔

(د) مطابق قانون دفتر پٹواری حلقہ میں ہوتا ہے۔ لیکن سرکاری جگہ و فنڈز نہ ہونے کی بناء پر احاطہ تحصیل میں دفاتر پٹواریاں مذکوران ہیں جو کہ اکٹھے ہیں اور احاطہ تحصیل حلقہ پی پی۔72 میں واقع ہے۔

اراضی کا ریکارڈ کمپیو ٹرائز کرنے کے منصوبہ کی تفصیلات

*6142: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اسمبلی کے سولہویں اجلاس کے دوران وزیر مال نے میرے سوال نمبر3807 کے جواب میں بتایا تھا کہ 1992 میں ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کا منصوبہ۔/16,91,68,87 روپے سے مکمل ہوا، مگر سافٹ وئیر کے ناکام ہونے پر یہ منصوبہ2003 میں ترک کر دیا گیا اتنے بڑے منصوبے اور لاگت لگانے کے باوجود سافٹ وئیر اور تکنیکی خرابی کی وجہ سے اس کو ترک کرنے پر پونے دو کروڑ روپے کا خزانے کو نقصان پہنچایا گیا، کیا محکمہ نے سافٹ وئیر کمپنی کے خلاف کوئی قدم اٹھایا اور اس منصوبے کی ناکامی کے ذمہ دار افسران کے خلاف کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(ب) کروڑوں روپے کی لاگت سے شروع کئے گئے منصوبے کے کمپیوٹر وغیرہ اب کہاں ہیں اور ان کا کیا بنا ہے کیا سافٹ وئیر درست نہیں ہو سکتے تھے؟

(ج) تجربے میں پونے دو کروڑ روپے کے ضیاع کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) منصوبہ پر کل لاگت ۔/16,91,68,87 روپے آئی جس سے ضلع قصور کے کل 641 مواضعات میں سے 601 مواضعات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے جبکہ 22 مواضعات زیر اشتمال اور 15 اربن مواضعات ہونے کی وجہ سے ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ نہ ہو سکا یہ منصوبہ پنجاب ریونیو اکیڈمی کے زیر اہتمام شروع ہوا تھا جو بعد ازاں PCS اکیڈمی میں ضم ہوئی اور بالآخر PCS اکیڈمی بھی تحلیل ہو گئی۔ سال 2003 میں منصوبہ فنڈ کی کمی کی وجہ سے التواء میں لایا گیا تھا اس وقت کے پراجیکٹ ڈائریکٹر شیخ ظہور الحق جنہوں نے کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا تھا 1992 سے لے کر 1998 تک یہ منصوبہ ان کے زیر اہتمام رہا جو فوت ہو چکے ہیں۔ حکومت منصوبہ کو دوبارہ شروع کرنے کے اقدامات کر رہی ہے۔

(ب) منصوبہ میں زیر استعمال کمپیوٹر وغیرہ ضلع قصور کی تینوں تحصیل ہائے میں قبل ازیں قائم کی گئی لیب میں زیر استعمال تھے۔ حکومت نے نیا سافٹ ویئر دیگر اضلاع کے لئے تیار کروایا ہے اس کی بنیاد پر ضلع قصور میں پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر کام شروع ہو چکا ہے۔

(ج) پونے دو کروڑ روپے کا ضیاع نہیں ہوا جبکہ اس مالیت سے 641 مواضعات میں سے 601 مواضعات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے۔

ضلع گجرات کے رقبہ سے متعلقہ تفصیلات

*6239: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کتنا رقبہ آباد ہے اور کتنا رقبہ بنجر ہے؟

(ج) کتنا رقبہ نہری ہے اور کتنا رقبہ بارانی ہے؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع گجرات کا کل رقبہ 7,93,209ایکڑ ہے۔

(ب) ضلع گجرات کا مزروعہ رقبہ 6,26,173ایکڑ ہے۔غیر مزروعہ رقبہ 1,67,036ایکڑ ہے۔

(ج) ضلع گجرات کا نہری رقبہ 93,468ایکڑ ہے۔2,89,582ایکڑ بارانی ہے۔

تحصیل کوٹ ادو کے مواضعات کے اشتمال سے متعلقہ تفصیلات

*6330: ملک بلال احمد کھر: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت تحصیل کوٹ ادو کے کتنے مواضعات زیر اشتمال ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔252 مظفر گڑھ کے موضع پتی غلام علی اور موضع گجرات بھی زیر اشتمال ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موضع غلام علی کا لینڈ ریکارڈ بد نام زمانہ پٹواری کے قبضہ میں ہے جو مقامی لوگوں کی زمینیں بار ہا دفعہ بیچ چکا ہے اگر ہاں تو محکمہ نے اس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، کیا محکمہ اس سے ریکارڈ برآمد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(د) کیا محکمہ موضع پتی غلام علی اور قصبہ گجرات کے مواضعات کا اشتمال کرانے کا کام مکمل کرا کر لوگوں کا مسئلہ حل کرانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ہ) کب تک محکمہ نے اس اشتمال کے کام کو مکمل کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور ناجائز قابضین سے قبضہ چھڑانے کے بارے میں محکمہ کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے، تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) اس وقت تحصیل کوٹ ادو میں 6 مواضعات زیر اشتمال ہیں جن میں موضع پرہاڑ شرقی، گجرات، پتی غلام علی غربی، شادی خان منڈا، نشان والا اور ٹبہ غیر مستقل غربی شامل ہیں۔

(ب) جی ہاں!یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ موضع پتی غلام علی غربی کا ریکارڈ محمد اسلم اختر نامی سابق پٹواری اشتمال موضع مذکور نے غائب کر دیا تھا جس پر محکمہ ہذا نے مذکورہ پٹواری کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی کی اور اس کے خلاف دو علیحٰدہ مقدمات ایک اینٹی کرپشن اور دوسرا تھانہ سنانواں میں درج کروائے گئے اور اس سلسلہ میں مذکورہ پٹواری سپریم کورٹ آف پاکستان سے ضمانت خارج ہونے کے بعد حوالات بند رہا جبکہ محکمہ اشتمال نے مزید کارروائی کرتے ہوئے ملازمت سرکار سے برطرف کرادیا۔ جو کہ تاحال ملازمت سرکار سے برخاست شدہ ہے۔

قبل ازیں 2009 میں محمد سلیم اختر برخاست شدہ پٹواری کے خلاف تھانہ سنانوالہ میں پرچہ درج ہوا جس پر اسے گرفتار کیا گیا۔ دوران جسمانی ریمانڈ محمد سلیم اختر سے جزوی طور پر کچھ ریکارڈ برآمد کرایا تھا مگر مکمل ریکارڈ تاحال برآمد نہ ہو سکا ہے۔ البتہ بمطابق حکم بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور ریکارڈ ثنی زیر تکمیل ہے جو کہ مکمل ہونے پر دوبارہ آپریشن اشتمال شروع کیا جائے گا۔ سابق پٹواری محمد سلیم کی طرف سے بذریعہ جعل سازی فرضی و بوگس انتقالات تعدادی 43 عدد انتقالات درج و فیصلہ شدہ ہیں جن میں موضع مذکورہ کا رقبہ 39250 کنال شامل ہے جس پر کارروائی کرتے ہوئے موجودہ D.D.O(CONS) کلکٹر اشتمال نے مذکورہ بالا جعلی انتقالات کو منسوخ کر دیا ہے کیونکہ موضع مذکور بہت بڑا موضع ہے جس کا کل رقبہ 24200 ایکڑ ہے جس میں زیادہ تر شاملات شامل ہیں۔ اس طرح تقریباً 4909 ایکڑ رقبہ پر کئے گئے تمام جعلی و فرضی انتقالات بحکم کلکٹر اشتمال منسوخ ہو چکے ہیں اس وقت ریکارڈ کی دوبارہ تکمیل کا کام جاری ہے اس کے مکمل ہونے پر آپریشن اشتمال دوبارہ شروع کیا جائے گا۔

فی الحال موضع پتی غلام علی غربی میں ایک دیگر اہلکار کو عارضی چارج دیا ہوا ہے جو کہ ریکارڈ ثنی تیار کر رہا ہے بعد تکمیل ریکارڈ آپریشن اشتمال شروع کیا جائے گا۔

جہاں تک موضع گجرات کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں تحریر ہے کہ موضع گجرات کا آپریشن اشتمال شروع ہے تقسیم رقبہ کی کارروائی جاری ہے۔ اس وقت نصف سے زیادہ کام تقسیم مکمل ہو چکا ہے موضع مذکور شہری حلقہ ہے تین مرتبہ نظر ثانی ہو چکا ہے۔ قبل ازیں موضع

گجرات کا ریکارڈ بھی چوری ہو گیا تھا جو کہ بعد میں دوبارہ ریکارڈ ثنی تیار کر کے سکیم اشتمال شروع کی گئی ہے چونکہ گزشتہ عرصہ دو تین سال کے دوران کوٹ ادو میں افسر اشتمال بار بار تبدیل ہوتے رہے ہیں سیٹ افسر خالی رہی ہے جس کی وجہ سے آپریشن اشتمال میں تاخیر واقع ہوئی ہے۔

(د) جی ہاں! تفصیل جز(ب) میں دی گئی ہے۔ دونوں مواضعات میں اشتمال اعلیٰ عدالتوں کی نظر ثانی، ریکارڈ کی چوری، ماتحت عملہ کی بد دیانتی کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہوا۔ محکمہ اشتمال کوشش کر رہا ہے کہ قانونی خامیوں کو دور کر کے جلد از جلد اشتمال مکمل کرایا جائے۔

(ہ) تحصیل کوٹ ادو میں زیر اشتمال 6 مواضعات میں سے اکثر مواضعات میں مقدمہ بازی اور بے قاعدگیاں ہوتی رہی ہیں جس کی وجہ سے کئی مواضعات کا ریکارڈ چوری / غائب ہوتا رہا ہے اس سلسلہ میں چوروں کو مقامی گروپوں کی بھی حمایت حاصل رہی ہے اکثر مواضعات کے ریکارڈ میں توڑ پھوڑ ہیر پھیر کے واقعات ہوتے رہے ہیں اور اس وجہ سے کئی مواضعات عدالتوں کے حکم سے نظر ثانی ہوتے رہے ہیں جن میں موضع گجرات اور پتی غلام علی غربی بھی شامل ہیں اس کے علاوہ موضع پڑہاڑ شرقی، کوٹ ادو کی شہری حدود میں واقع ہے جس پر بعض مقامی افراد سرے سے اشتمال کے مخالف ہیں جس کی وجہ سے مقدمہ بازی جاری ہوئی بالآخر مورخہ 2004-06-14 کو عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ نے موضع پڑہاڑ شرقی میں آپریشن اشتمال جاری رکھنے کا حکم دیا مگر اسی دوران سابق پٹواری اشتمال ریاض احمد عرف ہلاکو نے موضع مذکورہ کا ریکارڈ غائب کر دیا اور فرار ہو گیا جو کہ بعد میں گرفتار ہوا حوالات میں بند رہا کچھ عرصہ پہلے سپیشل جج انٹی کرپشن ڈیرہ غازی خان نے ریاض احمد مذکورہ کو بری کیا جس پر D.D.O(R) کوٹ ادو نے مذکورہ پٹواری کو ملازمت پر بحال کر دیا اور بحکم E.D.O(R) مظفر گڑھ پٹواری مذکورہ کا محال سائیڈ ایک موضع میں تعینات کر دیا۔ جبکہ موضع مذکورہ کا زیادہ تر ریکارڈ اب بھی پٹواری مذکورہ ریاض احمد کے قبضہ میں ہے۔ یہ کہ عرصہ پانچ، چھ سال کے دوران ایک دوسرے پٹواری محبوب احمد گورمانی نے ریونیو افسر سے ملی بھگت کر کے غیر قانونی اور جعلی انتقالات درج کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا جس کی ایک مفصل انکوائری روبرو D.D.O اشتمال مظفر گڑھ زیر سماعت ہے موضع پڑہاڑ شرقی کا ریکارڈ نہ ہونے کی وجہ سے آپریشن اشتمال تاخیر کا شکار ہے۔

اس کے علاوہ موضع شادی خان منڈا جو کہ زائد از۔/18000 ایکڑ پر مشتمل ہے بھاری محال ہے جو کہ تقسیم کے مراحل میں تھا اس کا ریکارڈ بھی جزوی طور پر محبوب احمد پٹواری کے دور میں چوری کر لیا گیا ہے جس پر مقدمہ درج ہوا ہے لیکن آج تک ریکارڈ برآمد نہ ہوا ہے جس کی وجہ سے تقسیم اشتمال میں مشکلات درپیش ہیں اس کے علاوہ دیگر زیر اشتمال مواضعات جن میں موضع نشان والا اور ٹبہ غیر مستقل غربی شامل ہیں جو کہ تقسیم کے مختلف مراحل میں ہیں۔

بوجہ دریائی علاقہ سست روی کا شکار ہیں اس کے علاوہ بمطابق قواعد وضوابط قانون اشتمال بعد کنفرمیشن سکیم ہائے قبضہ جات حسب ضابطہ بذریعہ افسر اشتمال منتقل کرائے جاتے ہیں۔ جونہی مذکورہ بالا سکیم ہائے اشتمال کنفرم ہوگی تو بعد تیاری مثل حقیت قبضہ جات حسب ضابطہ منتقل کر دیئے جائیں گے اور دوران اشتمال بھی بعض اعلیٰ عدالتوں کے احکامات پر بھی جزوی قبضہ جات منتقل ہوتے رہے ہیں۔

ملتان، بے زمین کاشتکاروں کو الاٹ کردہ اراضی کی تفصیل

*6342: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 2007 سے آج تک ضلع ملتان میں کتنے بے زمین کاشتکاروں کو سرکاری زمین الاٹ کی گئی اور کتنے ابھی باقی ہیں اس ضمن میں حکومت کی پالیسی کیا ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

حکومت پنجاب محکمہ کالونیز نے بے زمین کاشتکاروں کو ضلع ملتان میں سال 2007 تا 2009 میں کوئی رقبہ سرکار الاٹ نہ کیا ہے۔ حکومت پنجاب کی پانچ سالہ عارضی کاشت سکیم مجریہ 13۔جنوری 2010 کے تحت ضلع ملتان میں کل 90 لاٹ ہائے ½12 ایکڑ فی لاٹ مختص کی گئی تھیں جن میں سے 50 لاٹ اب تک الاٹ کر دی گئی ہیں جن سے مبلغ ۔/10,90,000 روپے خزانہ سرکار میں جمع ہوئے ہیں۔ ایسے ہی ایک سالہ عارضی کاشت سکیم مجریہ 13۔جنوری 2010 کے تحت 261 لاٹس مختص کی گئی تھیں جن میں سے 40 لاٹ الاٹ کر دی گئی ہیں جس سے مبلغ ۔/25,30,000 روپے خزانہ سرکار میں جمع ہو چکے

ہیں۔ایسے ہی زرعی گریجویٹس کے لئے 38 لاٹ ہائے 499 ایکڑ رقبہ پر مختص کی گئیں جو سال 2010 کے دوران ساری الاٹ کر دی گئیں اس سے -/500 روپے فی ایکڑ سالانہ کے حساب سے ایک سالہ کرایہ کی مد میں مبلغ۔/2,10,000 روپے خزانہ سرکار میں جمع ہوئے ہیں۔

ضلع گجرات کے رقبہ سے متعلقہ تفصیلات

*6409: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کتنا رقبہ آباد اور کتنا رقبہ غیر آباد ہے؟

(ج) کیا گورنمنٹ پنجاب نے غیر آباد رقبہ، آباد کرنے کے لئے کوئی پالیسی بنائی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع گجرات کا کل رقبہ 793209 ایکڑ ہے۔

(ب) ضلع گجرات کا آباد رقبہ 626173 ایکڑ ہے اور غیر آباد رقبہ 167036 ایکڑ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے غیر آباد رقبہ آباد کرنے کے لئے سال 2010 میں درج ذیل پالیسیاں جاری کی ہیں۔

I۔ ایک سالہ عارضی کاشت کی سکیم اندرون حدود کمیٹی و چراگاہ۔

II۔ پانچ سالہ عارضی کاشت کی سکیم اندرون حدود کمیٹی و چراگاہ۔

III۔ سکیم برائے الاٹمنٹ رقبہ برائے ایگریکلچر، ویٹرنری اور فارسٹری گریجویٹس مارچ 2010 میں جاری ہو چکی ہے۔

ضلع وہاڑی، اشٹام فروشی سے متعلقہ تفصیلات

*6503: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں اشٹام فروشی کے لائسنس کن کن افراد کے پاس ہیں؟

(ب) اشٹام فروشی کا لائسنس کون جاری کرتا ہے؟

(ج) ضلع ہذا میں سال 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی مالیت کے اشٹام جاری کئے گئے یہ اشٹام کس کس مالیت کے تھے؟

(د) کتنے اشٹام فروشوں کے خلاف متعلقہ محکمہ کو اشٹام مہنگے داموں فروخت کرنے کی شکایت وصول ہوئی؟

(ہ) ان شکایات پر کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق فہرست مہیا کردہ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو ضلع وہاڑی میں اشٹام فروشوں کی تعداد 179 ہے۔ فہرست منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع کلکٹرز صاحبان پنجاب سٹیمپ رولز 1934 کے تحت پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی صوابدید کے مطابق اشٹام فروشی کا لائسنس جاری کرنے کے مجاز ہیں۔

(ج) ضلع وہاڑی میں 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 کے دوران جاری کئے گئے اشٹام کی تفصیل ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر وہاڑی کی طرف سے مہیا کی گئی ہے منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو وہاڑی کسی اشٹام فروش کے خلاف ایسی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) چونکہ کسی اشٹام فروش کے خلاف شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔ لہذا کارروائی کا سوال از خود ختم ہو جاتا ہے۔

سیالکوٹ، ای ڈی او (آر) کے سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

*6506: رانا آصف محمود: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ای ڈی او مال کے تحت سیالکوٹ میں کل کتنے نائب تحصیلدار، تحصیلدار اور ڈی او/ ڈی ڈی او کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان کے کل اخراجات سال 09-2008 اور 10-2009 کے بتائیں؟

(ج) ان میں کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بنا پر انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(د) کتنے ملازمین حکومتی پالیسی اور قواعد کے برعکس اس ضلع میں تعینات ہیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع ہذا میں ایک ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو چار ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)تین ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (رجسٹریشن)چار تحصیلدار اور پندرہ نائب تحصیلدار کار سرکار سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) ان کے کل اخراجات سال09۔2008اور سال یکم جولائی2009تا31۔مارچ2010مبلغ ۔/13131200روپے ہیں۔اخراجات سٹیٹمنٹ کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محمد سلیم راں نائب تحصیلدار کے خلاف PEEDA ایکٹ2006کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے جو کہ مسٹر میثم عباس ڈسٹرکٹ آفیسر (رجسٹریشن)انکوائری افسر ہیں جو کہ بروئے حکم صوبائی محتسب پنجاب مورخہ2010۔1۔24ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)سیالکوٹ کی رپورٹ نمبرOS/3713مورخہ2009۔10۔06کے تحت عمل میں آئی۔الزام علیہ پر غلط گرداوری کاالزام ہے۔

(د) جملہ ملازمین حکومتی پالیسی کے تحت تعینات ہیں۔

سیالکوٹ، محکمہ مال کی خالی اسامیوں اوران سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*6507:رانا آصف محمود:کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ مال میں کتنی پوسٹیں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ب) محکمہ مال ضلع سیالکوٹ کے سال09-2008 اور10-2009کے کل اخراجات کتنے ہیں؟

(ج) محکمہ مال ضلع سیالکوٹ کے کس کس ملازم کے خلاف کس کس بنا پر محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(د) محکمہ مال ضلع سیالکوٹ کی سال09-2008اور10-2009کی کل آمدن کتنی ہے اور کس کس مد سے ہوئی ہے؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اسامیاں	بی پی ایس	خالی
ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (رجسٹریشن/جنرل)	17	03
نائب تحصیلدار	14	03
اسسٹنٹ	14	04
سٹینوٹائپسٹ	12	07
قانونگو	11	01
پٹواری	09	36
نائب قاصد	01	09
درجہ چہارم	01	11
کل خالی اسامیاں		74

(ب) ضلع سیالکوٹ کے سال09۔2008اور10۔2009کے کل اخراجات

سال09۔2008 کل اخراجات: 7,76,38,594/۔

سال10۔2009 کل اخراجات: 7,78,02,776/۔

سال(10۔04۔30to09۔07۔01)10۔2009

(ج) ضلع سیالکوٹ میں درج ذیل اہلکاران کے خلاف محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے۔

نام اہلکار	انکوائری کی وجوہات
محمد سلیم نائب تحصیلدار	ریکارڈ کی تبدیلی
محمد اقبال ساہی گرداور	ریکارڈ کی تبدیلی
محمد سعید سینئر کلرک	غیر ذمہ داری/کوتاہی
صابر شبیر مالی	غیر حاضری
عاطف حسین ڈرائیور	غیر حاضری
محمد اسلم جونیئر کلرک	الزام رشوت
ظفر اقبال نائب قاصد	الزام رشوت
محمد عباس چیمہ جونیئر کلرک	غیر ذمہ داری/کوتاہی
محمد رشید جونیئر کلرک	غیر ذمہ داری/کوتاہی
افتخار علی جونیئر کلرک	غیر ذمہ داری/کوتاہی
محمود بوٹا گرداور، محمد اشرف پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل/کٹنگ
سلیمان گرداور، ثروت پٹواری	حکم عدولی/لاپرواہی
منشی واجد علی بٹ پٹواری	الزام رشوت
میاں نثار احمد جونیئر کلرک	الزام رشوت
شاہد حسین شمسی جونیئر کلرک	الزام رشوت
منشی ظفر اقبال پٹواری	الزام رشوت
منشی بابر صدیق پٹواری	الزام رشوت

ذوالفقار علی لچھمن پٹواری	الزام رشوت
تنویر احمد پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل
محمد سرفراز پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل
سکندر اعجاز ناگرہ پٹواری	الزام رشوت

(د) محکمہ مال ضلع سیالکوٹ کی سال09۔2008اور10۔2009کی کل آمدن حسب ذیل ہے:۔

آمدنی سال09۔2008

قسم مد	آمدن
اشٹام ڈیوٹی	326348279
رجسٹریشن فیس	165327124
آبیانہ	8874583
زرعی انکم ٹیکس	8337473
لینڈ ریونیو	185911901
اجرت فردات	236533
کاپینگ فیس	214016
ٹوٹل	695249909

آمدنی سال10۔2009

قسم مد	آمدن
اشٹام ڈیوٹی	270490612
رجسٹریشن فیس	140018434
آبیانہ	6754746
زرعی انکم ٹیکس	8030641
لینڈ ریونیو	211810223
اجرت فردات	257622
کاپینگ فیس	315425
ٹوٹل	637677703

تحصیلداروں، نائب تحصیلداروں کی خالی اسامیاں ودیگر تفصیلات

*6538: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دسمبر2007 سے دسمبر2010 تک تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کی کتنی اسامیاں خالی تھیں ان میں سے کتنی اسامیاں پُر ہو چکی ہیں نیز مذکورہ اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کیا قواعد مقرر رہیں؟

(ب) ایسے افراد کے ضلع وار نام اور پتے کیا ہیں جن کی مذکورہ اسامیوں پر تقرری کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اسامیوں پر گرداوروں کو بھی ترقی دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو کس تناسب سے، ان کی ضلع وار تفصیل مع نام و پتے بتائے جائیں؟

(د) گرداوروں کی ترقی کے لئے کوئی کوٹا مقرر ہے اگر ہاں تو کتنا نیز کیا مذکورہ ترقیاں کوٹے کے مطابق کی گئی ہیں اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) دسمبر 2007 سے دسمبر 2010 تک تحصیلداران کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

کوٹا	30فیصد (ڈائریکٹ کوٹا)	53فیصد (پروموشن)	17فیصد (منسٹریل)
خالی اسامیاں	40	49	28
پُرشدہ اسامیاں	01	21	24

دسمبر 2007 سے دسمبر 2010 تک نائب تحصیلداران کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کوٹا	50فیصد (ڈائریکٹ کوٹا)	38فیصد (پروموشن)	12فیصد (منسٹریل)
خالی اسامیاں	142	58	10
پُرشدہ اسامیاں	133	41	03

قواعد برائے بھرتی تحصیلداران:

تحصیلداران کی بھرتی ذیل مروجہ نظام کے تحت کی جاتی ہے۔

I۔ 30فیصد ابتدائی بھرتی (ڈائریکٹ اے کلاس کوٹا)

Ii۔ 53فیصد بطریق سلیکشن از نائب تحصیلدار

Iii۔ 17فیصد بطریق سلیکشن میرٹ کی بنیاد پر بتوسط پنجاب پبلک سروس کمیشن ازاں سپرنٹنڈنٹ، پرائیویٹ سیکرٹری، پی اے سینئر سکیل سٹینوگرافر، اسسٹنٹ، HVC، انسپکٹر آف سٹیمپ، ریونیو ایڈیٹر اینڈ کالونی ایڈیٹر تعلیمی معیار گریجویشن مع تین سال تجربہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ۔

قواعد برائے بھرتی نائب تحصیلداران:

نائب تحصیلداران کی بھرتی ذیل مروجہ نظام کے تحت کی جاتی ہے۔

I۔ 50فیصد ابتدائی بھرتی (ڈائریکٹ اے کلاس کوٹا)

Ii۔ 38فیصد بطریق پروموشن سنیارٹی مع فٹنس از قانونگو تجربہ تین سال

iii- 12 فیصد بطریق سلیکشن میرٹ کی بنیاد پر بتوسط پنجاب پبلک سروس کمیشن ازاں اسسٹنٹ، HVC، سٹینو گرافر اور سینئر کلرک تعلیمی معیار انٹرمیڈیٹ مع تین سال تجربہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ بشرطیکہ وہ کمپیوٹر جانتے ہوں۔

(ب) تحصیلدار جو اس عرصہ میں بھرتی ہوئے تھے ان کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نائب تحصیلدار جو اس عرصہ میں بھرتی ہوئے ان کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایسے افراد جو گرداوروں کی مختص کوٹا سے بطور نائب تحصیلدار ہوئے ان کی تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گرداوروں کی ترقی بطور نائب تحصیلدار کے لئے کل منظور شدہ اسامیوں کا 38 فیصد کوٹا مقرر ہے اور بمطابق کوٹا اور خالی اسامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ گرداوروں کو رولز کے مطابق بطور نائب تحصیلدار ترقی دی گئی ہے۔

فوتیدگی پر جائیداد کے انتقال پر حکومتی واجبات کی کٹوتی کی تفصیلات

*6539: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کسی شخص کے فوت ہونے پر جو فوتیدگی انتقال اسکے ورثاء کے نام اندراج کیا جاتا ہے اسکے حکومتی واجبات کس شرح سے لئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ واجبات جائز ہیں کیونکہ ورثاء اپنی موجودہ جائیداد کے کلی طور پر پہلے ہی سے وارث ہوتے ہیں اور اس میں ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا؟

(ج) کیا حکومت اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ یہ کارروائی بغیر ٹیکس یا واجبات کے ہو؟

(د) اگر کوئی تجویز زیر غور نہیں تو کیا حکومت اس مسئلہ پر قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر I-LR-20/2010-44 مورخہ 7-1-2010 (تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے مطابق وراثتی انتقال کی فیس۔/500 روپے فی انتقال مقرر کی گئی ہے۔

(ب) وراثت کے انتقال کی فیس جائز ہے کیونکہ یہ فیس ریکارڈ مال کے مرتب کرنے کے اخراجات کے لئے مقرر کی گئی ہے، فوتیدگی کے بعد نئے وارثان کے نام کا اندراج ہونا ضروری ہوتا ہے۔انتقال نہ ہونے کی صورت میں نئے وارث ریکارڈ مال میں مالک نہیں بن سکتے۔

(ج) ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہ ہے نیز ملاحظہ ہو جز(ب)

(د) جز بالا (ب)،(ج) قابل ملاحظہ ہیں۔

تحصیلداروں کی اپنے آبائی اضلاع میں تعیناتی

*6540: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے وضع کردہ قوانین کے مطابق کوئی بھی تحصیلدار اپنے رہائشی ضلع میں تعینات نہیں ہو سکتا؟

(ب) اس وقت کتنے ایسے تحصیلدار ہیں جو اپنے رہائشی اضلاع میں تعینات ہیں ان کے نام مع اضلاع بتائے جائیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ حکومت کے اپنے وضع کردہ قوانین کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا بھی جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان تحصیلداروں کو جو اپنے رہائشی اضلاع میں تعینات ہیں وہاں سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حکومت کے وضع کردہ قوانین کے مطابق کوئی تحصیلدار اپنے رہائشی ضلع میں تعینات نہیں ہو سکتا۔تاہم صوبائی ہیڈ کوارٹر اس سے مستثنیٰ ہے۔

(ب)

نام تحصیلدار	رہائشی ضلع	تعیناتی
i۔احمد کمال	ڈیرہ غازی خان	تحصیلدار ڈی جی خان
ii۔سجاد حسین مے	ملتان	تحصیلدار ملتان صدر
iii۔مرزا ایاز احمد	راولپنڈی	تحصیلدار سیٹلمنٹ راولپنڈی

(ج) انتظامی امور اور مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے رہائشی ضلع میں تعیناتی کی جاتی ہے۔ جس طرح قوانین کے مطابق نائب تحصیلدار اپنے ہی رہائشی اضلاع میں تعینات ہوتے ہیں اور پٹواری حضرات اپنی رہائشی تحصیل میں تعینات کئے جاتے ہیں۔

(د) حکومت انتظامی بنیادوں پر کسی بھی وقت کسی تحصیلدار کو ایک جگہ سے دوسری جگہ تعینات کر سکتی ہے۔

اراضی کے مارکیٹ اور سرکاری ریٹ میں فرق کا جواز

*6542: میاں شفیع محمد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ کے جن علاقوں میں زمین کا مارکیٹ ریٹ ایک لاکھ روپے فی مرلہ ہے وہاں پر سرکاری زمین کا ریٹ 20ہزار روپے فی مرلہ کیوں ہے، سرکاری زمین کا ریٹ بھی مارکیٹ ریٹ کے مطابق کیوں نہیں ہوتا؟

(ب) کیا حکومت سرکاری زمین کا ریٹ مارکیٹ ریٹ کے مطابق فی مرلہ Fix کر کے کروڑوں روپے کا revenue وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) محکمہ مال کن قواعد و ضوابط کے تحت سرکاری زمین کا ریٹ مقرر کرتا ہے اور ریٹ مقرر کرتے وقت کن عوامل کو مد نظر رکھا جاتا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) سرکاری زمین کے ریٹ کا مارکیٹ ریٹ سے اتنا زیادہ تفاوت نہیں ہوتا۔ سرکاری زمین کا ریٹ محل وقوع اور قسم زمین کو مد نظر رکھ کر تعین کیا جاتا ہے اور سرکاری زمین کا ریٹ مقرر کرتے ہوئے مارکیٹ ریٹ کو ہی ترجیح دی جاتی ہے اور یہ ریٹ کم و بیش مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہی مقرر کیا جاتا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی یہی کوشش رہی ہے کہ سرکاری زمین کا ریٹ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہو تاکہ صوبہ کی آمدنی میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہونے پائے۔ اربن اور اب رورل ایریا میں ویلیوایشن ٹیبل کے مطابق زمین کی قیمت مقرر کی جاتی ہے جو کہ ہر سال ریوائز ہوتی ہے۔

رورل ایریا میں یہ نظام حال ہی میں مورخہ 2010۔07۔01 سے متعارف کرایا گیا ہے جس سے حکومت پنجاب مزید ریونیو وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) سرکاری زمین کا ریٹ ڈسٹرکٹ پرائس اسیسمنٹ کمیٹی زیر صدارت متعلقہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) مقرر کرتی ہے اور اس سلسلہ میں متعلقہ علاقہ / موضع کا یک سالہ اوسط اور ارد گرد کے مارکیٹ ریٹ کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مزید برآں جو ریٹ ڈسٹرکٹ کلکٹر سیکشن 27-A سٹیمپ ایکٹ 1899 کے تحت مقرر کرتا ہے اس کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں صوبائی سطح پر بھی کمیٹی تشکیل شدہ ہے جو کہ بعد ازاں ڈسٹرکٹ پرائس اسیسمنٹ کمیٹی کے منظور کردہ ریٹ کو زیر غور لاتی ہے اور ان ریٹس میں کمی وبیشی کا اختیار رکھتی ہے۔

نائب تحصیلداروں کی ضلع وار منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*6543: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ کے ہر ضلع میں نائب تحصیلداروں کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنی اسامیوں پر بھرتی کی جاچکی ہے اور کتنی ابھی تک خالی ہیں، خالی اسامیاں پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک پُر کر لی جائیں گی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) صوبہ کے ہر ضلع میں نائب تحصیلداروں کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ کے تمام اضلاع میں نائب تحصیلداروں کی خالی اسامیوں پر تقرری ہو چکی ہے تاہم بقیہ اسامیوں کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع خانیوال، بے زمین کاشتکاروں کو سرکاری زمین الاٹ کرنے کی تفصیلات

*6549: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2008 سے آج تک ضلع خانیوال میں کتنے بے زمین کاشتکاروں کو سرکاری زمین الاٹ کی گئی، اس ضمن میں حکومت کی پالیسی کیا ہے تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا حکومت نے اس مقصد کے لئے کوئی زمین مختص کی ہے اگر ہاں تو کتنی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) 5 سالہ اور 1 سالہ سکیم کے تحت درج ذیل زمین مختص کی ہے:۔

(1) پانچ سالہ: رقبہ 2732 ایکڑ

(2) ایک سالہ: رقبہ 2337 ایکڑ

(ب) حکومت پنجاب نے پانچ سالہ عارضی کاشت کے لئے 2732 ایکڑ رقبہ مختص کیا ہے اور ایک سالہ عارضی کاشت کے لئے 2337 ایکڑ سرکاری رقبہ مختص کیا ہے۔ اس رقبہ کی الاٹمنٹ 30۔جون 2010 تک مکمل کر لی جائے گی۔

ضلع سرگودھا۔اشٹام فروشوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6580: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے اشٹام فروش ہیں؟

(ب) سال 2008 اور 2009 کے دوران ضلع ہذا میں کتنی مالیت کے اشٹام فراہم کئے گئے؟

(ج) اس وقت اس ضلع میں اشٹام فروشی کے لائسنس کے حصول کے لئے کتنی درخواستیں pending ہیں؟

(د) اشٹام فروشی کا لائسنس جاری کرنے کا طریق کار نیز مجاز اتھارٹی کون ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو ضلع سرگودھا میں اشٹام فروشوں کی تعداد 264 ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر سرگودھا کی رپورٹ کے مطابق ضلع سرگودھا میں درج ذیل مالیت کے اشٹام سال 2008 اور 2009 کے دوران فراہم کئے گئے:۔

سال	قسم اشٹام	مالیت
2008	نان جوڈیشل	11,33,06,150/-
2009	نان جوڈیشل	9,81,00,100/-
2008	کورٹ فیس	1,35,57,200/-
2009	کورٹ فیس	1,06,12,075/-

(ج) ضلع سرگودھا میں اشٹام فروشی کے لائسنس کے حصول کے لئے 33 درخواستیں pending ہیں۔

(د) ضلع کلکٹرز صاحبان پنجاب سٹمپ رولز 1934 کے تحت پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی صوابدید کے مطابق اشٹام فروشی کا لائسنس جاری کرنے کے مجاز ہیں۔

ضلع حافظ آباد سرکاری اراضی کی تفصیلات

*6628: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں تقریباً 12709 کنال سرکاری اراضی ہے جس میں صوبائی حکومت (متروکہ) 6881 کنال، صوبائی حکومت 2716 کنال اور نزول لینڈ 3112 کنال ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ زمین کس کس جگہ ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ ازاں ڈی او آر حافظ آباد میں 12701 کنال 6 مرلے سرکاری اراضی ہے۔ جس میں صوبائی حکومت (متروکہ) 6209 کنال، صوبائی حکومت 2687 کنال 6 مرلے اور نزول لینڈ 3112 کنال ہے۔

(ب)

1۔ تحصیل حافظ آباد (متروکہ) 3169 کنال

2۔ تحصیل پنڈی بھٹیاں نزول لینڈ 3112 کنال

صوبائی حکومت 2687 کنال 6 مرلے اور متروکہ 3733 کنال ہے۔

رحیم یار خان، غیر قانونی الاٹمنٹس وناجائز قابضین کی تفصیلات

*6845: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سب رجسٹرار ریونیو رحیم یار خان نے گزشتہ دو سال کے دوران کتنی غیر قانونی الاٹ منٹس کینسل کیں اور اس میں شامل کتنے اہلکاران کے خلاف کارروائی اور ان کو کیا کیا سزائیں دی گئیں ان اہلکاران کے نام وعہدہ، گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ب) سب رجسٹرار ریونیو نے محکمہ کی کتنی اراضی کو ناجائز قابضین سے واگزار کروایا قابضین کے نام وموضع جات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) محکمہ کی کتنی اراضی ابھی تک قابضین کے کنٹرول میں ہے اس کو کب تک مذکورہ آفیسر واگزار کروالیں گے؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو رحیم یار خان یہ سب رجسٹرار کو الاٹمنٹ کا اختیار نہ ہے۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ضلع ہذا کی تحصیل رحیم یار خان میں 8416 کنال اراضی پر ناجائز قابضین عرصہ دراز سے رہائشی مکانات تعمیر کرکے رہائش پذیر ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تحصیل خان پور میں 176 کنال پر پاکستان رینجرز کا قبضہ ہے۔ ان ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی ضابطہ زیر دفعہ 34/32 کالونی ایکٹ 1912 کی جارہی ہے۔ اس قدر کثیر تعداد میں رہائشی بستیوں کے مکینوں کو بے دخل نہ کیا جاسکتا ہے۔ فوری بے دخلی کی صورت میں Law & order کا مسئلہ پیش آسکتا ہے۔ کمشنر بہاولپور نے اعلیٰ فوجی حکام سے اس سلسلہ میں رابطہ کیا ہے اور بورڈ آف ریونیو نے بھی متحرک کیا ہے۔

(ج) ضلع ہذا کی تحصیل رحیم یار خان میں 8416 کنال اراضی پر ناجائز قابضین عرصہ دراز سے رہائشی مکانات تعمیر کرکے رہائش پذیر ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تحصیل خان پور میں 176 کنال پر پاکستان رینجرز کا قبضہ ہے۔ ان ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی ضابطہ زیر دفعہ 34/32 کالونی ایکٹ 1912 کی جارہی ہے۔ اس قدر کثیر تعداد میں رہائشی بستیوں کے مکینوں کو بے دخل نہ کیا جاسکتا ہے۔ فوری بے دخلی کی صورت میں Law & order کا مسئلہ پیش آسکتا ہے۔ تحصیل صادق آباد، لیاقت پور میں کوئی رقبہ سرکار زیر ناجائز قبضہ نہ ہے۔

ضلع رحیم یار خان، پٹاجات پر دی گئی اراضی کی تفصیلات

*6847: **محترمہ مائزہ حمید:** کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ کالونیز کی کتنی اراضی ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع کے کالونی چکوک میں کتنی اراضی گزشتہ پانچ سال میں پٹاجات پر دی گئی، اب تک کل کتنے پٹاجات جاری ہو چکے ہیں؟

(ج) کن کن سکیموں میں کتنے کتنے پٹہ جات جاری کئے گئے اور کتنے ابھی بقایا ہیں، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل 8161827-00 کنال ملکیتی اراضی ہے جس میں سے بیشتر اراضی پر بستیاں بنی ہوئی ہیں اور تحصیل خان پور میں سرکار منتشر ٹکڑا جات پر مشتمل ہے جو ناقابل الاٹمنٹ ہے۔

(ب) ضلع ہذا میں 1126 لاٹ ہائے برقبہ 12265-02-09 ایکڑ اراضی سرکار پانچ سالہ مستاجری سکیم کے شیڈول میں مختص کی گئی جس میں سے 226 لاٹ ہائے پر مستحق افراد نے بولی دے کر کامیابی حاصل کی۔ اسی طرح 264 لاٹ ہائے برقبہ 3381-07-13 ایکڑ زرعی گریجویٹس میں تقسیم کرنے کے لئے شیڈول میں مختص کی گئی جس سے 259 لاٹ ہائے کو جلسہ عام میں زرعی گریجویٹس کی موجودگی میں بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کی گئی ہیں۔ دیگر کارروائی دخل قبضہ وغیرہ جاری ہے۔

(ج)

نام سکیم	تعداد پٹہ جاری شدہ	تعداد بقایا
آبادکاری سکیم	15711	8067
نیلام سکیم	6831	5058
صادق آباد چھاؤنی سکیم	181	54
نمبرداری سکیم	130	17
آرمی ویلفیئر سکیم	388	794
عارضی کاشت سکیم	1291	319
وزیراعلیٰ سکیم	1	1059
میزان	24533	15368

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

خواتین ممبران اسمبلی کو حکومتی اعلان کے مطابق ترقیاتی فنڈز کے اجراء کا مطالبہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے تین سال سے کئی بار اس Floor پر میں آپ کی اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے سارے وزراء کی توجہ اس بات کی طرف دلا چکی ہوں کہ خواتین کو ترقیاتی فنڈز نہیں دیئے جاتے۔ آپ نے سمجھا ہو گا کہ شاید تین سالوں میں یہ بات بھول گئی ہوں لیکن رانا ثناء اللہ صاحب سے مجھے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ "وہ ہو گیا ہے"۔ ہمیں کہا گیا کہ پہلے فنڈز میں سے باقی سارے ختم ہو گئے ہیں اور آپ کو بیس، بیس لاکھ لاکھ روپے دیئے جائیں گے۔ اگلی سکیمیں بھی لے لی گئیں مگر فنڈز release نہیں ہو سکے، کہا گیا کہ وہ lapse ہو گئے ہیں جو کہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔ خواتین اس معزز ایوان کا ایک حصہ ہیں لیکن ہمیں ہر چیز میں کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً میرے لئے بہت معزز ہیں۔ جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! مجھے رانا ثناء اللہ صاحب کی کسی بات پر یقین نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ ایسے نہ کہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): وہ لگاتار تین سالوں سے وعدے کرتے اور جھوٹ کا سہارا لیتے رہے ہیں۔ انہوں نے اس Floor پر کھڑے ہو کر آج تک کبھی کوئی سچا وعدہ کیا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔ آپ تشریف رکھیں اور مجھے ان کی بات سننے دیں کیونکہ مجھے آپ کی بات کا جواب تو کسی سے لینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلی گزارش تو یہ ہے کہ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ میری بہن ہیں اور میرے لئے باعث عزت بھی ہیں لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ انہوں نے کہا کہ "انہوں نے سچا وعدہ نہیں کیا"۔ وہ اس بات کو پوری طرح سے inquire کریں کیونکہ میں نے کبھی وعدہ ہی نہیں کیا۔ سچا یا جھوٹا ہونے کی بات تب ہو گی جب میں وعدہ کروں گا۔ معاملہ یہ ہے کہ development funds جو ہیں، اگر کل کو یہ معزز ہاؤس اس کا فیصلہ otherwise کر دے تو اس میں

کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن Financial Rules and Regulations کے مطابق کسی بھی ممبر کا استحقاق نہیں ہے development fund۔ کسی ممبر کو پیسے نہیں دیئے جاتے کہ یہ آپ کے پیسے ہیں اور آپ جہاں چاہیں خرچ کرلیں۔ ہر ممبر کو اپنے حلقے میں ترقیاتی سکیموں کو identify کرنے کا حق ہے۔ مجھے یہ حق تو ہے کہ میرے حلقے میں اگر دس سڑکیں بننے والی ہیں تو میں ان کی priority list بنا کر دے دوں۔ ممبران اپنے حلقوں میں سکیمیں identify کرتے ہیں۔ خواتین کے بارے میں معاملہ یہ ہے کہ ان کا اس طرح سے کوئی specific حلقہ نہیں ہے۔ پہلے یہ ہوتا رہا ہے کہ تمام خواتین سے signatures کروالئے اور فنڈز ایک ضلع میں لگ گئے۔ یہاں بھی پہلے سال یہ ہوا کہ جب خواتین کو کچھ فنڈز دیئے گئے تو کسی خاتون کو آپ نے کہہ دیا، کسی کو میں نے request کر دی تو فنڈز کسی ایک ہی حلقے میں لگ گئے اور باقی حلقے والوں کو شکایت پیدا ہوئی۔ اس مسئلے کے حل کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے میں محترمہ سے بھی کہوں گا کہ یہ اُس میٹنگ میں ضرور جائیں اور وہاں بیٹھ کر اس کا کوئی ایسا حل نکالیں جو قابل عمل ہو۔ اس پر حکومت عمل کرنے کے لئے تیار ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! تین سال سے یہ کمیٹی کا رونا رویا جا رہا ہے، وہ کون سی کمیٹی ہے، کہاں بنی ہے اور اس نے ابھی تک کیا فیصلہ کیا ہے؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ خواتین نے ترقیاتی فنڈز کسی حلقے میں ہی لگانے ہیں، اپنی ذات پر تو نہیں لگانے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ اس بات پر غور کریں کہ ترقیاتی فنڈز کسی معزز ممبر کے سپرد نہیں کئے جاتے بلکہ ان کی سکیمیں لی جاتی ہیں۔ آپ سکیمیں بنا کر لائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! سکیمیں دی جا چکی ہیں، اس پر کام شروع بھی ہو گیا تھا لیکن ان کے لئے فنڈز release نہیں ہوئے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ فنڈز release کیوں نہیں ہوئے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کے فنڈز release کروائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں نے اس سے اپنا گھر نہیں بنوانا، میرا گھر نہیں بنے گا بلکہ وہ میری قبر بن جائے گی۔ رانا ثناء اللہ صاحب بہتر جانتے ہیں کہ ترقیاتی فنڈز عوام کی بہتری کے لئے دیئے جاتے ہیں تاکہ عوام کو سہولتیں میسر آسکیں۔ ہم نے سکیمیں

جمع کرائی تھیں، کچھ شروع ہوئیں لیکن ان کے فنڈز روک دیئے گئے اور کہہ دیا گیا کہ وہ فنڈز laps ہو گئے ہیں۔ وہ فنڈز laps نہیں ہوئے، وہ فنڈز کیوں روکے گئے ہیں، ہمارے ساتھ یہ زیادتی پر زیادتی ہوتی جارہی ہے اور ہر دفعہ کہا جاتا ہے کہ خواتین کے سلسلے میں کمیٹی بن گئی ہے کیا خواتین کو اتنا شعور نہیں ہے کہ انہیں یہ نہ پتا ہو کہ یہ فنڈز کہاں لگانے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ سکیمیں دیں اور اس کی کاپی یہاں بھجوائیں، پھر ہم اس کو دیکھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! جب دوسرے صوبوں میں خواتین کو مردوں کے برابر ترقیاتی فنڈز دیئے جاتے ہیں تو پنجاب میں خواتین کے ساتھ یہ زیادتی کیوں کی جاتی ہے؟ نیشنل اسمبلی میں دیئے جاتے ہیں، سندھ اسمبلی میں دیئے جاتے ہیں، بلوچستان، سرحد اور تمام اسمبلیوں میں خواتین کو مردوں کے برابر سکیمیں دی جاتی ہیں۔ صرف پنجاب میں بار بار کمیٹی بنائی جاتی ہے، ویسے تو یہ بڑا کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کی بہت efficiency ہے، یہ کیا efficiency ہے کہ کمیٹی تین سالوں میں یہ فیصلہ نہیں کر سکی کہ خواتین کو کیسے فنڈز دیئے جانے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ کی بات سن لی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! اس کا حل بتایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا حل بتاتے ہیں پہلے آپ اپنی سکیمیں تو لائیں۔ لاء منسٹر صاحب! جو سکیمیں انہوں نے دی ہوئی ہیں ان کے فنڈز روکے ہوئے ہیں لہذا انہیں جلد چالو کروائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ محترمہ مجھے اپنا حلقہ بتا دیں، وہ حلقہ جو کسی اور کا نہ ہو۔ یہ وہاں کے لئے سکیمیں دیں میں اُن پر implementation کروا دیتا ہوں۔

معزز خواتین ممبران: سارا پنجاب ہمارا حلقہ ہے، پورا پنجاب ہمارا حلقہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! سارا پنجاب ان کا حلقہ ہے۔ (شور و غل)

(اس مرحلہ پر تمام معزز خواتین ممبران اپنی اپنی نشستوں سے کھڑی ہو گئیں)

آپ ان کی بات سنیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔ (شور و غل)

میری بات تو سنیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔۔

معزز خواتین ممبران: لاء منسٹر اپنے الفاظ واپس لیں، یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ میری بات سنیں۔۔ (شور و غل)

معزز ممبران حزب اختلاف: ظلم کے ضابطے، ہم نہیں مانتے۔ ظلم کے ضابطے، ہم نہیں مانتے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آئے دن ہاؤس میں یہ شور شرابا ہوتا ہے۔ یہ ہماری بہنیں ہیں اگر انہیں فنڈز نہیں دینے تو کم از کم گورنمنٹ ان کو صاف کہہ دے کہ ہم نے آپ کو consider نہیں کرنا۔ یہاں ہر روز یہ لین دین ہو رہا ہوتا ہے۔ آپ ایک کمیٹی بنا دیں جس میں رانا صاحب نہ ہوں تاکہ وہ کمیٹی خواتین کے لئے کوئی فیصلہ کر دے اور یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہر روز اس طرح ہو۔

جناب سپیکر: نہیں، کمیٹی نہیں بنے گی۔ گورنمنٹ اس سلسلے میں assurance دے گی۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نیلم جبار! باقی خواتین تشریف رکھیں اور اُن کی بات سنیں۔ (شور وغل)

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار): جناب سپیکر! اس ایوان میں جتنی بھی خواتین موجود ہیں، چاہے وہ میری بہنیں reserved seats پر آئی ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ان تمام کی اپنی اپنی پارٹی کے لئے ایک struggle ہے، وہ ان struggles اور processes سے گزر کر یہاں تک پہنچی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جس طرح سے ہم لوگ elect ہو کر آتے ہیں اُسی طرح سے یہ بھی اپنی اپنی پارٹی میں محنت کر کے اس مقام تک پہنچتی ہیں۔ یقیناً عوام ان سے بھی expectations رکھتے ہیں تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان کو ان کے حقوق اور فنڈز برابر کے ملنے چاہئیں تاکہ یہ اسی پر compensate کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کی جمہوریت کی خاطر کوششیں اور کاوشیں ہیں، ہم ان کو سلام پیش کرتے ہیں۔ میں اپنے حلقہ بھکر کی جانب سے ان کو offer کرتا ہوں کہ میں نے جو اپنے حلقہ میں ڈویلپمنٹ دی ہے تو ان میں کوئی میری بہن آ کر میری طرف سے اس کا افتتاح کر دے تو میں حاضر ہوں۔ (شور وغل)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بات آپ کے قابو نہیں آئے گی، آپ کیا کر رہے ہیں؟ (شور وغل)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی بہنوں سے یہ کہوں گا کہ وہ ذرا توجہ فرمائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پلیز۔ آرڈر، آرڈر۔

(اس مرحلہ پر کچھ معزز خواتین ممبران حزب اختلاف اور پیپلز پارٹی ایوان سے واک آؤٹ کر کے باہر تشریف لے گئیں)

جناب سپیکر: جی، ان کو واپس بلا کر لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی بہنوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک ہماری ان بہنوں کے سیاسی کردار کا معاملہ ہے، جہاں تک ان کی اپنی پارٹی کے لئے دی جانی والی قربانیوں کا معاملہ ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انہوں نے اپنی پارٹیوں کے لئے بہتر کام کیا اور انہوں نے اپنی پارٹیوں کے لئے struggles کیں تو اسی بنیاد پر پارٹیوں نے ان کو reserved seats پر نامزد کیا۔ اس پر تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے لیکن جہاں تک ترقیاتی کاموں اور سکیموں کے identify کرنے کا معاملہ ہے۔ یہ انہوں نے بہت درست بات کی ہے کہ پورا پنجاب ہمارا حلقہ ہے تو اس میں تنازعہ اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جس وقت مثال کے طور پر میرے حلقہ میں اگر دس سکیمیں دے دیں، جناب ندیم کامران صاحب کے حلقہ میں ایک سکیم دے دیں اور رانا ارشد صاحب کے حلقہ میں کوئی سکیم ہی نہ دیں تو اس سے پھر الجھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ ہماری بہنیں بیٹھ کر کوئی اس کا ایسا طریق کار نکال لیں کہ جس کی بنیاد پر پورا پنجاب ان کا حلقہ ہے اور وہ پورے پنجاب میں مساویانہ طور پر اپنا فنڈز خرچ کریں تو اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اس معاملہ کا حل چاہتے ہیں لیکن اس بارے میں، میں سمجھتا ہوں کہ مطالبات کرنے یا احتجاج کرنے کی بجائے اس کا کوئی ایسا قابل عمل حل نکالیں کہ جس پر ساری ممبران متفق ہوں تو میرا خیال ہے کہ ہاؤس اور حکومت میں بھی کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ یہاں مسئلہ صرف یہ ہے کہ اگر یہ سکیمیں پورے پنجاب میں مثال کے طور پر اس

انداز سے identify کریں تو یہاں پر اگر باقی ترقیاتی کام ہو رہے ہیں تو ان کے کہنے پر ترقیاتی کام کرنے پر کسی کو اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، اچھی بات ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ میری اور طلعت یعقوب صاحبہ کی پچھلے تین سالوں کی سکیمیں جو کہ لاہور کی تھیں کسی دوسرے ضلع کی سکیمیں نہیں تھیں ان کے ابھی تک فنڈز ریلیز نہیں کئے گئے۔ میرا بھی تعلق لاہور سے ہے اور طلعت یعقوب کا تعلق بھی لاہور سے ہے اور میں ان کی بات سننے کے لئے یہاں بیٹھی ہوں، باقی بائیکاٹ کر کے گئی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ چلیں اگر یہ ہمیں فنڈز نہیں دیتے اور اگر ہم کسی کے حلقہ میں جا کر دخل اندازی کرتی ہیں، ہم کوئی Computer Centres بنا دیں، کوئی دستکاری سکول بنا دیں اور کوئی اور کام کریں تو اس کے لئے ہمیں فنڈز ریلیز کر دیں۔ ہم کام کرنے کے لئے آئی ہیں اور کام کر کے بھی دکھا رہی ہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: ایسا ضرور ہو گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایسی کوئی بات نہیں کہ تین سالوں میں ہم گونگے بہرے بن کر نہیں بیٹھے ہوئے۔ دیکھیں کہ چار چار کروڑ روپے مردوں کو ملتے ہیں، آج تک ان کو دس دس کروڑ روپے کے فنڈز مل گئے ہیں اور ہمارے 80 لاکھ روپے کے فنڈز ابھی تک تین سالوں میں ریلیز نہیں ہوئے تو بتائیں کہ ہم کیا کریں؟ لوگ ہمارے دروازے توڑ رہے ہیں کہ پتا نہیں ہے وہ کرپشن کر رہی ہیں، پیسے کھا رہی ہیں اور ہماری گلیاں بھی نہیں بنیں۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ داتا دربار کے پاس میں نے ایک گلی بنانے کے لئے سکیم دی، وہاں پر گلی میں ایک عورت گر گئی، اس کا اتنا نقصان ہوا کیونکہ وہ pregnant woman تھی، ان لوگوں نے مجھے بددعائیں، گالیاں بھی دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! فیصل آباد کی بات تو کوئی نہیں کرتا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ابھی فیصل آباد کی بات ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ ڈار صاحبہ کو بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ڈار صاحبہ کی بات سن لی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! فیصل آباد میں ہمارے محلے کی گلیوں میں بارش اور سیوریج کے پانی سے گڑھے پڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے لوگ ان کو پتھر تو نہیں مارتے وہ ہمیں مارتے ہیں عورت بے چاری قابو آجاتی ہے اور مرد تو دوڑ جاتے ہیں۔ میں اپنے علاقے کے لئے فنڈز مانگتی ہوں، ہمیں کوئی فنڈز تو نہیں دیا جاتا اور کاغذوں میں درج کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ سنیں تو سہی، ابھی ہم اس کا اچھا حل نکالتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ڈار صاحبہ نے جو اپنی گلیوں کی بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے قصور وار خواجہ اسلام صاحب ہیں۔ ان کو پورے فنڈز ملے ہیں اور اگر انہوں نے اپنے حلقہ میں وہاں ان گلیوں پر توجہ نہیں دی جہاں محترمہ ڈار صاحبہ کی گلیاں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی زیادتی کی ہے۔

جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے بھی بات کی ہے کہ Computer Laboratories پر فنڈز خرچ کئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ تمام بہنیں متفقہ طور پر کوئی ایسی سکیم جیسے یہ Computer Laboratories کا کہا گیا ہے تمام یعنی پورے پنجاب کے سکولوں میں کمپیوٹر لیب دی گئی ہیں تو یہ ساری اکٹھی ہو کر کہیں کہ ہمارے فنڈز ان دو یا چار سکیموں میں جو کہ پورے پنجاب پر محیط ہیں وہاں پر خرچ کر دیئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو بھی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن اس میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ بعد میں ہماری ان بہنوں کو pressurize کر کے یا mode over کر کے یعنی تمام سے sign کروا کر ایک ایک ضلع میں یعنی پچھلے پانچ سال کے فنڈز آپ نکلوا کر دیکھ لیں کہ تمام خواتین کے فنڈز کہاں پر خرچ ہوئے ہیں، اگر انہوں نے ایک بھی سکیم اپنی مرضی سے ان پانچ سالوں میں دی ہو تو میں اس کا حساب دینے کو تیار ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ اگر اسی طرح سے ہونا ہے تو ان کا فنڈز واقعی پھر اسی انداز سے خرچ ہو کہ پورا پنجاب ان کا حلقہ ہے۔ اس معاملہ میں آپ ان خواتین کی تین یا پانچ رکنی کمیٹی بنا دیں اور وہ کمیٹی recommendations دے اور ان recommendations پر بالکل on the floor of the House وعدہ کرتا ہوں کہ اس میں جو یہ کوئی practicable تجویز دیں تو اس پر گورنمنٹ عمل کرے گی اور اسے منظور کرے گی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں ہمیشہ اس ہاؤس میں جنرل الیکشن جیت کر آتی ہوں اور اس دفعہ میں نے national election Loose کیا تو میرا حلقہ تو تبدیل نہیں ہو گیا، میرا حلقہ وہی ہے، میں نے وہیں پر سکیمیں دیں اور اس کے tenders بھی لگا دیئے لیکن آج تک پچھلے سالوں کی payments نہیں ہوئیں اور وہ ٹھیکیدار جنہوں نے وہ tenders لئے اور یہ کام مکمل کیا انہوں نے میرے گھر کے سامنے دھرنا دیا ہوا ہے۔ میں چاہوں گی کہ رانا ثناء اللہ صاحب کے گھر کا ایڈریس مجھے ملے تاکہ میں ان کو کہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب کے گھر کے سامنے دھرنا دیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اب انہوں نے ہم سے کہا ہے کہ جو پچھلے فنڈز ہیں تو اگر وہ فنڈز نہیں ملے تو اب آپ کو جو 80 لاکھ روپے دے رہے ہیں اس سے آپ کے پچھلے فنڈز کی سکیمیں ہیں وہ پہلے دے دیں۔ رانا صاحب اس طرح نہیں ہے، 1990 کی اسمبلی میں، میں یہاں پر 248 مردوں میں صرف ایک تنہا عورت تھی کسی مرد نے اٹھ کر مجھے support کیا اور نہ کسی male member نے کہا کہ فوزیہ کو وزیر بنایا جائے۔ یہ خواتین کے لئے بہت سخت تنگ نظری رکھتے ہیں۔ میں آج زندگی میں پہلی دفعہ مخصوص سیٹ پر آکر اس بات کا اندازہ کر چکی ہوں۔ اگر میں نے وہاں سے election Loose کیا ہے تو کیا ہوا؟ میرا وہ حلقہ ہے، میرے پاس وہاں پر صوبائی حلقہ بھی ہے، اس وقت بھی ایک ایم این اے میری niece ہے اور ہم دونوں پیپلز پارٹی کی طرف سے ہیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب اس وقت بھی بہت زیادہ خواتین کے حق میں بولتے تھے جب وہ (ن) لیگ میں نہ تھے۔ میں (ن) لیگ میں تھی اور وہ پیپلز پارٹی میں تھے، میں چاہتی ہوں کہ آج پارٹیوں سے قطع نظر ہو کر یہ بات دیکھیں کہ خواتین کے جو فنڈز ہیں چاہے وہ جہاں مرضی سکیمیں بنائیں، پورے حلقہ میں یا پورے صوبہ میں یہ ان کا حق ہے اور یہ قانونی حق ہے۔ یہ نہیں کہ laboratories بنا لی جائیں اگر مجھے میرے حلقہ والے کہیں کہ تم سڑک بناؤ تو میں laboratories کس لئے بناؤں؟ میں نے آئندہ الیکشن نہیں لڑنا، میں نے کیا الیکشن ہمیشہ Loose کرنا ہے اور جیتنا نہیں ہے؟ میں ہمیشہ الیکشن جیتی ہوں۔ کل کھوسہ صاحب جو وزیر ہیں انہوں نے کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا پورا نام لیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کے جو بیٹے ہیں انہوں نے مجھے کہا ہے کہ پچھلی سکیموں کا لکھ دیں۔ میں نے پچھلی سکیموں کا بھی لکھ کر دیا ہے، ایک مہینہ ہو گیا ہے میں نے کہا کہ پچھلی سکیموں کے پیسے دے دیئے جائیں لیکن نہیں دیئے جاتے۔ رانا صاحب! یہ انتہائی تنگ نظری ہے، یہ بات آئین کے خلاف ہے۔ جب خواتین کو use کرنا ہو تو انہیں جلسے جلوسوں میں use کیا جائے، جب ان کے ووٹ لینے ہوں تو ووٹ لئے جائیں اور جب وہ یہاں آ کر نمائندگی کریں تو ان سے تضحیک آمیز روّیہ رکھا جائے۔ حیف ہے، میں کہتی ہوں حیف ہے اس روّیے پر، اس سیاست پر جو یہاں خواتین کے ساتھ ہو رہی ہے۔ میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا ہے کہ اس سیٹ پر خاتون کی کتنی بے عزتی ہوتی ہے اور اس سیٹ پر بے عزتی کرنے والے یہ ہیں۔ آج آپ ruling دیں کہ اب خواتین کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ان کا حلقہ کون سا ہے، آج آپ ruling دیں کہ جس آئین کے مطابق ہم منتخب ہوئی ہیں، ہم جہاں مرضی سکیم دیں، کسی حلقے میں تین دیں، دو دیں یا نہ دیں اور جو ہم مناسب سمجھتی ہیں وہ کریں۔ آج یہ جو پھر 80 لاکھ روپے کا اعلان ہوا ہے، آج پھر میرے tenders اخبار میں لگ گئے ہیں اور مجھے صبح سے فون آ رہے ہیں کہ آپ کے tenders اخبار میں آ گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں تو اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی کہ کیا ہو گا، یہ payment بھی پچھلی payments کی طرح ملے گی یا نہیں؟ وہ لوگ بھوکے مر رہے ہیں جنہوں نے پچھلے tenders لئے اور میرے گھر کے آگے تماشا برپا رہتا ہے۔ یہ رانا صاحب کی بہت زیادتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پلیز! رانا صاحب سے کہیں کہ وہ ہمارے فنڈز پر سانپ بن کر نہ بیٹھیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس بارے میں ہم بات کریں گے۔ میں نے آپ کی بات سُن لی۔ آپ کی بہت مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سینئر وزیر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی میں آ رہا تھا تو سیڑھیوں پر خواتین احتجاج کر رہی تھیں۔ ابھی میرے آنے سے پہلے اسمبلی میں شاید کوئی بات ہوئی ہے۔ ایک تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اُن خواتین کو واپس بلایا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے تو بڑی دیر پہلے کہہ دیا تھا کہ ان کو واپس بلایا جائے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کوئی کمیٹی مقرر کریں اور ان کو واپس بلائیں۔ دوسری بات میں یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ضرور کریں گے، پہلے بھی کی ہے اب بھی کریں گے کہ خواتین کو ہر صورت فنڈز ملنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: میں اس بارے میں خواتین کی پانچ رُکنی کمیٹی بنانا چاہتا ہوں۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): نہیں۔ جناب سپیکر! اس میں کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ، میں، رانا ثناء اللہ صاحب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب وزیر اعلیٰ سے میٹنگ کریں۔ یہ فنڈز وزیر اعلیٰ صاحب نے دینے ہیں، جب انہوں نے کہنا ہے کہ خواتین کو فنڈز دے دیں تو ان کو مل جائیں گے۔ وفاق میں وزیر اعظم صاحب نے کہا ہوا ہے کہ خواتین کو اتنے فنڈز ملیں اور ہر سال انہیں فنڈز مل رہے ہیں مگر پنجاب حکومت یہ فنڈز نہیں دے رہی۔ پچھلی حکومت نے بھی خواتین کو فنڈز دیئے تھے، یہ فنڈز دینے چاہئیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس میں اپنا role ادا کریں۔ ہم سب کو ایک ٹیم کی صورت میں، وفد کی صورت میں وزیر اعلیٰ صاحب سے مل کر ان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہئے کہ یہ فنڈز خواتین کو دیئے جانے چاہئیں۔ ہمیں کچھ ٹائم دے دیں۔ یہ وفد وزیر اعلیٰ صاحب کو ملے گا اور پھر اس ہاؤس میں رپورٹ پیش کرے گا۔

جناب سپیکر: آپ کتنے دِن لیں گے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): انشاء اللہ ہم آپ کو چار دِنوں کے بعد رپورٹ پیش کر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک راجہ صاحب نے بات کی ہے بالکل مجھے، راجہ صاحب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو وزیر اعلیٰ سے ملنے میں اور ان سے مطالبہ کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی ان سے کئی مرتبہ بات ہوئی ہے۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب خواتین کو فنڈز دینا چاہتے ہیں، ان کی یہ خواہش ہے کہ خواتین کو فنڈز دیئے جائیں۔ اب اس میں جو مشکل پیدا ہوتی ہے اس کے لئے میں نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ خواتین کی ایک کمیٹی بنا دیں، وزیر اعلیٰ سے ملنے کی بات تو تب ہے ناں جب وہ فنڈز دینا نہ چاہتے

ہوں، وہ تو فنڈز دینا چاہتے ہیں۔اس میں جو مسئلہ ہے اس کے لئے میں چاہتا ہوں کہ خواتین کی کمیٹی بنا دی جائے جو اس کا کوئی حل تجویز کرے۔ جیسے میری بہن محترمہ فوزیہ بہرام نے یہ بات کی ہے کہ میں نے loose election کیا اور اس کے بعد میں نے وہاں پر فنڈز دیئے۔ میرا حلقہ ہے اب جب ان کو فنڈز دیئے، انہوں نے سکیمیں identify کیں، اب انہوں نے loose کیا جو وہاں پر جیتا ہے اب اس کا پھر مسئلہ ہے وہ کہتے ہیں کہ میرا حلقہ ہے، یہ priority fix کرنا میرا right ہے، یہ جو problem آتا ہے اس کے حل کے لئے جیسے ساجدہ میر صاحبہ نے بات کی ہے اگر خواتین بیٹھ کر اس کا کوئی حل نکال لیں تو فنڈز دینے میں یا ان کے خرچ کرنے میں تو کسی کو کوئی انکار نہیں ہے۔اس میں مسئلہ یہ ہے کہ جب وہ کسی حلقے میں اپنی سکیموں کو identify کرتی ہیں تو وہاں پر گورنمنٹ کے لئے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ان کے groups بن جائیں گے اور کسی کام کے لئے مشترکہ طور پر دو دو، چار چار بہنیں مل کر کوئی اچھی سکیم دے دیں گی۔ان سے ایسے منصوبے لیں گے جن سے عوام کو اور خواتین کو بھی فائدہ پہنچے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل۔ جناب سپیکر! آپ نیلم جبار صاحبہ جو خواتین کی منسٹر ہیں ان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دیں وہ اس کی دو چار proposals discuss کریں۔اس کے function میں problem ہے اور اس میں کچھ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری بہن فوزیہ بہرام نے جو بات کی ہے کہ تذلیل کا پہلو، دیکھیں یہ فنڈز کا معاملہ ہے، یہ ڈویلپمنٹ سکیموں کا معاملہ ہے اسے دوسرے ممبران اور آپ کے ساتھ بات چیت سے resolve کیا جا سکتا ہے لیکن اس بات پر اپنا مؤقف دینا یا آپ کی کسی بات سے اختلاف کرنے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ میں سمجھوں یا آپ سمجھیں کہ اختلاف کرنے سے کسی کی تذلیل ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، میں بیٹھ کر اس کی کمیٹی بناؤں گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں ایک سیکنڈ کے لئے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! آپ کی بات سُن لی ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں explain کرنا چاہوں گی۔۔۔

جناب سپیکر: سارے ہاؤس کا ٹائم ہے۔ پلیز! آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! اپنی طرف سے کچھ صاحبان کو بھیجیں، ان بہنوں کو اندر لائیں اور ان بہنوں کو یہ بات بتا دی جائے کہ ہم بیٹھ کر اس پر کمیٹی بنا رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): نیلم جبار صاحبہ! آپ ذرا جا کر انہیں منا لائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں صرف یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ سب چاہتے ہیں کہ وہاں پر ڈویلپمنٹ سکیمیں بنیں۔ آج تک کسی کو اعتراض نہیں ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھیں۔ جی، رانا منور حسین صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! بے حد شکریہ

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میں پہلے کھڑی ہوئی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پہلے نہیں دیکھا، میں نے ابھی آپ کی طرف دیکھا ہے۔ یہ تھوڑی دیر پہلے کھڑے ہوئے تھے میں نے ان کو کہا تھا کہ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ میں آپ کو بھی floor دوں گا۔ ابھی تشریف رکھیں۔ جی، رانا منور حسین صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ دیہاتوں میں جو Rural Health Centres بنائے گئے تھے ان کو ختم کیا جا رہا ہے اور ان کی جگہ پر mobile centres بنائے جا رہے ہیں۔ ہمارا تعلق سرگودھا سے ہے، میرے اپنے گاؤں میں BHU ہے جس میں کم از کم تین سو مریض ہر روز آتے ہیں۔ میرے حلقے میں تقریباً تیرہ BHUs ہیں جہاں پر مریض آتے ہیں، ڈاکٹروں سے اپنی ادویات لیتے ہیں، ان سے ملتے ہیں اور ان کو اپنی تکالیف سے آگاہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہیلتھ کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): نہیں، وہ نہیں بیٹھے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! کل ہیلتھ کے لئے دِن مقرر ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اِس وقت لاء منسٹر صاحب موجود ہیں وہ اس پر information لے لیں کہ BHU centres کو کیوں ختم کیا جا رہا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: BHU centres کو ختم کیا جا رہا ہے؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جی، انہیں ختم کر کے موبائل سنٹر بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے سُن لیا ہے۔ محترمہ! اب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آئیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! خواتین کا جو مسئلہ یہاں پر چل رہا تھا میں اس پر صرف ایک بات کرنا چاہ رہی تھی۔

جناب سپیکر: میں نے اس سلسلے میں آپ کو گزارش کر دی ہے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میں یہی کہنا چاہ رہی ہوں، آپ میری بھی بات سُن لیں کہ روز ہماری خواتین یہاں پر کھڑے ہو کر احتجاج کرتی ہیں کہ فنڈز نہیں دیئے جاتے، ان کو اس قابل نہیں سمجھا جاتا اور ان کو مرد حضرات کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔ جس طرح ابھی رانا ثناء اللہ صاحب نے بتایا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب فنڈز تو دینا چاہتے ہیں اور وہ ضرور دینے چاہئیں۔ یہاں جو مسائل کھڑے ہو رہے ہیں خواتین کے فنڈز کے حوالے سے تو اس کے لئے میں خاص طور پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے جتنے بھی فنڈز ہیں اس کے لئے یہ کر دیا جائے کہ فوزیہ بہرام صاحبہ چونکہ ایک حلقہ رکھتی ہیں ان کے لئے نہیں، جو الیکشن جیت کر آئی ہیں ان کے لئے نہیں بلکہ جو خواتین reserved seats پر آئی ہیں ان کے فنڈز کو خصوصاً خواتین کے مسائل حل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ پورے پنجاب میں جہاں کہیں بھی ضرورت ہو۔ اس کا فیصلہ سارے لوگ بیٹھ کر کر لیں کہ وہ فنڈز صرف خواتین کی upgradation کے لئے استعمال ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لنگڑیال صاحب!

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ خواتین کا جو مسئلہ ہے، یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں ان کے تین سال تو گزر گئے اور آج تک یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ ان کو فنڈ دینے ہیں یا نہیں دینے؟ ابھی رانا صاحب فرما رہے تھے کہ ان کا حلقہ نہیں ہے۔ ان کا حلقہ اپنے ڈسٹرکٹ میں یقیناً ہے، ان کو اگر سارے پنجاب میں ڈال دیا جائے تو یہ کہاں کہاں کی سکیمیں دیں گی، یہ بے چاری پھنس جائیں گی۔ ہم اگر اپنے حلقے سے جیت کر آتے ہیں تو ہم بھی پنجاب اسمبلی کے ممبر ہوتے ہیں لیکن ہمارا ایک حلقہ ہے جہاں ہم نے funds دینے ہیں۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ خواتین کے funds کی جب بات آتی ہے تو کیا Opposition کے لوگوں پر بھی یہ criteria لاگو ہوتا ہے؟ ان کو بھی پچھلے تین سال سے funds نہیں دیئے گئے، کیا اس کے متعلق بھی رانا صاحب نے کوئی پالیسی بنائی ہے؟ میرے حلقے کے لوگوں کا کیا قصور ہے جہاں 30 فیصد کام ہو چکا ہے اور اب اس حلقے میں باقی funds روک لئے گئے ہیں۔ میں رانا صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی ان کی کوئی پالیسی ہے؟ مرکز میں یہ funds اپوزیشن کو اور خواتین کو برابر کے دیئے جا رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اس طرح کا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اتنے جوش و خروش سے خواتین سے سکیمیں مانگی ہی کیوں جاتی ہیں؟ ہر سال ہم سے سکیمیں مانگی جاتی ہیں، ہمارے دو دو ہفتے سکیمیں دینے میں ضائع ہوتے ہیں جس پر ہمارا قیمتی وقت خرچ ہوتا ہے---

جناب سپیکر: جو سکیمیں آپ دیتی ہوں گی وہ feasible نہیں ہوتی ہوں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں، ان سکیموں کے ساتھ پھر یہی کیا جاتا ہے، ہماری سکیمیں ختم کرنے کے لئے، ہمارے funds روکنے کے لئے اسی طرح کے بہانے بنائے جاتے ہیں اور یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ scheme feasible نہیں ہے یا پھر بالکل خاموشی اختیار کر لی جاتی ہے۔ آج وزیر قانون صاحب کی زبان سے وہ دلی جذبات آخر کار نکل گئے اور انہوں نے پوچھ لیا کہ ان کا حلقہ کون سا ہے؟ میں ان سے پوچھتی ہوں کہ کیا ان کو نہیں پتا کہ خواتین کا حلقہ پورا پنجاب ہے؟

جناب سپیکر!وزیر قانون اس قدر نابلد ہیں اور قانونی باتوں کو نہیں جانتے تو وہ استعفیٰ دے دیں۔جب انہیں خواتین کے rightsکا ہی نہیں پتا تو پھر وہ یہاں پر کیا کر رہے ہیں،جب انہیں یہی نہیں پتا کہ خواتین کا حلقہ کون سا ہے،جب انہیں یہی نہیں پتا کہ خواتین کے حقوق برابر کے ہیں،جب انہیں یہی نہیں پتا کہ membersاور parliament equal rights رکھتے ہیں تو پھر وہ یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟ان سے کہیں کہ یا تو وہ ایک Bill لے آئیں اور خواتین کے rights کو ختم کر دیں تاکہ تاریخ بھی گواہ رہے کہ ان کے یہ جذبات ہیں،سوچ ہے۔۔۔

جناب سپیکر:ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:خواتین کے متعلق جو ان کی سوچ ہے وہ منظر عام پر آئے اور تمام لوگوں کو پتا چل سکے کہ یہ کس قدر خواتین دوست لوگ ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ
ختم کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی اور شکریہ۔Welcome backآپ اطمینان رکھیں،جو باتیں یہاں سنی ہیں،جو باتیں یہاں پر ہوئیں انشاء اللہ اب بہتری کی امید ہے اور آپ بھی پوری طرح سے پُرامید رہیں۔ وزیر قانون صاحب!وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ Opposition کو ignoreکیوں کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ جو funds ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام):جناب والا!ہمیں رانا صاحب کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ ایسے نہ کیا کریں۔ایک معزز ممبر کے بارے میں آپ کے commentsاچھے نہیں ہیں۔انہوں نے آپ کو کتنی دفعہ کہا ہے،میرے لئے بہت قابل احترام ہیں،میری بہن ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام):رانا صاحب!ہمارے وہ ساتھی ہیں جو پانچ سال ہمارے ساتھ Opposition کے بنچوں پر protestکرتے رہے ہیں،انہیں تو اس بات کا اندازہ ہونا چاہئے کہ اگر کسی کو اس کا حق نہ دیا جائے تو اسے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! مجھے سبق سکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر:انہوں نے بات کر دی ہے،اب چھوڑ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا!میں نے جو struggle کی ہے وہ بھی مجھے پتا ہے اور development funds سے متعلق جو قانونی تقاضے ہیں وہ بھی مجھے پتا ہے، مجھے کسی کو سبق سکھانے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے ہر چیز کا علم ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ development funds کی جو اس وقت قانونی پوزیشن ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک discretion ہے اور یہ discretion گورنمنٹ کی ہے،وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہے۔Opposition کے بھائی اور بہنوں کو اگر کوئی شکایات ہیں تو یہ فرمائیں۔لنگڑیال صاحب نے بات کی ہے، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے بات کی ہے،یہ فرمائیں میں آج ہی وزیر اعلیٰ پنجاب سے ان کی meeting fix کروا دیتا ہوں۔یہ بتائیں کہ کس ٹائم یہ فارغ ہیں؟ Opposition کے سارے ممبران آ کر بات کریں اور ان سے اپنے جو معاملات ہیں ان سے متعلق بات کر لیں اور یہ طے کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب والا!یہ رانا صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب والا!پہلے تو یہ اپنے coalition partners بھیجیں،ان کی satisfaction ہو جائے، محترمہ صغیرہ اسلام نے اس بات کو lead کیا ہے، پہلے وزیر اعلیٰ سے ان کی تو ملاقات کروا دیں، ہماری بعد میں ہو گی۔

محترمہ آمنہ الفت:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:آپ کو بہت دفعہ پوائنٹ آف آرڈر دے چکا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!خواتین کے funds کا مسئلہ اور Opposition کے funds کا مسئلہ مختلف ہے۔میں اپنے Opposition کے بھائیوں کو اور بہنوں کو کل صبح 90 شاہراہ پر ناشتے کی دعوت دیتا ہوں یہ کل اِدھر ناشتا نہ کریں،اُدھر کریں ملاقات بھی ہو جائے گی اور ساری باتیں بھی ہو جائیں گی۔(قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! خدا آپ کا اقبال بلند کرے اور ہمارے لئے آپ ہی کافی ہیں، ہمیں 90 پر یا کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے، آپ اس House کے Custodian ہیں، ہمیں بطور Opposition جب بھی کوئی دکھ تکلیف ہوتی ہے تو ہم آپ کے پاس آتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے suggest کیا ہے، صوابدید تو آپ کی ہے اگر آپ نہیں جانا چاہتیں تو ٹھیک ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! خواتین کے funds کا مسئلہ حل کیا جائے ورنہ میں آج اس House سے walkout کروں گی۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے floor دیا۔ اگر حکومتی بنچوں نے یا وزیر اعلیٰ صاحب نے Opposition کو funds نہیں دینے تو مجھے تین سال سے Secretary Minority Rights اور Local Government کی طرف سے ایک letter آتا ہے کہ اپنی سکیمیں ہمیں بھجوادیں۔ براہ مہربانی وہ تو نہ بھجوایا کریں۔ میں اسی وقت بھاگ دوڑ کر کے ان کے estimates بنواتا ہوں اور علاقے کے لوگوں کو تسلی دیتا ہوں کہ اب آپ کے کام ہو جائیں گے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ عرصہ تین سال سے عوام کا اور میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ ہم تین سالوں سے estimates جمع کروا رہے ہیں لیکن ان پر progress zero ہوتی ہے۔ اگر انہوں نے ہمیں فنڈز نہیں دینے تو یہ letter بھی نہ بھیجا کریں ورنہ تمام Opposition Benches کے لوگ تحریک استحقاق لانے کے حقدار ہیں اور آپ مجھے اجازت دیں کہ تین سال سے میری اور میرے عوام کی جو تذلیل ہو رہی ہے اسمبلی میں تحریک استحقاق لاؤں؟

جناب سپیکر: جس بات پر آپ کی تحریک استحقاق آسکتی ہے لائیں، میں آپ کو کب مجبور کرتا ہوں؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو بہت minutes ملے ہیں، مجھے اب چلنے دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! خواتین کو funds نہ ملنے پر as a protest میں ایوان سے واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ادھر لابی میں تھا تو میں نے چند ایک باتیں سنی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ ایوان سے واک آؤٹ کر گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ جائیں اور محترمہ کو لے کر آئیں۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! آپ بھی جائیں اور فوزیہ بہرام صاحبہ کو واپس لے کر آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین(محترمہ صغیرہ اسلام): جناب والا! راجہ صاحب سے کہیں کہ وہ کھڑے ہو کر یقین دہانی کرائیں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب نے بتا دیا ہے۔ میں نے سن لیا ہے۔ اس House نے سن لیا ہے۔ چار دن کا ٹائم انہوں نے لیا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس وقت محترمہ ہاؤس میں نہیں تھیں اس لئے میں اپنے الفاظ دہرا دیتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم آپ کو ساتھ لے کر وزیر اعلیٰ صاحب کو ملیں گے اور ان سے یہ بھی گزارش کریں گے کہ جو اپوزیشن کی خواتین ہیں انہیں بھی فنڈز دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): اور ہمارے حکومتی benches پر جو معزز خواتین ہیں ان کے فنڈز بھی لے کر آئیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں لیکن آپ بار بار پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہی ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! یہاں پر فنڈز کی بات ہو رہی ہے، جیسے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قوانین میں ترامیم ہوتی رہتی ہیں اور جب ترامیم ہو جاتی ہیں تو پہلے قوانین بنانے والوں کو مورد الزام نہیں گردانا جا سکتا اور سوچ میں بھی سیاسی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ آج یہاں

پر coalition سے ہماری بہنوں نے ان سے فنڈز مانگے ہیں اور یہ ان کا حق ہے کیونکہ وہ مل کر حکومت کر رہے ہیں۔ اگر وہاں پر discrimination ہے تو ہم اس کو بھی اچھا نہیں سمجھتے اور ہم اپنی بہنوں کے حقوق مانگنے میں ان کے ساتھ ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جہاں تک اپوزیشن کے لئے فنڈز کی بات ہے اور یہ بات کی گئی ہے کہ خواتین ممبران کا حلقہ کون سا ہے اگر قانون کا مطالعہ کر لیا جائے تو سارا پنجاب ان کا حلقہ ہوتا ہے اور یہ جہاں چاہیں، جس جگہ چاہیں اپنے فنڈز استعمال کر سکتی ہیں لیکن اب بات تو فنڈز کی ہے۔ اپوزیشن کے لوگ تین سال سے پنجاب کا مشاہدہ کر رہے ہیں جہاں فنڈز دیئے جا رہے ہیں وہاں بھی خاک اور دھول اڑ رہی ہے اور جہاں نہیں فنڈز دیئے گئے حلقوں کی نسبت وہاں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں یہاں پر اپنی رائے دینا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر legislators کے طور پر آتے ہیں، اس دفعہ حکومت یہ lead لے کہ یہاں پر جتنے بھی legislators ہیں ان کا گلی، نالی کی ڈویلپمنٹ میں کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہئے بلکہ یہ لوکل گورنمنٹ کا کام ہونا چاہئے اور یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کرے۔ ہمارا کام صرف قانون سازی کرنا ہے اور آپ ایک کروڑ روپے کے ساتھ سال میں پچاس گاؤں میں کیا کر سکتے ہیں؟ Women empowerment کے لئے سپیشل فنڈز ہونے چاہئیں اور وہ تمام legislators خواتین کو دیئے جانے چاہئیں لیکن rest of the legislators خواہ وہ اپوزیشن benches سے ہیں یا حکومتی benches سے ان کا سوائے قانون سازی کے ڈویلپمنٹ کے ساتھ کوئی کام نہیں ہے اس لئے ہماری اپنی سوچ کے مطابق فنڈز کے حساب سے ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ پیسا تو ان کے پاس ہے کوئی نہیں اور اس وقت صوبے کی بہت بُری حالت ہے، یہ ڈویلپمنٹ کا لالی پاپ دے کر ممبروں کو اپنے پیچھے کیوں لگا رہے ہیں، ان کو کوئی فنڈز مل رہے ہیں اور نہ ہی اس سال ملنے ہیں چونکہ سارا صوبہ deficit میں جا رہا ہے۔ آپ معاشی طور پر ایک تباہ حال صوبے سے کیا demand کر سکتے ہیں؟ اس لئے میری استدعا ہے کہ ڈویلپمنٹ کا کام چھوڑا جائے یہ ہمارا نہیں بلکہ ضلعی حکومت کا کام ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): لہذا ڈسٹرکٹ حکومت کے اداروں کو بحال کیا جائے یا نئے الیکشن کروائے جائیں اور ان کے ذریعے ہی ڈویلپمنٹ کرائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے، چودھری صاحب! ایسے نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: No point of order اب مجھے بولنے دیں۔ ملک فیاض احمد مجلس قائمہ برائے محنت و انسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دینا چاہتا ہوں لیکن اس سے پیشتر میرے خیال میں مجھے تحاریک استحقاق نمٹا لینے دیں اس کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ تحریک استحقاق نمبر 2 چودھری شاہد انجم صاحب کی طرف سے ہے۔

ایکسیئن انہار بہاولنگر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب روّیہ

چودھری شاہد انجم: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرا حلقہ پی پی۔284 ضلع بہاولنگر مکمل طور پر ایک زرعی حلقہ ہے اور وہاں زراعت کا سارا دارومدار نہری پانی پر ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ اریگیشن کا پورا عملہ بیلدار سے لے کر ایکسیئن تک سب کرپٹ ہے اور وہ پیسے لے کر پانی چوری کرواتے ہیں جس سے جو لوگ tail پر واقع ہیں ان تک پانی نہیں پہنچتا اور ان کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ وہ غریب اور متاثرہ کاشتکار بار بار میرے پاس آئے کہ محکمہ اریگیشن کا عملہ اور افسران ہمارے ساتھ یہ ظلم کر رہے ہیں اور اب پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہماری فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ میں نے حق نمائندگی ادا کرتے ہوئے ایکسیئن کو ٹیلی فون کر کے tail end والے کسانوں کے مسائل بتائے اور کہا کہ آپ اپنے عملے کو کنٹرول کریں اور آئندہ یہ پانی کی چوری بند کروا دیں تاکہ اصل حقداروں کو بھی نہری پانی مل سکے لیکن میری بات کرنے کے باوجود پانی کی چوری نہ رکی اور کسانوں کی مسلسل شکایات آتی رہیں۔ آخر کار مورخہ 26۔دسمبر 2010 کو میں نے دن دہاڑے پانی چوری کراتے ہوئے اریگیشن کے ملازم کو موقع پر پکڑا اور ایکسیئن کو فون کر کے کہا کہ آپ خود تشریف لائیں اور دیکھیں کہ آپ کا عملہ دن دہاڑے پانی کیسے چوری کروا رہا ہے۔ میری اتنی بات کرنی تھی کہ ایکسیئن آغا احسان اللہ آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے انتہائی بدتمیزی کرتے ہوئے کہا کہ کیا آپ نے کرپشن اور پانی چوری روکنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے؟ کیا آپ نے ضلع کے باقی دفاتر میں کرپشن ختم کروا لی ہے کہ ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں؟ یہ کام ہوتا رہے گا، آپ جہاں مرضی جائیں اور میری شکایت کریں۔ ایکسیئن جو صوبے کی طرف سے ضلع کے معاملات چلانے اور اسے کنٹرول کرنے کے لئے تعینات کیا گیا ہے اس کی اس طرح چوری اور پھر سینہ زوری مناسب نہیں ہے بلکہ اس نے مجھ سے جو روّیہ اپنایا ہے وہ بھی غیر مہذب تھا جس سے بطور منتخب

نمائندہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کرتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب تو موصول ہو گیا ہے لیکن جواب میں counter allegation ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جواب پڑھنے سے پہلے چودھری شاہد انجم صاحب سے اس بارے میں تھوڑی سی بات کر لوں اور اسے سیکرٹری level پر inquire کر لوں لہذا آپ اسے جمعہ تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق جمعہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق سردار کامل گجر صاحب کی ہے۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ریجنل پوسٹ آفس سرگودھا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب روّیہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (سردار کامل گجر): میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 10۔ دسمبر 2010 کو اپنے حلقہ کے چند مفاد عامہ کے حوالے سے ضروری کام کے سلسلے میں اللہ بخش ساجد ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ریجنل پوسٹ آفس سرگودھا کے پاس گیا۔ میں ابھی اپنا تعارف کروا ہی رہا تھا کہ موصوف کو کسی کا فون آ گیا اور وہ تقریباً پندرہ منٹ اس کا فون سننے میں مصروف رہا۔ جیسے ہی موصوف آفیسر فون سننے سے فارغ ہوئے تو میں نے اپنے حلقہ کے بارے میں چند ضروری کاموں کے سلسلے میں گزارشات عرض کیں ابھی میں بیان ہی کر رہا تھا کہ انہوں نے کہا کہ جناب! مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں آپ میرے دفتر سے باہر چلے جائیں۔ ابھی میرے پاس ٹائم نہیں ہے میں نے اس پر عرض کیا کہ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں اور لوگوں کے مسائل لے کر آنا اور ان کے حل کے لئے کوشش کرنا میرا فرض ہے اور آپ کا بحیثیت ایک آفیسر مسئلے کو حل کرنا فرائض منصبی میں شامل ہے اس لئے آپ پر لازم ہے کہ آپ میری بات سنیں۔ اس پر پھر دوبارہ آفیسر موصوف نے کہا کہ آپ میرے دفتر سے باہر چلے جائیں۔

جناب والا ایک سرکاری آفیسر کا ایک منتخب عوامی نمائندے کی بات نہ سننے اور آفس سے باہر جانے کا کہنے پر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! تحریک استحقاق نمبر 3 کا جواب آپ کے پاس ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (سردار کامل گجر): شکریہ

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: ملک فیاض احمد صاحب مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون گھریلو ملازمات کا تحفظ مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک فیاض احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The In House Working Women Protection Bill, 2010(Bill No.12 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The In House Working Women Protection Bill, 2010(Bill No.12 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The In House Working Women Protection Bill, 2010(Bill No.12 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ، ایم پی اے کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ، ایم پی اے کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ، ایم پی اے کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر915/10 ہے۔ جی،وزیر قانون صاحب!

پنجاب پولیس کے تعمیر و مرمت کے منصوبوں میں کروڑوں روپے خُورد بُرد ہونے کا انکشاف

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار نمبر915 ہے۔اس میں ایک مقامی اخبار کی خبر مورخہ 11۔دسمبر2010 پر rely کیا گیا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ کروڑوں روپے کے funds کی پولیس کے مختلف projects میں خورد بُرد ہوئی ہے۔ محکمہ پولیس سے اس کا جواب منگوایا گیا جس کے مطابق prima facie یہ allegations درست معلوم ہوتے ہیں۔اس میں C&W concerned department ہے لہذا میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک میٹنگ متعلقہ C&W اور انٹی کرپشن کے حکام کے ساتھ کر لوں تاکہ صورتحال واضح ہو سکے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ آپ اس تحریک کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:تو یہ تحریک التوائے کار 24 جنوری تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر988/10 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے،یہ بھی pending کی گئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر994/2010، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔

پنجاب حکومت کے ڈپٹی،ایڈیشنل سیکرٹری اور پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی و ایڈیشنل سیکرٹری کو سرکاری رہائش کی الاٹمنٹ پالیسی میں تفاوت

محترمہ زوبیہ رباب ملک:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی جاری کردہ الاٹمنٹ پالیسی برائے سرکاری رہائش کے حالیہ

(Appendix-VI) کے تحت پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کے ایڈیشنل سیکرٹری سکیل 19اور ڈپٹی سیکرٹری سکیل 18 کے دو مختلف عہدوں کے لئے ایک جیسی سرکاری رہائش یعنی (C-type) گھر کی entitlement دی گئی ہے جبکہ صوبائی حکومت کے ایڈیشنل سیکرٹری سکیل 19 کو A-type) (residenceاور ڈپٹی سیکرٹری کو (B-type) گھر دیا جاتا ہے حالانکہ ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری پنجاب اسمبلی اور سول سیکرٹریٹ کے سکیل اور حیثیت ایک جیسی ہونے کے باوجود محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کی entitlement for allotment میں یہ discrimination پائی جاتی ہے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل (i)25 کی صریحاً خلاف ورزی ہے لہذا اس discrimination کو ختم کرتے ہوئے اسمبلی کے ایڈیشنل سیکرٹری کو بھی (A-type) جبکہ ڈپٹی سیکرٹری کو (B-type) گھر الاٹ کرنے کے لئے entitlement for allotment کے اس غیر منصفانہ سلوک کو فوری طور پر ختم کرتے ہوئے پالیسی میں ترمیم کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کی allotment policy حکومت پنجاب کے پول پر موجود سرکاری گھروں کی allotment کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے ساتھ جاری کی گئی ہے۔اس وقت Allotment Policy 2009 کے مطابق عملدرآمد ہو رہا ہے۔اس کے مطابق تین محکموں کے ملازمین سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائیکورٹ اور پنجاب اسمبلی سرکاری رہائش گاہیں allot کرانے کے مجاز ہیں۔ موجودہ Allotment Policy 2009 کے مطابق سرکاری گھروں کی اہلیت کو pay scale سے تبدیل کر کے عہدہ، ذمہ داری اور حیثیت کے مطابق کر دیا گیا ہے تاکہ حکومت اپنی محدود رہائش کی سہولتوں کو مزید کارآمد بنا سکے۔اس کے مطابق ایڈیشنل سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری پنجاب اسمبلی، ڈپٹی رجسٹرار لاہور ہائیکورٹ اور حکومت پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری جو pay scale 18 and 19 کے افسران ہیں کو (C-category) کی رہائش گاہوں کا اہل قرار دیا گیا ہے جبکہ اس سے قبل ڈپٹی سیکرٹری حکومت پنجاب اور گریڈ 19 کے افسران (B-category) کی رہائش گاہوں کے اہل تھے۔اسی طرح ایڈیشنل سیکرٹری حکومت پنجاب، ایڈیشنل رجسٹرار لاہور ہائیکورٹ جو کہ (A-category) کی رہائش گاہوں کے اہل تھے انہیں (B-category) کی رہائش گاہوں کا حق دار قرار دیا گیا ہے جو کہ اب ایک درجہ نیچے کے اہل قرار دیئے گئے ہیں مگر اب بھی ایڈیشنل سیکرٹری حکومت پنجاب (A-category) کی allotment کے

حق دار ہیں۔اس وقت حکومت پنجاب کے پول میں صرف چار رہائش گاہیں(A-category) جی او آر۔II میں موجود ہیں جو کہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔اس طرح ان افسران کو ایک درجہ نیچے کی رہائش گاہیں بھی allot کی جاتی ہیں۔ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری پنجاب اسمبلی ایک ادارہ کے عہدیدار ہیں جن کا تمام تر دور ملازمت ایک ہی جگہ اور ایک ہی شہر میں گزرتا ہے نیز ان کے سکیل و دیگر مراعات بھی سول آفیسرز سے زیادہ ہیں جبکہ ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری حکومت پنجاب مقابلہ کے امتحان سے منتخب ہونے کے بعد ضروری تربیت ، سنیارٹی و ترقی کے مراحل طے کرتے ہوئے ان عہدوں تک پہنچتے ہیں۔ان کا تبادلہ لاہور سے باہر اور دیگر صوبوں میں ہوتا رہتا ہے اور ان افسران کو لاہور میں عارضی تعیناتی کے دوران گھروں کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔اس طرح حکومت پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری کو پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری کے برابر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ کافی detail سے جواب آگیا ہے اور اس میں paucity of homes کا بھی ذکر ہو گیا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! یہ پنجاب اسمبلی کے ان ملازمین کا issue ہے جو کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! یہ کسی specific ملازم کی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو overall ایک پالیسی ہے اور اس کو وزیر قانون صاحب نے explain بھی کر دیا ہے۔جب مزید گھر بنیں گے تو پھر اس کو دیکھ لیں گے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! اگر overall policy کو دیکھیں تو اس میں بھی بہت فرق ہے۔اس پالیسی کو تمام ملازمین کے لئے equal ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے explain کر دیا ہے کہ already ان کو بھی downgrade کر دیا گیا ہے کیونکہ گھر موجود نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ اس کو مزید press نہ کریں۔اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1003/10 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔یہ move ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending ہے لیکن اس وقت وہ خود موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے

کارنمبر 19/2011، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کی ہے یہ آج کے لئے pending کی گئی تھی۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ اس وقت House میں موجود نہیں ہیں اس لئے ان کی تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 20/2011 بھی محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کی ہے یہ بھی آج تک کے لئے pending کی گئی تھی، وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک بھی کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 21/2011 محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی طرف سے ہے۔یہ بھی آج تک کے لئے pending کی گئی تھی، یہ move ہو چکی ہے۔جی، وزیر قانون صاحب!

لاہور ضلعی حکومت کے عملہ کی ملی بھگت سے مضر صحت پتی کی سرِعام فروخت

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 21 کا جواب آ گیا ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کا فوڈ اسکاڈ چائے کی پتی میں ملاوٹ کے خلاف متحرک ہے اور اس کے خلاف سپیشل ریڈز کر کے مضر صحت چائے کی پتی کو قبضہ میں لیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ sample بھی لئے جاتے ہیں اور ان کو فوڈ لیبارٹری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں برائے تجزیہ بھیج دیا جاتا ہے۔sample فیل ہونے کی صورت میں کیس تیار کر کے متعلقہ عدالتوں میں برائے قانونی کارروائی ارسال کر دیئے جاتے ہیں اور مضر صحت چائے کی پتی کو قبضہ میں لیا جاتا ہے اور جو sample پاس ہوں وہ عدالت کی طرف سے سپرداری کے احکام پر واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ چائے کی پتی کو غائب کر کے فروخت کرنے کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اہلکار اس میں ملوث ہے۔ سال 2010 میں شہر کے مختلف علاقوں ہر بنس پورہ، گلشن پارک، فتح گڑھ، دہلی گیٹ، شالیمار ٹاؤن، محلہ شاہ گوہر اور نکلسن روڈ میں سپیشل ریڈز کر کے 2131 کلو مضر صحت چائے کی پتی قبضہ میں لی گئی۔اس کے علاوہ روزانہ sample کی بنیاد پر مختلف ہوٹلوں اور پتی کے کاروباری مراکز سے 342 چائے کی پتی کے نمونہ جات حاصل کئے گئے جن میں سے 42 نمونہ جات فیل ہوئے اور 300 نمونہ جات پاس ہوئے۔ فیل شدہ نمونہ جات کے کیس تیار کر کے قانونی کارروائی کے لئے متعلقہ عدالتوں کو بھیج دیئے گئے اور اس مجرمانہ کاروبار کے خلاف محکمہ ہذا پوری طرح سے متحرک اور چوکس ہے اور فوڈ آرڈیننس 2007 کے تحت مسلسل کارروائی کرتا رہتا ہے۔اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس میں فوڈ انسپکٹر کے involve ہونے کی بات کی تو مجھے سمجھ نہیں آئی۔ اس میں کسی محکمے کی involvement تو show نہیں ہو رہی اور اس طرح تو آپ overall ایک کارروائی کر رہے ہیں۔ It is dispose of۔ تحریک التوائے کار نمبر 23/2011۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، سیدہ ماجدہ زیدی اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔ یہ تحریک move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے اس کا جواب pending تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک 24۔جنوری تک pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 25/2011 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ سمیل کامران، محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے ہے یہ تحریک بھی move ہو چکی تھی اور آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

دریائے راوی میں زہریلا پانی آنے سے ہزاروں ٹن مچھلی ہلاک نیز مردہ مچھلی کی شہروں میں سرِعام فروخت جاری

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اخباری خبر کے حوالہ سے مردہ اور زہریلی مچھلی کو شہروں میں فروخت کرنے کا معاملہ محکمہ ماحولیات پنجاب سے متعلق نہ ہے تاہم محکمہ ماحولیات کے انسپکٹروں نے مورخہ 11-01-15 کو دریائے راوی بمقام ہیڈ بلوکی اور سید والا کا موقع ملاحظہ کیا اور ان کو دریا میں کوئی مردہ حالت میں تیرتی ہوئی مچھلی نہ ملی۔ محکمہ فشریز پنجاب سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق مچھلی کے مرنے کا واقعہ حقیقت پر مبنی نہ ہے اور مذکورہ اخبار کی رپورٹ بلا تحقیق ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بھل صفائی کے لئے نہروں کی سالانہ بندش وسط دسمبر تا وسط جنوری کی وجہ سے دریائے راوی میں وافر مقدار میں پانی نہیں ہوتا اور کم پانی کی وجہ سے دریائے راوی میں داخل ہونے والے شہری اور صنعتی گندے پانی سے ہونے والی آلودگی میں اضافہ ہو جاتا ہے جس سے مچھلیاں اور دیگر آبی حیات متاثر ہو سکتی ہے۔ دریائے راوی میں اب بھی آلودگی کی روک تھام کے لئے محکمہ ماحولیات نے پاکستان کے تحفظ ماحول کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت ضلع لاہور میں آبی آلودگی

کا باعث بننے والے 106 یونٹوں بشمول فیکٹریوں، ہسپتالوں، ہاؤسنگ کالونیوں کے خلاف کارروائی کی اور ان کو Environmental Protection Order جاری کئے کہ وہ آلودہ پانی کو National Environmental Quality Standards کے مطابق treat کریں۔65 یونٹوں کے خلاف کیس ماحولیاتی ٹربیونلز میں دائر کئے گئے۔ ٹربیونلز نے 22 یونٹوں کو جرمانے کئے اور بقیہ یونٹوں کے خلاف مقدمات ابھی زیر سماعت ہیں۔ محکمہ ماحولیات کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے والے مزید یونٹوں کے خلاف کیس ٹربیونلز میں دائر کروا دیئے گئے ہیں۔ محکمہ ہذا کی کوششوں سے اب تک لاہور میں 26 فیکٹریوں نے اپنا آلودہ پانی صاف کرنے کے لئے Treatment Plant لگا دیئے ہیں۔مزید برآں محکمہ ہذا نے متعلقہ اداروں / محکموں کو Waste Water Treatment Plants نصب کرنے کے لئے پہلے ہی ہدایات جاری کی ہوئی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب تو no doubt بہت detail سے آگیا ہے لیکن میں محترم لاء منسٹر کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ جہاں تک انہوں نے بھل صفائی کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے specifically بتایا ہے کہ وسط دسمبر سے وسط جنوری تک بھل صفائی ہوتی ہے تو روزانہ نہر سے میرا گزر ہوتا ہے وہاں پر بھل صفائی نام کی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس تحریک کے اندر بھل صفائی کا کوئی ذکر نہیں ہے اس پر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیجئے گا۔ انہوں نے مچھلی کے حوالے سے بڑی clear بات کر دی ہے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے اس کے بعد ملک سیف الملوک کھوکھر کی تحریک التوائے کار نمبر 2011/27 ہے یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

ہنجروال لاہور میں حضرت گلاب شاہ رحمتہ اللہ علیہ مسجد کی ناقص تعمیر

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! عدالت عالیہ نے مورخہ 5۔اگست 2009 کو جامع مسجد گلاب شاہ والی جوہر ٹاؤن لاہور کے حوالے سے فیصلہ دیا کہ چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب اپنے اختیارات شق 7 کو استعمال کرتے ہوئے جامع مسجد گلاب شاہ والی کی قیمتی زمین کو فوری طور پر 15 دن کے اندر اپنی تحویل میں لے اور ایل ڈی اے اور ای ڈی او (آر) بھرپور معاونت کرتے ہوئے زمین کا قبضہ محکمے کو دلائے۔ اسلامک ویلفیئر سوسائٹی لاہور مبلغ ایک کروڑ 12 لاکھ 17 ہزار 142 روپے

کے عطیے سے مسجد تعمیر کروائے جس کا نام جامع مسجد گلاب شاہ والی ہی ہوگا۔ نیز چیف ایڈ منسٹریٹر اوقاف اسلامک ویلفیئر سوسائٹی کے نمائندگان اور ملحقہ گاؤں کے کچھ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے جو مسجد کی تعمیر اور یہ کام ایک سال کی مدت کے اندر مکمل کروائے۔ عدالت عالیہ کے فیصلے کی روشنی میں محکمہ اوقاف نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری A/09 SOP-125 بمطابق 12۔اگست 2009 کو جامع مسجد گلاب شاہ والی لاہور کا قبضہ لیا اور پھر نئی مسجد کی تعمیر کے لئے اسلامک ویلفیئر سوسائٹی لاہور کے ممبران اور اہل علاقہ پر مشتمل 7 رکنی کمیٹی مورخہ 16۔دسمبر 2009 کو تشکیل دی۔ میٹنگ میں یہ طے پایا کہ نقشہ امور مذہبیہ کمیٹی گلاب شاہ والی، لاہور تیار کروائے گی اور مسجد کی تعمیر بھی وہی کمیٹی کروائے گی۔ تاہم تعمیرات کی نگرانی ایکسیئن محکمہ اوقاف خود کریں گے۔ فیصلے کی روشنی میں امور مذہبی کمیٹی جامع مسجد گلاب شاہ والی، لاہور نے مسجد کا نقشہ بنوایا اور محکمہ اوقاف کو بھیجا۔ نقشہ محکمہ اوقاف کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ نقشہ موصول ہونے کے بعد جامع مسجد شاہ والی جوہر ٹاؤن، لاہور کا سنگ بنیاد سابقہ سیکرٹری محکمہ مذہبی امور و چیف ایڈ منسٹریٹر اوقاف پنجاب لاہور نے مورخہ 13۔مئی 2010 کو رکھا۔ اس موقع پر محکمہ اوقاف کے سینئر افسران اور کمیٹی و عوام الناس کی کثیر تعداد نے مسجد کی سنگ بنیاد کی تقریب میں شرکت کی۔ مسجد کا نقشہ ایل ڈی اے سے منظور نہ کرایا گیا تو اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن بتاریخ 24۔جون 1998 اور انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 سنٹر بورڈ آف ریونیو کے مطابق اپنی purchased جگہ میں تعمیرات کے لئے کسی دوسری ایجنسی کی منظوری لینے سے مستثنیٰ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوکھر صاحب! آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ ایک پرائیویٹ آدمی نے یہ زمین وقف کی تھی اور اُسی جگہ کے اوپر ایل ڈی اے نے پلاٹ نمبر لگا دیئے تھے حالانکہ یہ جگہ تو مسجد کی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو ساری بات ہو گئی ہے آپ نے تو ناقص مٹیریل کی شکایت کی ہے۔ رانا صاحب! یہ ایک مسجد کا مسئلہ ہے اور اس حوالے سے اتنا serious قسم کا allegation آرہا ہے وہ پیسا بھی لوگوں نے جمع کر کے دیا اور اس مسجد کی جگہ بھی وقف کی گئی تو اگر آپ متعلقہ افسروں کو بلا لیں اور ان کو بٹھا کر اس پر بات ہو جائے تو میرے خیال میں یہ ایک اچھی بات ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مسجد کی تعمیر کی نگرانی وہاں کے لوکل لوگوں کے نمائندوں کے اوپر مشتمل کمیٹی کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اُن کی آپس میں کوئی tussle ہو، کچھ لوگ اُس کمیٹی میں ہوں اور کچھ لوگ اُس کمیٹی میں آنا چاہتے ہوں ویسے ان کو بلا لیتے ہیں۔ میرا

خیال ہے کہ وہاں کے مقامی لوگ جو اس مسجد کی تعمیر کا خیال رکھ رہے ہیں اُس کمیٹی کے ممبران اور ملک صاحب کو بٹھا دیتے ہیں تو اس مسئلے کو resolve کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! ٹھیک ہے؟

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 33/2011 جناب اعجاز احمد کاہلوں کی طرف سے ہے یہ تحریک بھی move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

سرگودھا جنرل بس سٹینڈ پر سکیورٹی کے ناکافی انتظامات کی وجہ سے دہشتگردی کے خدشات میں اضافہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 33/2011 کا جواب اس طرح ہے کہ ضلع سرگودھا میں سکیورٹی کے سخت انتظامات ہیں بالخصوص بس سٹینڈ، ریلوے سٹیشن، ہسپتال اور دیگر اہم مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات انتہائی سخت ہیں۔ جنرل بس سٹینڈ سرگودھا پر سکیورٹی alert ہے جہاں پر ہر وقت باوردی اور سول پارچہ جات میں ملازمین موجود رہتے ہیں اور مؤثر گشت کا نظام بھی موجود ہے۔ ضلع ہذا کا اپنا سکیورٹی پلان ہے اور اس کے مطابق ان جگہوں کو حساس قرار دے کر سکیورٹی کے انتظامات پہلے ہی سخت کئے گئے ہیں اور عوام الناس کے جان و مال کے تحفظ کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے گئے ہیں ضلع ہذا کی عوام کسی قسم کے خوف و ہراس، عدم تحفظ یا بے چینی کا شکار نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ جرائم صرف بے روزگاری کی وجہ سے بڑھ رہے ہیں اور بنک ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ آپ ابھی survey کروا لیں کہ لاری اڈے کے بالکل ساتھ ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ پولیس کا کنٹرول ہے یا جرائم پر کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے صحیح لائحہ عمل بنایا جائے تاکہ بے روزگاری کم ہو اور نشہ آور لوگوں سے بچا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جو جواب دیا گیا ہے وہ سب کچھ دیکھ کر ہی دیا ہے۔ اگر کوئی کمی ہے تو آپ کے point out کرنے کے بعد وہ اس کو بھی دور کریں گے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 48/2011 ہے، یہ pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 45/2001 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا ووکیشنل سنٹر نمبر 2 لاہور محکمانہ عدم دلچسپی کی وجہ سے بند ہونے سے طالبعلموں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 10۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا ووکیشنل سنٹر نمبر 2 گزشتہ دو سال سے عملاً بند پڑا ہے۔ ٹیوٹا کی طرف سے ٹیچرز سنٹر میں آتی ہیں لیکن بیورو کی جانب سے ووکیشنل ٹریننگ کے لئے کوئی میٹریل نہیں دیا جاتا۔ بچے سنٹر میں آتے ہیں اور فارغ بیٹھ کر واپس چلے جاتے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق متعلقہ ڈائریکٹر جنرل کا کہنا ہے کہ جب ٹیوٹا اور چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے مابین Memo of Understanding پر دستخط نہیں ہوتے۔ سنٹر کو ایک سوئی بھی نہیں دی جائے گی۔ اس صورتحال کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اس پر کوئی کچھ کہنے کے لئے تیار نہیں۔ نتیجتاً بچوں کی تربیت کا اہم ادارہ بے کار پڑا ہے۔ بچے اور ٹیچر ایک دوسرے کو پریشانی سے دیکھتے ہیں اور وہ فارغ بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ اس صورتحال سے عوام میں شدید ردعمل پایا جاتا ہے۔ مسئلہ ایک عوامی اہمیت کا حامل ہے اور اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو 24-جنوری 2011 تک pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 2011/46 چودھری ظہیر الدین خان صاحب، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے جتنی بھی تحاریک التوائے کار پہلے پڑھی ہیں اور آج بھی پڑھ دوں گا لیکن ان کے جوابات تو آتے نہیں اس لئے بہتر تو ہے کہ ہم پیش ہی نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ جواب تو سب کے آتے ہیں۔ یہ نہ کہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ چیک کر لیں، میں آپ کو نمبر فراہم کر دوں گا۔ ان کے جوابات یا تو pending ہیں یا آ ہی نہیں رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! انھوں نے بات کی ہے، آپ specifically ان کی تحاریک کے جوابات کو دیکھ لیں۔ میں اپنے staff کو بھی کہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ specifically نمبر بتا دیں کہ کن تحاریک کے جوابات بروقت نہیں آئے۔ آپ آج بھی دیکھ لیں تقریباً 75 فیصد تحاریک کے جوابات آ گئے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں ان کے نمبر آپ کو دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بالکل دیں۔ میں ان کو خود دیکھوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ان کو اتنا اعتراض ہے تو ان کو نمبر زبانی یاد ہونے چاہئیں۔ یہ فرما دیں، میں ابھی چیک کر لیتا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پانچ سات اکٹھی ہیں، میں ان کے نمبر آپ کو مہیا کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اب آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔ جی، چیمہ صاحب!

ضلع مظفر گڑھ کے متعدد گاؤں میں وٹرنری ڈاکٹروں کی عدم دلچسپی کی بناء پر جانور منہ کھر کی بیماری میں مبتلا اور ہلاک

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 11-جنوری 2011 کی خبر کے مطابق ضلع مظفر گڑھ میں سلطان پورہ نواحی بستی فیض آباد، کوٹلہ افغان، کوٹلہ مہر علی، موضع گھری، بستی مصطفیٰ آباد، نبی پور، ارلہ، موضع مسن کوٹ بھوا میں جانوروں کو منہ کھر کی بیماری نے لپیٹ لیا جس سے بے شمار قیمتی جانور ہلاک ہو رہے ہیں۔ مویشی پالنے والوں کا کہنا ہے کہ ہمارے چھوٹے جانوروں کو منہ کھر جیسے موذی امراض نے نگل لیا۔ وہاں کے مقامی لوگوں نے بتایا کہ وٹرنری ڈاکٹروں کی طرف سے بیماری کے بچاؤ کے لئے ادویات ملتیں تو فوری طور پر جانوروں کو بچایا جا سکتا تھا۔ مویشی پال عوامی حلقوں نے محکمہ لائیو سٹاک سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ متاثرہ علاقوں میں فوری طور پر موبائل ٹیمیں بھیج کر مزید نقصان سے بچایا جائے۔ اس خبر سے اہل علاقہ میں بالعموم اور مویشی پال حضرات میں بالخصوص اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو 24-جنوری 2011 تک pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 2011/51 محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ اور جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

زرعی قرضے میں مسلسل اضافہ سے حکومت اور کسانوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر روزنامہ کی حالیہ اشاعت میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ صرف زرعی قرض 300

بلین روپے تک پہنچ چکا ہے جس پر 3.75 بلین ماہانہ یعنی 45 بلین روپے سالانہ سروس کاسٹ آتی ہے جو یقیناً نہ صرف خزانے پر ناقابل برداشت بوجھ ہے بلکہ صوبہ پنجاب کے کسانوں کو درپیش مشکلات میں اضافے کا بھی سبب ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب کی زرعی معیشت میں فوری اصلاحات کی جائیں اور اسلامی نظام بیع سلم ہی اس کا واحد، مؤثر اور فوری حل ہے۔ اس نظام سے نہ صرف اس صوبہ کی معیشت میں انقلابی تبدیلی آئے گی بلکہ آئین پاکستان اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے حوالے سے سودی نظام کے خاتمے میں بھی مدد ملے گی۔ اس نظام کے متعارف کرانے سے آڑھتیوں کے استحصال کا خاتمہ ہوگا۔ غیر قانونی ذخیرہ اندوزی اور مصنوعی قلت کا خاتمہ ہوگا۔ خوردنی اجناس کی افراط و تفریط کو کنٹرول کیا جا سکے گا۔ حکومت کو عُشر کی مد میں کروڑوں روپے کا حصول ہوگا۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ میں غربت اور خوراک کی قلت کے خاتمے میں مدد ملے گی۔ اس نظام سے سود سے پاک معیشت کی جانب پہلا قدم ہوگا جو قائداعظم کے تصور اور رباء کے خلاف آئین کی شقوں کے عین مطابق ہوگا۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے حمیراصاحبہ اور لغاری صاحب کی کل سیکرٹری زراعت سے ملاقات کرائی تھی۔ اس detailed discussion کے بعد پنجاب کی سطح پر کوئی پیش رفت ممکن ہوئی تو کریں گے، باقی سردست اس کا جواب آ چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس پر مزید کچھ چاہتے ہیں کہ ان کی ملاقات ہوئی تھی، کیا اسے pending کر لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں conceding جواب ہے، وہ میں پڑھ دیتا ہوں اس کے بعد ان کی جو بات ہوگی اس کے مطابق اسے آگے بڑھائیں گے۔ زرعی قرضوں کی پالیسی بنانا حکومت پنجاب، محکمہ زراعت کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا بلکہ یہ وفاق کی ذمہ داری ہے۔ حکومت پنجاب اس بات پر متفق ہے کہ وفاقی حکومت اسلامی اصولوں کے فروغ کے لئے اسلامی زرعی نظام مشارقہ اور مضاربہ متعارف کرائے تاکہ غریب کسانوں کو آڑھتیوں اور ایجنٹوں کے بنائے گئے ظالمانہ قرضوں کے سودی نظام سے نجات حاصل کر کے ملک اور صوبے کی ترقی میں اپنا

مؤثر کردار ادا کر سکے، محرک یہی چاہتے ہیں۔اس معاملے میں اور دیگر ایسے تمام معاملات میں جن سے غریب کاشتکاروں کی فلاح و بہبود مقصود ہو حکومت پنجاب اپنا بھرپور تعاون کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ point بڑا اہم ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے جیسے یہ جواب ہے اور انھوں نے جو suggestion دی ہے اس سے محکمہ زراعت حکومت پنجاب تو متفق ہے۔اس میں جو detailed discussion ہو گی تو پھر وہ کون سا نظام ہو گا جس کو ہم یہاں Resolution کے ذریعے opt کر سکتے ہیں کیونکہ یہ وفاقی حکومت کو ہی جائے گا۔اس کے متعلق ان کی بات ہو رہی ہے۔یہ بیٹھ کر کر لیں اور جو بھی final ہو گا اس کے مطابق ہم ان سے cooperate کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس پر گزارش کرتا ہوں کہ میرے ذہن میں اس کے دو طریقے آتے ہیں۔ایک تو یہ کہ ہم ہاؤس میں اس پر ایک debate کر لیں لیکن دوسرا بہتر اور افضل طریقہ یہ ہو گا جیسے رانا صاحب نے suggest کیا تھا اور کل انہوں نے ہماری فنانس اور ایگریکلچر سیکرٹری سے ملاقات بھی کرائی تھی کہ ہم کسی کمیٹی یا کسی جگہ بیٹھ کر Islamic/economic experts اور Agricultural Experts سے رائے لے لیں کہ ان چیزوں کا impact ہمارے صوبے کی معیشت پر کیا پڑے گا؟ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے صوبے بلکہ ہمارے پورے ملک کی Agricultural based economy ہے۔ہم لاکھ کوشش کر رہے ہیں اور resource کو انڈسٹری کی طرف ٹرانسفر کر رہے ہیں اور rural سے urban areas کی طرف کر رہے ہیں but all country is predominately agricultural rural economy اس لئے اُن کی بہتری اور مفاد کے لئے اس کام کو کرنے کی ہمیں بڑی سخت ضرورت ہے۔اگر ہم اسے کہیں پر بیٹھ کر discuss کریں گے تو وہاں پر براہِ مہربانی Islamic finance کے experts کو ضرور بلائیں۔ایک بہت بڑی بات جو میرے دل کو لگتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کریں گے کہ اُس نے سود کو منع کیا ہے اس لئے ہم ایک دینی فریضہ،انسانیت کی بھلائی،اپنے ملک کی زرعی معیشت اور ہر چیز کے لئے اس تحریک کے ساتھ کام کر رہے ہوں گے۔اگر possible ہو تو ہم اس کو seriously discuss کرنے کے لئے ایک کمیٹی کے سپرد کر دیں جو بیٹھ کر اس چیز پر ایک brain storming کرے تو پھر consensus پیدا کر کے اپنی ہم یہ سفارشات پنجاب اسمبلی کی طرف سے وفاق کو بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! وہ بات clear ہو گئی ہے۔ رانا صاحب! جس طرح سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ ہے اُس میں ہم مزید کچھ ممبران کو شامل کر لیتے ہیں وہ اسے دیکھ لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ کا اس میں یہ stand ہے کہ انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ معاملہ حکومتِ پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے۔ دوسرے صوبوں کی طرف سے اگر ہم اس کو اس طرح سے impose کرنے کی کوشش کریں تو ہو سکتا ہے کہ دو تین ہفتے میں کوئی resentment آ جائے۔ یہ کمیٹی بنی چاہئے مگر یہ وفاقی سطح پر بنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے technically تو بات ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اس کو impose نہیں کر رہے بلکہ ایک سفارش دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم سفارش قرارداد کے ذریعے بھی دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ پھر اسے قرارداد کے ذریعے لے آئیں کیونکہ اس کا ambit یہی ہے۔ لاء منسٹر صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ہم اس کو ایک حد تک ہی لے جا سکتے ہیں۔ اسی چیز کو آپ قرارداد میں لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! قرارداد صرف ایک opinion ہو گی۔ اگر ہم اس کو بیٹھ کر discuss کر لیں تو کیا حرج ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایسا کریں کہ آج مزید اس کو لاء منسٹر سے discuss کر لیں۔ میں اس کو کل تک کے لئے pending کرتا ہوں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! جس طرح لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ اگر ہم ایک سفارش کرتے ہیں تو وہ شاید دوسرے صوبوں کو قبول نہ ہو لیکن جب ہم کالا باغ ڈیم کی سفارش کرتے ہیں تو اُس وقت اُن لوگوں نے اسے accept نہیں کیا۔ میں آپ

سے یہ درخواست کروں گا کہ اسے سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ میں نہ بھیجیں بلکہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں جہاں پر اس کو discuss کیا جائے پھر ہاؤس کی رائے لے کر سفارش کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے یہی کہا ہے کہ آج یہ بیٹھ کر مزید discuss کر لیں گے اور اس کا کوئی خدوخال بنا کر لاء منسٹر صاحب کل ہاؤس کو apprise کر دیں گے پھر اس حساب سے ہم کمیٹی بنا دیں گے اس لئے کل تک میں نے اس کو pending کر دیا ہے۔ بہت شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 52/2011 محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی اور سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی طرف سے ہے۔ اسے پیش کریں۔

لاہور کی صفائی کے لئے پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹس کے منصوبے کی ناکامی

سیدہ ماجدہ زیدی: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 11۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق لاہور کی صفائی کے لئے Project Management Units کا منصوبہ بنایا گیا۔ ایک سال گزرنے کے بعد اور تین کروڑ روپے سے زیادہ خرچ کرنے کے باوجود لاہور کی صفائی ستھرائی کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا اور اسے ختم کر دیا گیا۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ Lahore Solid Waste Company کے ہوتے ہوئے اب ان Units کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنا کام تسلی بخش طریقے سے کر رہی ہے۔ یہ منصوبہ سابق ڈی سی او سجاد بھٹہ نے شروع کیا اور اس میں من پسند افسران کو بھرتی کیا گیا۔ متعلقہ حکام کی ناقص منصوبہ بندی سے صوبائی حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا گیا۔ اس عمل سے عوام میں شدید ردعمل پیدا ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک 24۔تاریخ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں آپ کو بھی پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دیتا ہوں۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ جب بھی کوئی ایسے اہم معاملات ہوں تو پوائنٹ آف آرڈر کی بجائے تحریری طور پر تحریک التوائے کار یا قرارداد جمع کرایا کریں۔ آپ کی ہدایت پر نہایت ہی ضروری معاملہ پر تحریک التوائے کار جمع کرادی ہے لیکن اُس کی چونکہ turn نہیں آئی لہذا میری request ہے کہ اسے take up کر لیا جائے کیونکہ بھارت صوبہ پنجاب کے پیچھے پڑ گیا ہے۔ پہلے اُس نے دریاؤں کا پانی بند کر دیا اور اب زیرِ زمین شدید war کر رہا ہے۔ پاکستان کے منصوبہ بندی کے سینئر ماہر نے 15۔ تاریخ کو خبر دی ہے کہ اگر صوبہ پنجاب والوں نے اس کا علاج نہ سوچا تو پنجاب کے سرحدی علاقوں کا پانی اتنی خطرناک حد تک کم ہو رہا ہے کہ اس کی زرعی معیشت کو سو فیصد نقصان پہنچے گا۔ یہ معاملہ اتنا ضروری ہے کہ پہلے ایک دریا کا پانی بند ہوا، پھر دوسرے کا اور پھر تیسرے کا ہوا لیکن ہم خاموشی سے بیٹھے رہے۔ اب بھارت زیرِ زمین پانی کے پیچھے بھی پڑ گیا ہے۔ چونکہ صوبہ پنجاب ایک ایسا صوبہ ہے جو پورے پاکستان کو اناج فراہم کرتا ہے۔ صوبہ پنجاب کو اگر زرعی طور پر نقصان پہنچا تو پورے پاکستان کو معاشی طور پر نقصان پہنچے گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر ہو سکے تو اس نہایت اہم مسئلے پر میری تحریک التوائے کار کو out of turn take up کیا جائے کیونکہ یہ میرا ذاتی نہیں بلکہ پورے پنجاب کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! میں آپ کی بات follow کر گیا ہوں لیکن اس حوالے سے چونکہ ایک rule decide کر دیا ہے اس لئے آپ رانا ثناء اللہ صاحب سے مل لیں کیونکہ تمام پارلیمانی لیڈر بیٹھ کر out of turn کی اجازت دیں گے۔ ویسے میرے خیال میں کل آپ کی تحریک کی باری بھی آ جائے گی۔ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں آپ دونوں کو floor دیتا ہوں لیکن پہلے ہم business کو نمٹا لیں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر حسبِ ذیل کارروائی ہے۔

The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 7 of 2011). Minister for Law to introduce the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2011.

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker, I move to introduce the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2011.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Industries for report within one month.

جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔جناب سپیکر! ہمارے قائد کے شہر کراچی میں target killing ہو رہی ہے، وہاں پر لاشیں گر رہی ہیں، خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں اور انہی بوریوں میں بند لاشوں پر سیاست بھی ہو رہی ہے۔ میں یہ چاہ رہی ہوں کہ بھتہ خوری سے کراچی کو نجات دلانے کے لئے ہمیں جدوجہد کرنی ہوگی کیونکہ ہم سب پاکستان کے آزاد شہری ہیں۔ میں اپنے اپوزیشن کے معزز بھائیوں اور بہنوں

سے یہ request کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہ معاملہ اپوزیشن یا حکومت کا کوئی علیحدہ علیحدہ نہیں ہے اس لئے میں تمام ہاؤس کی طرف سے کراچی کے عوام سے اظہارِ یکجہتی کے لئے ایک قرارداد لانا چاہ رہی ہوں جس کے لئے میں آپ سے اجازت چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اجازت کے طریق کار کے لئے آپ rules کو پڑھیں اور قرارداد move کرنے کے لئے اسمبلی سیکرٹریٹ سے رابطہ کریں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک تحریک التوائے کار پر لاء منسٹر صاحب نے بھل صفائی کی بات کی تھی اُس حوالے سے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ یکم دسمبر سے یکم جنوری تک بھل صفائی ہوتی ہے لیکن جیسے میں نے آپ سے ذکر کیا کہ میرا روزانہ نہر سے گزر ہوتا ہے مگر مجھے وہاں پر کوئی بھل صفائی ہوتی نظر نہیں آتی۔ دو تین دن پہلے ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل نے بھی دکھایا ہے کہ نہروں کے اندر بچے کرکٹ کھیل رہے ہیں۔ کچھ دن پہلے بھی میں نے point out کیا تھا لیکن اُس دن بھی سینئر منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں تھے۔ اُس دن میں ان کے محکمے کا تھوڑا سا حال آپ کو بتا چکی تھی جو میں نے خود دیکھا تھا کہ سرگودھا میں بھی بھل صفائی کے چکر میں ان کے محکمے کے لوگ وہاں پر گئے تھے اور میرے کزن کے پٹرول پمپ پر tuck shop سے انہوں نے پچاس ہزار روپے کی نہ صرف خریداری کی بلکہ اُن کی تین گاڑیوں میں پٹرول بھی ڈلوایا گیا اور آخر پر cranes کے چکر میں ڈیزل کا سارا bill بنوا لیا گیا۔ اگر اس طرح کی بھل صفائی ہونی ہے تو نہ صرف مچھلیاں مریں گی بلکہ انسان بھی مریں گے کیونکہ نہروں اور دریائے راوی کا حال سب کے سامنے ہے۔ اگر کوئی خود جا کر دیکھنا چاہتا ہے تو ضرور دیکھے کیونکہ وہ اس وقت گندگی کا گڑھ بنا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے on the floor of the House ایک بات کی ہے کیا اس حوالے سے آپ کے کزن نے کہیں پر اس کی report کی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ بات پہلے بھی floor پر کر چکی ہوں کہ ان کے پٹرول پمپ پر یہ ہوا اور میرے پاس رسیدیں بھی موجود ہیں۔ اس دن جناب سپیکر نے کہا تھا کہ سینئر منسٹر صاحب تشریف لائیں گے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ لاء منسٹر صاحب کو دیں کیونکہ اگر پوائنٹ آف آرڈر پر کسی کے خلاف اس طرح الزام لگانا ہے تو اس کا کوئی ثبوت بھی دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس دن سینئر منسٹر صاحب صدر زرداری صاحب سے ملنے کے لئے گئے ہوئے تھے تو سپیکر صاحب نے مجھے direction دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ کام ان کا ہے تو اس سلسلے میں آپ ان سے بات کر لیں۔ مجھے اس floor پر بات کرنے کی دوبارہ ضرورت اس لئے پیش آئی اور میں تنقید برائے تنقید کے طور پر بات نہیں کرنا چاہتی۔ ہمارے departments کا حال ہم سب کے سامنے ہے اور بیوروکریسی ساری نہیں very few people جس طرح سے بے لگام ہیں، جو اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر آپ صرف ایک چیز یعنی بھل صفائی پر بات کر سکتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بھل صفائی کے سلسلے میں ہی بات کر رہی تھی کیونکہ بھل صفائی کے لئے ان کے محکمہ کے جانے والے لوگوں نے یہ کرتب وہاں پر دکھائے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس بارے میں تحریری طور پر دیں تو پھر دیکھیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

صوبائی دارالحکومت میں بھیک مانگنے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف ایوان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ اگر ہم گھر سے باہر مارکیٹ یا بازار جانے کے لئے نکلتے ہیں تو بھیک مانگنے والے بچوں کی کثیر تعداد گاڑیوں کے گرد اکٹھی ہو جاتی ہے۔ پچھلے دور میں Child Protection Bureau اسی لئے بنایا گیا تھا کہ بھیک مانگنے والے تمام بچوں کو ایک اچھا status دیا جائے، ان کے ہاتھ میں کتابیں دی جائیں اور ان کے لئے غالباً 1123 نمبر پر باقاعدہ اطلاع دی جاتی تھی جس پر وہ آ کر ان بچوں کو اٹھا کر لے جاتے تھے۔ ہم نے کم از کم لاہور میں یہ دیکھا کہ بھیک مانگنے والے بچوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی لیکن اب پھر سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ بھیک مانگنے والے بچوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ وہ بلا خوف و خطر سڑکوں پر بھیک مانگ رہے ہیں اور انہیں قطعاً اس چیز کا خوف نہیں ہے کہ حکومت انہیں

اٹھا کر لے جائے گی اور ان کے والدین یا انہیں اس field میں ڈالنے والے لوگ بھی خوفزدہ نظر نہیں آتے۔ بات governance اور نظام کو کنٹرول کرنے کی آ جاتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت اہم ہے اور میرا مقصد صرف ایوان کے notice میں بات لانا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بڑی محترم ہیں لیکن آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کر سکتیں۔ آپ نے ایک بات کی نشان دہی کی ہے جو کہ valid ہے لیکن اب اس بات کا respond منسٹر صاحب سے کرا لیتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! میں پچھلے دنوں کہیں پر پڑھ رہا تھا کہ ٹریفک وارڈن کو بھی شاید ڈیوٹی دی گئی ہے کہ بھکاریوں کو پکڑ کر Child Protection Bureau پہنچانا ہے تو کیا اس بارے میں آپ کے پاس کوئی update ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں محترمہ اگر کوئی تحریری طور پر دیں تو Child Protection Bureau سے اس کی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں لیکن سر دست میرے علم میں کوئی ایسی بات نہیں کہ ایسے بچوں کو گرفتار کرنے کا کوئی نظام ہے۔ ویسے اگر کوئی بچہ بھیک مانگتا پایا جائے تو اسے Child Protection Bureau کے سپرد کیا جانا چاہئے لیکن specifically اس معاملے کو معلوم کر کے ہی بتا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وہ معلوم کر کے ہی آپ کو بتائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں عوام کی بھلائی کے لئے بات کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بھی تو اس ایوان کی بھلائی کے لئے rules کو follow کر رہا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک بات کو pinpoint کر رہی ہوں کہ ہم ذمہ دار لوگ ہیں اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ایوان کو آگاہ کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت وارڈنز کی بھی تربیت کی ضرورت ہے کیونکہ انہیں جس طریقے سے پہلے trained کیا گیا تھا تو اب ان کے روّیے میں تبدیلی آ گئی ہے اور وہ بات نہیں سنتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ہے۔ اب آپ نے دوسرا شروع کر دیا ہے جو کہ مناسب نہیں ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ continuation of pre budget general

discussion for seeking proposals of the Members for the Budget 2011-12 پہلے ہی یہ بحث چل رہی تھی اور 17۔جنوری کو اس کا آغاز وزیر خزانہ صاحب کی تقریر سے ہوا تھا۔اس دن نو ممبران اسمبلی نے تجاویز دی تھیں۔آج، کل اور پرسوں تک یہ بحث جاری رہے گی۔جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور وہ اپنے نام مجھے نہیں بھجوا سکے تو وہ اپنے نام مع تاریخ مجھے بھجوادیں۔اب ہم اس کا آغاز کرتے ہیں۔آج کے پہلے مقرر جناب احمد خان بلوچ صاحب ہیں۔جی، بلوچ صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

این ایف سی ایوارڈ کے بارے میں حکومت سے وضاحت کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔جناب سپیکر!اس سے پہلے میں نے کل ایک گزارش کی تھی کہ بجٹ کے ساتھ NFC Award کا بڑا ہی اہم تعلق ہے کیونکہ ہمیں 80 فیصد پیسے تو مرکز سے آتے ہوتے ہیں۔وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں تو یہ اس بارے میں بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کائرہ صاحب! کل آپ موجود نہیں تھے اور یہ point raise کیا گیا تھا جسے میں نے آپ کے آنے تک pending کر دیا تھا اس لئے آپ اس کی وضاحت فرمادیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! یہ اپنا مؤقف دہرادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ دوبارہ اپنا مؤقف پیش کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس دن میں نے وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں بھی off the floor عرض کیا تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس پر کچھ کریں گے لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔آئین کی provision ہے اور ہمیں 80 فیصد پیسے تقریباً وفاق سے آتے ہیں جبکہ تقریباً 20 فیصد پیسے ہم خود سے raise کرتے ہیں۔وفاق سے آنے والے پیسے N.F.C کے تحت آتے ہیں اور Article 160 of the Constitution میں ہے کہ اس کی قانونی ضرورت ہے کہ اسے اس ایوان کے اندر پیش ہونا ہے اور اس کے sub section(5) میں لکھا ہے کہ:

> sub section (5) The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory

memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies

جبکہ

3(b)The Federal Finance Minister and Provincial Finance Ministers shall monitor the implementation of the Award biannually and lay their reports before both Houses of Majlis-e-Shoora (Parliament) and the Provincial Assemblies

جناب سپیکر! نیشنل فنانس کمیشن دسمبر 2009 میں ہوا اور میرے خیال میں فروری یا مارچ 2010 میں صدر صاحب نے اس پر دستخط کر کے implement کیا۔ اب جنوری کا مہینہ آگیا ہے تو سال ہونے والا ہے اور biannually اسے lay ہونا تھا مگر نہیں ہوا۔ کتنے پیسے ہمیں transfer ہوئے، کس طرح سے ہوا؟ House کے اندر lay ہونا ایک آئینی بات ہے کیونکہ ابھی بجٹ کا وقت ہے اور ہم نے انہی پیسوں کے ساتھ بجٹ بنانا ہے جو ہمیں این ایف سی سے آنے ہیں۔ این ایف سی کی پہلی provisions تو ہم نے پوری نہیں کیں اور N.F.C Award کو موجودہ مخلوط حکومت اور political leadership اپنی سب سے بڑی achievement کے طور پر project کرتی ہیں۔ جہاں پر بھی کوئی بات ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ہم نے N.F.C Award کر دیا ہے تو اس پر عملدرآمد اور دیگر چیزیں کہیں پر پیش ہونے کی ضرورت نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! لغاری صاحب نے بڑا اچھا point raise کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ N.F.C Award تمام coalition partners اور تمام coalition Governments کی ایک بہت بڑی achievement ہے جو کہ 19 سال بعد ہوئی۔ اس کی implementation جولائی 2010 سے onward ہونی تھی۔ جولائی سے دسمبر تک biannual آدھے سال کی رپورٹ صوبہ سندھ کے علاوہ باقی تینوں صوبوں نے مرکزی حکومت کو بھجوا دی ہے۔ مرکزی حکومت نے ان reports کی روشنی میں اپنی ایک رپورٹ تیار کرنی ہے جسے تمام اسمبلیوں کے Houses میں پیش کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں آج بھی تمام Finance Secretaries

کی میٹنگ ہو رہی ہے اور جیسے ہی ہمیں یہ رپورٹ مرکزی حکومت سے واپس ملے گی تو اسے ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ ابھی تک Constitutional violation in place ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! کیسے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش ہوئی ہے، ہو سکتا ہے کہ میں اس دن ایوان میں نہ آیا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کائرہ صاحب! قومی اسمبلی میں یہ رپورٹ پیش ہو چکی ہے تو یہاں کیوں نہیں ہو رہی؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! پہلے چھ ماہ کی رپورٹ ہم نے مرکزی حکومت کو بھجوا دی ہے۔ مرکزی حکومت رپورٹ پہلے چھ ماہ گزرنے کے بعد ہی تیار کرے گی۔ Implementation ان چھ ماہ گزرنے کے بعد ہی پہلے دو تین ماہ میں ہونی تھی۔ ابھی تو جنوری کا پہلا مہینہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر کوئی specific time نہیں لکھا ہوا۔ Constitution میں laying لکھا ہوا ہے لیکن اس میں کوئی specific time نہیں لکھا ہوا کہ کب کی جانی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں biannually لکھا ہوا ہے۔ کیا یہ آخری مہینے کے اندر دو دن کے بعد پیش کر دیں گے؟ biannually کی common sense تو یہ بتاتی ہے کہ سال میں دو دفعہ کرنی ہے تو چھ چھ ماہ کی پیش کریں گے یا پانچ اور سات ماہ کی کر لیں گے۔ پہلے چھ ماہ کی رپورٹ تو پیش ہو جانی چاہئے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کائرہ صاحب! Constitution بڑا clear ہے کہ اس سے پہلے آپ نے پیش کرنی ہے تو آپ کوشش کریں کہ اس وقت سے پہلے پیش کر دیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم pre budget discussion شروع کرتے ہیں جی، احمد خان بلوچ صاحب!

سرکاری کارروائی

(۔۔۔جاری)

بحث

بجٹ 12-2011 کے لئے ممبران اسمبلی سے تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! pre budget تجاویز ایک بہت اچھا اقدام ہے جو ہماری حکومت نے ہی شروع کیا ہے۔ ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایم پی اے صاحبان سے اس معاملے پر ضرور مشورہ کریں اور پنجاب کے علاقوں کے متعلق پالیسی پر بحث یا تجاویز دینا چاہتے ہیں تو ان سے ضرور تجاویز لیں اور ان پر عملدرآمد بھی کریں۔ ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے بجٹ بنانے میں ایم پی اے صاحبان کو حصہ دار بنایا اور موقع دیا کیونکہ بجٹ آنے کے بعد وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ اس وقت نہیں کیا جا سکتا۔ جن تجاویز پر عملدرآمد ہو سکتا ہے ان کا notice وزیر خزانہ صاحب لے رہے ہیں جس پر ہم ان کے مشکور ہیں۔ ہم امید یہ کرتے ہیں کہ صرف تجاویز سن کر یا note کر کے انہیں ختم نہیں کیا جائے گا بلکہ ان پر عمل بھی ہو گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ ایم پی اے صاحبان کی طرف سے عوام کے مفاد میں دی جانے والی قابل عمل تجاویز پر عمل ہوتا ہوا بھی بجٹ میں نظر آئے۔ مجھے اعتراض ہے کہ پچھلے سال دی جانے والی ایک دو تجاویز پر منسٹر صاحب نے اقرار کیا تھا کہ یہ تجاویز اتنی اچھی ہیں کہ ان پر عمل ہو گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ Chair کو اس طرح disturb نہ کریں اور ناموں کی فہرست سیکرٹری صاحب اپنے پاس رکھیں جہاں سے ممبران دیکھ سکیں۔ جی، بلوچ صاحب!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! بلوچ صاحب نے سوموار کے دن بھی تقریر کی تھی اور آج پھر انہیں وقت دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، محترمہ! سوموار کے دن انہوں نے تقریر نہیں کی تھی۔ جو تقریر کر چکے ہیں ان کا نام اس فہرست میں نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: نہیں، جناب سپیکر! انہوں نے بات کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کسی اور موضوع پر بات کر رہے ہوں گے۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ بھی pre budget تجاویز لی گئی تھیں اور یہاں پر میں نے ایک proposal دی تھی کہ مہربانی کر کے تمام ایم پی اے صاحبان کے حلقہ کی ہر یونین کونسل میں بغیر کسی تفریق کے ایک ہائی سکول ضرور دے دیں اور بغیر تفریق کے دے دیں۔ تعلیم جو کہ وزیراعلیٰ صاحب کا مشن اور سوچ ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک ہائی سکول ضرور بننا چاہئے۔ ایسے پسماندہ علاقے بھی ہیں جہاں پر گرلز کالج ہیں نہ بوائز کالج ہیں۔ خاص طور پر وہ بچیاں جو دیہاتوں میں رہتی ہیں اور انہیں چالیس پچاس کلومیٹر دور تحصیل ہیڈکوارٹر تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے لیکن وہ جا نہیں پاتیں جس کی وجہ سے وہ تعلیمی زیور سے محروم رہ جاتی ہیں۔ اب تو PTC کی ملازمت کے لئے بھی بی اے کا ہونا ضروری ہے اس لئے ایم پی اے کے پورے حلقے میں کم از کم ایک کالج تو ضرور بنایا جائے تاکہ دیہات کی رہنے والی بچیاں آسانی سے ڈگریاں حاصل کر سکیں۔ اس تجویز سے وزیر خزانہ اور لاء منسٹر نے بھی، مجھے یاد ہے کہ ایک میٹنگ PC میں ہوئی تھی اور یہاں ہاؤس میں بھی کہا گیا تھا کہ ہر یونین کونسل میں ایک گرلز ہائی سکول ضرور بنایا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ وزیر خزانہ صاحب کو یاد بھی ہوگا لیکن مجھے افسوس ہے کہ میری اس تجویز پر عمل نہیں ہو سکا اس کی کیا وجہ ہے وہ خود ہی بتا سکیں گے۔

جناب سپیکر! واٹر سپلائی سکیمیں بہت ضروری ہیں کیونکہ وہ لوگ ہر چیز کے بغیر تو گزارا کر سکتے ہیں لیکن پانی کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا۔ وہاں کے لوگ تین تین کلومیٹر کے فاصلے سے پانی لا کر اپنے بچوں کو پلاتے ہیں۔ تقریباً 80 فیصد بیماریاں پانی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جہاں پر واٹر سپلائی سکیم بنائی جاتی ہیں ان پر 80,70 لاکھ اور ایک کروڑ روپے تک بھی لگا دیا جاتا ہے لیکن اس کو مقامی کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ مقامی کمیٹی میں پارٹی اور برادری سطح کے اختلاف ہوتے ہیں۔ اس مقامی کمیٹی کو کہا جاتا ہے کہ آپ یہ فیس اکٹھی کریں اور اُس فیس سے واٹر سپلائی سکیم چلائیں۔ اس طرح سے پیسے جمع ہوتے ہیں اور نہ فیس جمع ہوتی ہے اور کروڑوں روپے ضائع ہو جاتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ جہاں آپ یہ سکیم چلاتے ہیں وہاں پر انا سسٹم لے آئیں اور اس کو گورنمنٹ سنبھالے۔ گورنمنٹ اپنا آدمی مقرر کر دے،

بے شک وہ مقامی لوگوں سے فیس لے لیکن مقامی لوگوں کے سپرد کرنے سے واپڈا والوں کا بل ادا نہیں ہوتا اور واپڈا والے ٹرانسفارمر لے کر چلے جاتے ہیں اس طرح سے جس سکیم پر کروڑوں روپے خرچ ہو چکا ہوتا ہے مقامی لوگوں کے سپرد ہونے اور پیسے اکٹھے نہ ہونے کی وجہ سے وہ سکیم فیل ہو جاتی ہے اس لئے مہربانی کریں کہ جہاں واٹر سپلائی کی سکیم دی جائے وہاں کنٹرول بھی گورنمنٹ ہی کرے۔ ہر آدمی فیس دینے کے لئے تیار ہے لیکن پارٹی بازی کی وجہ سے پیسا جمع نہیں ہوتا، واپڈا والے ٹرانسفارمر لے جاتے ہیں اور وہ سکیم فیل ہو جاتی ہے۔

جناب والا! پچھلی بار گرین ٹریکٹر سکیم بند کر دی گئی۔ ہم نے پوچھا تو جواب ملا کہ ہم اس کے بدلے آپ کو سولر انرجی دے رہے ہیں۔ حالانکہ گرین ٹریکٹر سکیم بہت اچھی تھی، غریب اور چھوٹے کاشتکار اس انتظار میں ہوتے تھے کہ جب یہ سکیم آئے گی تو ہم ٹریکٹر خرید کریں گے۔ ہمیں یہ کہہ کر خاموش کرا دیا گیا کہ ہم آپ کو اس کے بدلے سولر انرجی دے رہے ہیں۔ سولر انرجی ایک اچھا منصوبہ ہے لیکن آج تک اُس منصوبے کا پتا ہی نہیں کہ وہ کہاں گیا، شروع ہوا یا نہیں ہوا؟۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! wind up کر دیں۔

جناب احمد خان بلوچ: پورے پنجاب میں کہیں بھی سولر انرجی نظر نہیں آئی۔ کالا باغ ڈیم بنانا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے نہ ہونے سے پورے پاکستان کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

ہیپاٹائٹس یا serious بیماریوں کے حوالے سے ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس کے لئے بہت فنڈز رکھے ہیں اور غریب لوگوں تک مفت دوائیاں پہنچا رہے ہیں۔ ان کے پاس جو درخواستیں آتی ہیں وہ مفت انجکشن وغیرہ پہنچا رہے ہیں لیکن اس کا process بہت slow ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے تو وہ پیسے دے دیئے اور ان کا مشن بھی ٹھیک ہے لیکن process slow ہونے کی وجہ سے جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تب جا کر اُسے دوائیاں یا پیسے پہنچتے ہیں۔ خدا کے لئے اس process کو تیز کریں تاکہ اُس آدمی کی زندگی میں پیسے پہنچیں اور وہ اپنا علاج اچھے طریقے سے کروا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ شاہجہاں احمد بھٹی!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! جب بھی یہ pre budget اجلاس آتا ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ تمام ممبران کی کیفیت اُس طرح ہوتی ہے جیسے a kid in candy store ہماری اتنی زیادہ خواہشات ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ سب پوری ہو جائیں گی۔ جیسا کہ وزیر خزانہ نے فرمایا کہ جو تجاویز آئیں گی ہم اس سال کے بجٹ میں ان کو incorporate کریں گے۔

سب سے پہلے میں وزیر خزانہ کو اسpre budget اجلاس کے انعقاد پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب عوامی نمائندوں کی سفارشات بجٹ میں شامل کی جائیں گی تو یقیناً وہ بجٹ عوام کی امنگوں کے مطابق ہوگا۔ میں حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ کوausterity اقدامات پر بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کا عملی مظاہرہ ہم نے حال ہی میں دیکھا کہ چھministries کو ختم کرکے انہیں دوسری ministries میں ضم کر دیا گیا جس سے پنجاب حکومت کو کروڑوں، اربوں روپے کی بچت ہوئی۔ بجٹ حکومت کی priorities کی عکاسی کرتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ جب اس کے process میں ممبران اسمبلی کی شمولیت ہوگی تو عوام کی بھی شمولیت ہوگی۔ حکومت کو بہت سے challengesدرپیش ہیں ان کے ہوتے ہوئے ایک اچھا بجٹ دینا یقیناً مشکل کام ہے۔ان challengesمیں دہشت گردی کے خلاف جنگ، غربت کا سامنا، مہنگائی، بے روزگاری اور حالیہ سیلاب کی تباہ کاریاں ہیں جن کی وجہ سے ہمارے صوبے کو یقیناً بہت سے مسائل درپیش ہوں گے اس لئے اس سال کا بجٹ ہمارے لئے بہت بڑاchallenge ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ when the going gets stuff, the tough gets going انشاء اللہ یہ حکومت ان challengesکا بخوبی مقابلہ کرے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان challengesکا مقابلہ کرنے کے لئے جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان میں سب سے پہلے political stability اور لاء اینڈ آرڈر کی situation کو بہتر کرنا ہے۔اس سے انشاء اللہ ہمارے صوبے کی حالت بہتر ہوگی۔ جیسا میں نے پہلے عرض کیا کہ حکومت کی prioritiesمیں current expenditures کو کنٹرول کرنا ایک اولین ترجیح ہونی چاہئے اور اس کا انہوں نے عملی مظاہرہ بھی کیا۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اس process کو continue رکھا جائے گا، تمام ministries کا دوبارہ جائزہ لیا جائے گا اور redundant expendituresکوeliminateکیا جائے گا۔

جناب والا! ہمارے صوبے کا debt burden بھی بتدریج بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے آئندہ سالوں میں زیادہ مسائل آئیں گے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ دیں تاکہ آنے والے سالوں میں ہمارا debt کم ہو۔ ریونیو کے announcement measures میں دو طرح کے طریق کار ہیں ۔ ایک تو ٹیکس لگائے جا سکتے ہیں اور دوسرا ہمارے non tax measuresہیں جو حکومت collectکرتی ہے۔ میں اس چیز کا حامی ہوں کہ ہمیں موجودہ حالات میں کوئی نئے taxesنہیں لگانے چاہیئں، خاص طور پر میں نے پہلے باتیں سنی ہیں کہ زرعی ٹیکس لگایا جائے۔

میں آپ کو بتاؤں کہ کسان پہلے ہی بہت بڑے بوجھ کے تلے دبا ہوا ہے اور وہ مزید بوجھ برداشت نہیں کر سکے گا بلکہ ہمیں ان دنوں میں کسانوں اور کاشتکاروں کی مدد کرنی چاہئے۔

جناب والا! جو non tax measures ہیں ان میں بہت سے existing laws ہیں ان کی صحیح implementation کے ذریعے ہم بہت زیادہ revenue collect کر سکتے ہیں۔ابھی تھوڑی دیر پہلے on the floor of the House بھی بات ہو رہی تھی۔ ہمارے عام دیکھنے میں آتا ہے کہ environment laws کی violation ہو رہی ہے، ٹریفک قانون کی violation ہو رہی ہے اور ان کا صرف اور صرف ہماری جو inefficiencies ہیں، کرپشن کی وجہ سے ان کا کچھ نہیں ہوتا اور violators آرام سے آزاد پھر رہے ہوتے ہیں تو ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری books میں جو existing laws ہیں ان پر عملدرآمد کرانے کے لئے زیادہ بہتر طریقے سے enforce کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! اب میں ننکانہ صاحب کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں اور ترجیحات میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ ہمارا صوبہ ایک زرعی صوبہ ہے اور ہمارے ملک کی معیشت کا انحصار بھی زراعت پر ہے تو ہم زراعت پر جتنے بھی زیادہ اخراجات کریں وہ کم ہیں، ہم زرعی تحقیق پر زیادہ سے زیادہ اخراجات کریں۔ پنجاب حکومت کا ایک قائم شدہ ادارہ Punjab Agriculture Research Board ہے اس کے ذریعے جو زرعی تحقیق ہے اس کو streamline کیا جا رہا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اس سال کے بجٹ میں اسے Punjab Education Endowment Funds کی طرز پر ایک Endowment Fund create کیا جائے تاکہ یہ continuous body بن جائے تاکہ اس کو ہر سال نئے فنڈز پر انحصار نہ کرنا پڑے۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ننکانہ صاحب پورے پاکستان میں واحد شہر ہے جو internationally Recognized City ہے، وزیراعلیٰ پنجاب اگست 2009 میں وہاں پر تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے وہاں پر main railway road کی خود حالت دیکھی۔ وہاں پر جب ہمارے سکھ یاتری ننکانہ شہر میں آتے ہیں اور وہ ایک procession نکالتے ہیں تو اس روڈ کی حالت یہ ہے کہ وہاں سے گزرا نہیں جاتا اس کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب نے وہاں پر خصوصی گرانٹ دی تھی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے سارے فنڈز ابھی ہمیں نہیں ملے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ

درخواست ہو گی کہ اس ریلوے روڈ کے project کو مکمل کرنے کے لئے جتنے بھی فنڈز درکار ہیں وہ اس سال کے A.D.P میں رکھے جائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری جاوید احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وہ یہ بات note کر لیں کہ جن معزز ممبران نے اپنے نام دیئے ہیں اور موجود نہیں ہیں اگر دوبارہ ان کا نمبر آیا تو آخر میں آئے گا۔

(اذان ظہر)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نماز پڑھنے کے لئے جا رہی ہوں اگر میرا نام آ جائے تو میں بعد میں آ کر بات کر لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے، میں دیکھ لوں گا۔ شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

آپ کہتے تھے کہ رونے سے نہ بدلیں گے نصیب
عمر بھر آپ کی اس بات نے رونے نہ دیا
رونے والوں سے کہو ان کا بھی رونا رو لیں
جن کو مجبوریٔ حالات نے رونے نہ دیا

جناب سپیکر! pre budget میں جو باتیں کرنی ہیں اس سے امید تو یہ ہے کہ آج کی یہ حکومت "U turn" کاٹے گی لیکن مجھے امید کچھ کم ہے کیونکہ "U turn" بدی سے بہتری کی طرف کاٹا جاتا ہے یا بہتری سے بدی کی طرف لیکن اب تک یہی نظر آ رہا ہے کہ یہ حکومت "O turn" کاٹ رہی ہے اور گول گول ہی گھومے چلی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ کسی انقلاب کی ضرورت ہے کہ اس بجٹ کو کیسے پورا کرنا ہے اس انقلاب کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کو criticize کرنا چاہوں گی۔ بجٹ پر فنانس ڈیپارٹمنٹ کا جو monitoring role ہے اس میں چھ ماہ لگ جاتے ہیں، is, am, are, comma, full stop or decimal کی غلطیاں نکالتے چھ مہینے گزر جاتے ہیں اور اگر یہ غلطیاں ختم ہو ہی جائیں تو چھ ماہ service delivery میں لگ جاتے

ہیں، جس میں فنانس ڈیپارٹمنٹ والے اپنی مرضی سے نہ صرف cut لگاتے ہیں بلکہ حیلے بہانے چلتے رہتے ہیں کبھی N.F.C Award ٹائم پر نہیں پہنچا، کبھی کچھ اور کبھی کچھ۔ بات اس انقلاب کی کرنی ہے کہ کرنا کیا ہے؟ اس کے لئے ایک suggestion یہ ہے کہ allocation and release کے درمیان جو ٹائم ہے یا تو اس کو specify کیا جائے۔ Allocation of budget اور release of budget کے درمیان یہ جو پورے سال، سال کا ٹائم ہے اس کو ختم کیا جائے اور انقلاب تبھی آئے گا جب فنانس ڈیپارٹمنٹ کو bypass کر کے direct release کی جائے اور ڈیپارٹمنٹس کو ختم کر دیا جائے اس طرح سے ان کا internal system, audit system, financial mechanism, اور disbursement system جلدی ہو گا۔ ہر ڈیپارٹمنٹ کو اپنی پڑی ہو گی، ہر ڈیپارٹمنٹ اپنی efficiency کو increase کرے گا۔ یہ وہ انقلاب ہے جو آئے گا اور اس وقت ہی آئے گا جب آپ اس کو فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ایک supportive role میں تبدیل کریں گے اور اس کو role monitoring دیں گے نہ کہ یہ بے چارا full stop, commas میں اُلجھا رہے۔ اسی میں دوسری بات یہ ہے کہ آپ لوگوں نے جب بھی بجٹ دیا ہے مثلاً پچھلے سال آپ نے صحت کے لئے 25۔ارب روپے رکھے لیکن utilization صرف 15۔ارب روپے کی ہوئی اور اس میں 13۔ارب روپے lapse ہوئے۔ یہ رقم جو lapse ہو جاتی ہے وہ کہاں جاتی ہے، وہ overdraft واپس کرتے ہیں، آپ bank loans واپس کرتے ہیں یا discretion پر خرچ کرتے ہیں، پھر وہی criticism اپوزیشن کی طرف سے چلتی ہے کہ lapsed رقم غالباً چیف منسٹر کیلئے کی ہے یا منسٹرز کی؟ وہ lapsed رقم کدھر reappropriate ہوتی ہے۔ میری وزیر خزانہ کو یہ suggestion ہے کہ جب آپ یہ reappropriation کرتے ہیں یا آدھی رقم 13۔ارب روپے کی، میں ایک اندازہ بتا رہی ہوں کہ ہم یہ ایک budget deficit دے رہے ہیں۔ اس بجٹ میں ہم اتنی بڑی بڑی over quoted figures دے رہے ہیں اور ہمیں پوری اُمید ہے کہ ہم اس پر پورے نہیں اُتریں گے تو پھر آپ resources indicate کریں۔ اگر آپ budget deficit میں جا رہے ہیں ویسے وہ سب کو پتا ہے کہ یہ والی حکومت بوجہ مختلف مجبوریاں چاہے وہ war on terror ہے، چاہے وہ کچھ بھی ہے اس وجہ سے deficit میں جا رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان کے کیا resources ہیں، ان کو indicate کیا جائے کہ یہ اس deficit کو کیسے پورا کریں گے؟ اس کی suggestion کے لئے باقاعدہ اسمبلی کے ممبران پر مبنی ایک کمیٹی بنائیں جو Finance Department کے ساتھ بیٹھے اور یہ بتائے کہ deficit

budget کیسے پورا ہو گا؟ یہ ideas لیں کہ کیا ہم taxes سے کریں گے، savings سے کریں گے، ہم کہاں سے یہ سارا پیسا لا کر اس deficit کو پورا کریں گے یا ایسے projects لائیں گے؟ وقت بہت کم ہے مجھے اس وقت اس exaggerated budget figures کے خلاف آواز اٹھانی ہے کہ اب جبکہ آپ بجٹ لکھ رہے ہیں تو exaggerated budget figures لکھنے کے ساتھ ان کو declare کریں، اپنے resources indicate کریں اور allocation and utilization, lapse کے مسئلے کو حل کریں اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو short cut کریں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی آج میں health کے حوالے سے بھی آواز اٹھاؤں گی۔ ڈاکٹروں کے pay package کا آپ کو اچھی طرح پتا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی سعودی عرب ہمارے ایک ہزار ڈاکٹر لے گیا۔ صرف اس لئے کہ ان کے pay packages بہت اچھے تھے، آپ یقین کریں گے کہ وہاں پر تنخواہ کے جو packages ہیں وہ 2 لاکھ روپے سے لے کر 9 لاکھ روپے تک per doctor ہیں۔ اگر آپ ادھر دیکھیں تو میں اس کا break up لے کر آئی ہوں۔ میں House Job کرنے والوں سے اور PG trainers سے start کروں گی، وہ بچے جو MBBS کرنے کے بعد Post Graduation کے لئے پانچ سال لگاتے ہیں ان کو آپ کیا دے رہے ہیں؟ صرف 22 ہزار روپے۔ وہ بچے جو House Job کر رہے ہیں اور 24 سے 36 گھنٹے کی لگاتار ڈیوٹی کرتے ہیں، ایک سال ہسپتالوں میں غلامی کرتے ہیں ان کو آپ کیا دے رہے ہیں؟ کم از کم ان کا پیکج 30 ہزار تک تو بڑھائیں۔ یہ بچے تیس تیس سال تک کی عمر تک پہنچ جاتے ہیں، آپ دیکھیں کہ ہمارے PG trainers کے لڑکے لڑکیوں کی نہ تو شادیاں ہوتی ہیں یہ ان کی start of life ہوتی ہے، حکومت کی کوئی بھی support نہیں ہے اور یہ ان کی start of life کے لئے بہت اہم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں M.O, W.M.O, S.M.O, A.P.M.O سب کے لئے سفارش کرتی ہوں کہ اگر ان کے packages تیس ہزار روپے تک بھی بڑھا دیں تو کوئی پچاس پچپن ہزار تک پہنچیں گے۔ اس بڑھتی ہوئی مہنگائی کے دور میں میری پُرزور اپیل ہے کہ revise pay packages کر لیں، یہ کوئی اتنی بڑی رقم نہ ہو گی۔

جناب سپیکر! اپنی speech wind up کرتے ہوئے میں پیرامیڈیکل سٹاف کے اوپر بات کرنا چاہوں گی جو Resolution میرے نام سے پاس ہوئی تھی اس کا service structure اس وقت فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پاس پڑا ہے اور اسے چیف منسٹر نے بھی recommend کر دیا ہے، اس House نے بھی پاس کر دیا ہے، سارے صوبوں میں پاس ہو گیا ہے، فنانس ڈیپارٹمنٹ اس میں

comma, full stop کا نام لے کر بیٹھا ہے، پیرا میڈیکل سٹاف آج بھی سڑکوں پر کھڑے ہیں یا ٹی وی پر agitate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! Now last but not least آپ لوگوں نے Ombudsman کا ادارہ بنایا ہے جس میں آپ نے یہ ایک source رکھا ہے کہ بچے direct Ombudsman تک پہنچیں۔اس کے علاوہ begging پر ابھی آمنہ اُلفت اور باقی بھی سب بات کر رہے تھے اس کے helpline number کو ضرور declare کر دیں، اس میں پیسے نہیں لگیں گے لیکن یہ ایک بجٹ تجویز میں اس لئے دے رہی ہوں کہ آپ نے Ombudsman Department ایک بہت بڑی رقم سے بنایا ہے اور بہت زیادہ رقوم ان کی تنخواہوں میں جا رہی ہیں لیکن zero efficiency ہے۔ محتسب کے بچوں کے ادارے کو قائم ہوئے دو سال ہو گئے ہیں لیکن بچوں کی پہنچ ان تک نہیں ہے۔ خط لکھو، چٹھی لکھو، ماں باپ کو لے جاؤ اس کا short cut کرنے کے لئے بجٹ میں صرف helpline number and television awareness programme کے لئے رقم رکھ دیں۔ آپ نے کروڑوں کی رقم سے جو Ombudsman کا ادارہ بنایا تھا وہ فعال ہو جائے گا۔ یہ میری چند ایک گزارشات ہیں اور میری دعا ہے کہ اللہ کرے اس دفعہ یہ حکومت "U turn" کاٹ کر "O turn" سے باہر نکل آئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ I'll try to be brief and comprehensive as possible. گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! پہلے ان کی بات سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوموار کو ہم دونوں نے اپنا نام دیا تھا، ہم دونوں کا نام misplace کر دیا گیا ہے۔ آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ اتنی لاپرواہی کی ہے۔ صبح سے ہم عورتیں بات کرنے کے لئے واویلا کرتی رہتی ہیں اور شام تک واویلا کرتی گھر چلی جاتی ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: یہ زیادتی ہے، ڈار صاحبہ کا نام کاٹ کر مخدوم صاحب کا نام لکھا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں دیکھ رہا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ہم سیکرٹری صاحب سے پوچھتے رہے کہ ہمارے نام کدھر ہیں انہوں نے کہا لکھے ہیں لکھے ہیں۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ ہمارے نام کدھر گئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ آخر میں لکھے ہیں۔ سوموار کو ہم نے بدھ کے لئے نام دیئے تھے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اور ان کا نام تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ پچھلی لسٹ میں آپ کے نام تھے یہاں پر شاید کوئی غلطی ہو گئی یا کیا ہوا ہے؟ ابھی ہم دیکھتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب سے غلطی ہو گئی، یہ تو بُری بات ہے اور اتنے سینئر انسان سے غلطی ہو جائے تو ہم کیا چیز ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ ہم ابھی اس کو identify کرتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! نہیں، ہمارا نام آئے، چاہے جیسے مرضی ہمارا نام آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈار صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔ میں دیکھ رہا ہوں، آپ بھی بیٹھیں۔ جی، مخدوم صاحب!

رائے محمد اسلم خان: مخدوم صاحب نے ہیرا پھیری کروائی ہے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: .Order in the House جی، مخدوم صاحب!

مخدوم محمد ارتضٰی: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو پچھلے تین بجٹ دیکھے ہیں ہمیں اس میں گورنمنٹ آف پنجاب کی priorities کی سمجھ نہیں آ رہی۔ ہم پچھلا سارا fiscal year یہ بات سُنتے رہے، ان کی financial position کے حوالے سے اخباروں میں بھی آتا رہا ہے۔ کئی دفعہ ہمارے معزز ممبران کی ڈویلپمنٹ سکیمیں لینے کے باوجود ان کو implement نہیں کیا گیا مگر جب ہم نے پچھلے سال کے budgetary documents دیکھے جو اس ہاؤس میں present کئے گئے تو ہمیں یہ نظر آیا کہ جہاں ہمارے اتنے بڑے بڑے حلقوں کے لئے ان کے پاس 4 کروڑ روپیہ نہیں تھا تو وہاں پر سول سیکرٹریٹ میں 10 کروڑ روپے فٹ پاتھ بنانے کے لئے ان کے پاس پیسے تھے، ان کے اپنے کلب پر 20 کروڑ روپے لگانے کے پیسے تھے مگر ہمارے حلقوں کے لئے یہ پیسے نہیں تھے۔ مجھے تو ان کی priority کی سمجھ نہیں آ رہی، جب بجٹ بناتے ہیں کیونکہ یہ proposals ہم نے پچھلے

سال کی debate میں دی تھیں لیکن ان میں سے کوئی بھی budgetary documents میں incorporate ہوتی نظر نہیں آئیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کہیں اس سال بھی یہ محض ایک exercise ہی نہ رہ جائے، محکمہ خزانہ والے اس کو seriously لیں اور ہم جو proposals دے رہے ہیں ان کو بجٹ میں allocate کریں۔ میں خصوصی طور پر South Punjab کی بات کروں گا کہ پہلے سال ڈی جی خان، راجن پور کے لئے تین بلین روپے کا package اور پھر بعد میں ہمارے لئے، پورے South Punjab کے لئے 5۔ارب روپے کا عظیم package جس کا ایک پیسا بھی ہمارے علاقہ کے اندر نہیں لگا، اگر نہیں دینا تو پھر بھوکے کو کھانا دکھاتے کیوں ہو؟ پھر ہمیں دکھاؤ ہی نہیں اگر ہمیں کھلانا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری میری گزارش یہ ہے کہ آج کل یہ proposals آ رہی ہیں کہ ہم اپنے revenue کو بڑھانے کے لئے نئے ٹیکس لگانا چاہتے ہیں جس میں یہ agriculture income tax کی بات کرتے ہیں اور دوسرے ٹیکسوں کی بھی بات کرتے ہیں۔ میری ان سے گزارش یہ ہے کہ ان کا already existing income tax system ہے یہ اس کی collection کو کیوں consolidate نہیں کرتے؟ بجائے اس کے کہ نئے ٹیکس لگائے جائیں اور مزید لوگوں پر بوجھ بنیں۔ already جو existing taxes ہیں ان کو تو پہلے آپ اکٹھا کریں۔

جناب سپیکر! تیسرا میرا point یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کی پچھلے سال تک کی جو پوزیشن تھی نئی تو ابھی آئے گی، پنجاب 485۔ارب روپے کا مقروض ہے اور اس میں سے 95۔ارب روپے صرف domestic debt اور 395 بلین foreign debt تھا۔ اب جو نئے loans لے رہے ہیں انہوں نے خود ہی state کیا ہے کہ ہم اس کو لندن London Inter Bank Offer Rate کے ساتھ منسلک کر رہے ہیں جو کہ روزانہ کی بنیاد پر fluctuate ہوتا ہے۔ پچھلے سال 10-2009 میں ایک financial year میں 52 بلین روپے کا بغیر کچھ کئے اضافی بوجھ پڑا ہے۔ International market میں صرف روپے کی قدر وقیمت کم ہونے کی وجہ سے یہ بوجھ پڑا ہے۔ اگر اس کو مزید LIBOR کے ساتھ کرتے رہے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ صوبہ زیادہ دیر اسی حالت میں چل پائے گا۔

جناب والا! میرا چوتھا point یہ ہے کہ ہم نے کافی دفعہ یہاں پر لیبر کے حوالے سے باتیں سنی ہیں کہ Labour Laws Inefficient ہو گئے ہیں، لیبر کے جو interests ہیں ان کو محکمہ کا وزیر بھی protect نہیں کر سکتا کیونکہ سابقہ گورنمنٹ نے labour inspection پر پابندی لگا دی تھی۔

میری ان سے گزارش یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اگر چاہے تو میڈیا کے جو employees ہیں، آپ جو اخبارات میں advertisement کرتے ہیں اس کو اگر wage award کی implementation سے مشروط کر دیں تو میرے خیال میں میڈیا کے employees کے معاملات کو دیکھنے کے لئے یہ کافی ہو گا۔

جناب سپیکر! آخری میرا نکتہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ ایک زیادتی ہوتی ہے، جب بھی ہمیں funds دیتے ہیں، اس چیز کے باقی بھی ممبران گواہ ہیں کہ ہمارے اوپر قدغن بھی لگا دی جاتی ہے کہ آپ نے اتنے پیسے اس چیز میں دینے ہیں، اتنے پیسے فلاں چیز میں دینے ہیں، for example جہاں پر میٹھا پانی ہے۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہمارے علاقے میں میٹھا پانی ہے ہمیں آپ کہیں کہ 80 لاکھ روپے کی واٹر سپلائی سکیم دیں تو وہ ہم کہاں سے دیں گے، کیا ہم 80 لاکھ روپے غیر ضروری طور پر زبردستی لگا دیں؟ معزز ممبران کو مکمل آزادی ہونی چاہئے کہ ان کو جتنا بھی فنڈ ملتا ہے وہ اپنے حلقے کی ضرورت کے مطابق استعمال کر سکیں۔ جس کو سڑک چاہئے اس کو سڑک دیں جس کو ہسپتال چاہئے اس کو ہسپتال دیں جس کو پرائمری سکول چاہئے اس کو پرائمری سکول دیں۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ یا پی اینڈ ڈی میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا کوئی تک نہیں بنتا کہ وہ ہمیں کہیں کہ اتنے پیسے فلاں مد میں دینے ہیں۔ ان کی جو صحت سیکٹر میں اور ایجوکیشن سیکٹر میں priorities ہیں ان کو دیکھیں، ہمارے MPAs programme سے اس کو separate رکھیں۔ اس میں جتنا جھونکتے جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ براہ مہربانی یہ ہمیں اس بات کی آزادی دیں کہ ان funds کو ہم اپنی مرضی سے لگائیں۔ میں اس وقت کے لئے آپ کا بڑا مشکور و ممنون ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ انجینئر قمرالاسلام صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا علاقہ چونکہ پوٹھوہار کا علاقہ ہے اس لئے میں کچھ باتیں زراعت کے حوالے سے کروں گا۔ ہمارے علاقے کا انحصار قدرتی بارش پر ہے، اس حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ پھلوں اور سبزیوں کی زیادہ سے زیادہ کاشت کے لئے کچھ اقدامات کئے جائیں۔ پچھلے بجٹ میں سبزیوں کی کاشت بڑھانے کے لئے، سبزیوں کی storage بڑھانے کے لئے tunnel technology کی مد میں کچھ funds مختص کئے گئے تھے۔ پہاڑی علاقوں میں natural streams ہیں، قدرتی ندی نالے ہیں اگر قدرتی water courses کی development کے لئے بھی کچھ

additional funds مختص کئے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔اسی طرح gravity flow کے تحت جس پر pumps لگائے جاتے ہیں ، سبزیوں کے علاقوں میں ان کی development کے لئے آبپاشی کا بندوبست کیا جائے۔ جیسا کہ ابھی مخدوم صاحب نے بھی فرمایا کہ development schemes کے لئے جو پیسے مختص کئے جاتے ہیں اس میں flexibility ہونی چاہئے۔ اس میں rigidness ہوتی ہے اور پابندی لگا دی جاتی ہے، میں اس کی مثال یہ دوں گا کہ میرے حلقہ میں ایک سکول ہے جس میں ایک ہزار بچیاں پڑھتی ہیں اور اس میں صرف پانی کا مسئلہ تھا۔ موجودہ سکیم میں اس کے لئے recommendation دی، صرف 95ہزار روپے کے خرچہ سے اس سکول میں پانی مہیا ہو سکتا تھا لیکن اس سکیم کو یہ کہہ کر reject کر دیا گیا کہ پانچ لاکھ روپے سے کم کی سکیم نہیں دی جا سکتی۔اب اس کا مطلب یہ ہے کہ 4لاکھ روپے فالتو اس سکول میں دے دیئے جائیں جہاں پر صرف 95ہزار روپے کی ضرورت تھی اس لئے اگر اس میں یہ flexibility قائم کر دی جائے کہ آپ اپنی مرضی سے سکیمیں دیں اور جہاں پر تھوڑے پیسوں کی ضرورت ہے وہاں پر تھوڑے پیسے لگائے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں محکمہ بلڈنگ کے حوالے سے بھی بات کروں گا، ہمارے حلقوں میں بہت سے سکول ایسے ہیں جن میں صرف چھتیں cracks ہیں۔ جب اس کا estimate بنتا ہے محکمہ بلڈنگ کہتا ہے کہ چھت کا estimate بنانے اور چھت کی تعمیر کے لئے کوئی provision نہیں ہے، آپ پوری عمارت دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح ہمارے غریب صوبے کے وسائل کا ضیاع ہے اور زیادتی ہے۔ اگر صرف چھت تبدیل کرنے سے وہ سکول چل سکتا ہے تو ٹھیک ہے ،اس میں flexibility ہونی چاہئے۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے codes ہیں یا P&D کا جو طریق کار ہے اس میں بھی تبدیلی کی جائے تاکہ جو دستیاب بجٹ ہے اس کا ہم بہترین استعمال کر سکیں۔ اس حوالے سے میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ تعلیمی اداروں میں جو missing facilities ہیں وہ اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ کہیں صرف شیشے لگنے ہیں، کہیں صرف wash room بننا ہے، اس حوالے سے ممبران پر جو قدغن ہے کہ through Buildings Department ہی کام کروایا جائے اس کو ختم کرکے جو School Councils بنی ہوئی ہیں already جس کے funds through School Councils خرچ ہو رہے ہیں، جس کے پرنسپل، ہیڈ ماسٹر اور معززین علاقہ ممبران ہوتے ہیں، میری یہ گزارش ہوگی کہ school councils کے through ایک یا ڈیڑھ لاکھ روپے خرچ کرنے کی سہولت مہیا کی

جائے۔اس سے یہ ہو گا کہ کم پیسوں میں missing facilities ہمارے دیہاتی سکولوں میں پوری ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں واٹر سپلائی سکیموں کے حوالے سے بات کروں گا۔ میرے حلقہ میں کم از کم 80 واٹر سپلائی سکیمیں وہ ہیں جو abandoned ہیں، رُکی ہوئی ہیں۔ شروع میں ان کا کہیں bill pay نہیں کیا گیا پھر اس کے بعد پائپ بھی اکھاڑ کر لے گئے۔ اب جب ہم اس کی rehabilitation کی بات کرتے ہیں تو اس کا تخمینہ 40 سے 50 لاکھ روپے بنتا ہے جو پھر وسائل کے ساتھ ایک زیادتی ہے۔ پچھلے سال بھی میں نے یہ تجویز دی تھی کہ کچھ چھوٹی بستیاں موجود ہیں،اس واٹر سپلائی کے head کے اندر hand pumps کی بھی ممبران کو اجازت دے دی جائے،flexibility دے دی جائے کہ کسی ایک آبادی، کسی ایک ڈھوک میں اگر ایک hand pump لگانے سے 20 سے 30 گھروں کے پانی کا مسئلہ حل ہوتا ہے تو خواہ مخواہ وہاں پر ایک بڑی واٹر سپلائی سکیم جو کہ 60 سے 80 لاکھ میں بنتی ہے لگائی جائے اور ویسے بھی اس نے پھر بند ہونا ہوتا ہے۔ چونکہ community کا جو تصور ہے بد قسمتی سے پنجاب میں develop نہیں ہو سکا۔یہاں تک کہ bills pay نہیں ہوتے اور پھر اگر واٹر سپلائی سکیم چلانی ہے تو میری اس میں گزارش یہ ہے کہ یا تو محکمہ اس کا ذمہ لے، محکمہ اس کو چلائے تاکہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے واٹر سپلائی متاثر نہ ہو سکے کیونکہ اکثر ٹرانسفارمر ہی چوری ہو جاتے ہیں۔ یہی میری چند گزارشات خصوصاً پانی کے حوالے سے اور محکمہ تعلیم کے حوالے سے تھیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!ان کو اب وقت نہیں ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر ٹائم ہوا تو آخر میں ان کو وقت ملے گا۔الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے pre budget بحث میں حصہ لینے کی اجازت دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ قال تذرعون سبع سنین دأبا فما حصدتم فذروہ فی سنبلہ الا قلیلا مما تاکلون۔

حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے مصر کی معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے یہ طریقہ بتایا تھا کہ جن سالوں میں اجناس بہتر ہوں اس زمانے میں حسب ضرورت استعمال کر کے باقی اجناس کو آئندہ سالوں

کے لئے محفوظ کر لیا جائے تو اسی کو ضابطہ حیات بناتے ہوئے ہمارے ماہرین اقتصادیات و معاشیات کو چاہئے کہ اپنی آمدن اور خرچ کو دیکھ کر long term منصوبے بنائیں، ظاہری بات ہے کہ ہمیں ترقیاتی فنڈز تب ہی ملیں گے جب خزانے میں پیسا ہو گا اس لئے ضروری ہے کہ ذرائع آمدن بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ ہمارے ہاں عام رواج تو یہی ہے کہ ٹیکسوں کے ذریعے سے اپنے خزانے کو مستحکم کیا جاتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ پاک نے ہمیں جو قدرتی وسائل دیئے ہیں ان میں تیل، لوہا اور کوئلہ کے وافر ذخائر موجود ہیں اسی طریقے سے ہم نے کل بھی کالا باغ ڈیم کے بارے میں بریفنگ سنی کہ اگر یہ بن جاتا ہے تو پاکستان کی معیشت پر بڑا اچھا اثر پڑ سکتا ہے، میں یہ کہوں گا کہ جتنے بھی وسائل ہیں انہیں بروئے کار لانا چاہئے۔ ابھی چند دن پہلے ڈاکٹر ثمر مبارک مند نے ایک بیان دیا ہے کہ پاکستان میں کوئلہ اتنی مقدار میں موجود ہے کہ اگر اسے نکالا جائے تو آٹھ سو سال یعنی آٹھ صدیوں کے لئے ہمارے پاکستان کی ضرورت سے بڑھ کر کام آتا رہے گا تو ہم اپنے قدرتی وسائل کو کیوں نہیں نکالتے؟

جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جب چنیوٹ سے لوہے کے ذخائر دریافت ہو رہے تھے تو اس کمپنی کے ایک انجینئر سے میری بات ہوئی تھی انہوں نے کہا کہ ہم لوہے کے ساتھ ساتھ تیل کی بھی تلاش کرتے ہیں۔ اس وقت 12 کمپنیاں تیل تلاش کرتی تھیں انہوں نے بتایا کہ سب کمپنیوں کے رزلٹ کو چھوڑیں صرف ہماری کمپنی نے آج تک جتنا تیل دریافت کیا ہے اگر اس کی reports پر عمل کر لیا جاتا تو پاکستان کو ایک بیرل تیل بھی باہر سے نہ خریدنا پڑتا۔ اس وقت بلوچستان میں سونے اور چاندی کے ذخائر کا مسئلہ چلا ہوا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک ایسی مخلص کمیٹی ہونی چاہئے جو پاکستان کے اندر موجود وسائل کا پتا چلائے اور ان کی monitoring ہو، وہ دیکھے کہ وہ معاملہ کہاں تک پہنچا ہے اس کے نکالنے میں کیا کیا رکاوٹیں ہیں؟ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ سعودی عرب کے معلمین حاجی اکٹھے کرنے کے لئے یہاں پاکستان آتے تھے تاکہ وہ ان کی کمائی سے اپنا روزگار چلا سکیں لیکن جب سے سعودی عرب نے تیل کے ذخائر استعمال کرنا شروع کئے ہیں تو انہوں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بھیک کا کشکول توڑ دیا ہے اور آج وہ رشک عالم بنا ہوا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے ملکی وسائل کو بروئے کار لایا جائے تو ہماری معیشت کافی سنور سکتی ہے اور ہمارے حکمران جو کشکول لے کر باہر کے ملکوں میں جاتے ہیں شاید اس کی ضرورت نہ پڑے۔ میں یہاں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ سنا جا رہا ہے کہ یہ قدرتی ذخائر نکالنے کے لئے غیر ملکی کمپنیاں خاص طور پر یہودی، اسرائیلی اس میں interest لے رہی ہیں۔ خدارا یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں لہذا اپنے ذخائر ان کے حوالے ہرگز نہ کئے

جائیں۔حقیقت بات ہے، ہم کہتے ہیں اور ہمارا دعویٰ بھی ہے کہ پاکستان ہمارے لئے عزت کا سامان ہے اور دوسرے ملکوں والے ہمارے لئے فکر مند ہوتے ہیں کہ پاکستان میں کیا ہو رہا ہے ؟ان کا یہ تجزیہ ہے کہ اگر پاکستان کے اندر سے جھوٹ اور منافقت ختم ہو جائے تو پاکستان دنیا میں جنت کی نظیر پیش کرے۔

جناب سپیکر!اب میں مقامی مسائل کی طرف آنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نہیں۔آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے لہذا اب wind up کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ wind up کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!چنیوٹ کو ضلع بنے دو سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک ڈسٹرکٹ کمپلیکس کے لئے زمین مہیا نہیں کی گئی۔ ہمارے ای ڈی او ہیلتھ نے مطالبہ بھی کیا ہے کہ ہمیں نیا ہسپتال بنانے کے لئے زمین مہیا کی جائے لیکن ابھی تک انہیں زمین نہیں دی جا رہی، ڈاکٹر اور دیگر عملے کی نہایت کمی ہے۔ ہر یونین کونسل کی سطح پر پینے کے صاف پانی کے لئے فلٹریشن پلانٹ لگائے جانے تھے لیکن میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ پورے پنجاب کے لئے صرف دو ٹھیکے دار ہیں اس لحاظ سے تو اتنی یونین کونسلوں میں فلٹریشن پلانٹ لگاتے لگاتے چنیوٹ کی باری کب آئے گی ؟کسی دانشور نے کہا تھا کہ اگر تمام مسائل کا ایک جواب تلاش کرنا چاہیں تو وہ کیا ہو گا وہ ہے تعلیم لہذا میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے بنائے جائیں چونکہ ان کی سخت ضرورت ہے ۔جب وزیر اعلیٰ پنجاب ہمارے ہاں تشریف لائے تھے تو انہوں نے دو بچوں کے اور دو بچیوں کے ہائی سکول بنانے کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک ان کی تعمیر شروع نہیں ہوئی۔ہمیں ہائر سیکنڈری سکول کی ضرورت ہے لیکن ابھی اس پر توجہ نہیں دی جا رہی۔پنجاب کے چار پسماندہ اضلاع کو پچپن پچپن کروڑ روپے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا ان میں ہمارا ضلع بھی شامل تھا اس مد سے 13 کروڑ روپے ملے ہیں لیکن باقی ابھی تک نہیں ملے اس لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس میں کوئی ہدایت جاری کریں۔

جناب سپیکر!ہم سمجھتے ہیں کہ زراعت جو ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے میری درخواست ہو گی کہ ہمارے کاشتکار بھائیوں کو سہولتیں مہیا کی جائیں، وہ سڑکیں جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں انہیں مرمت کیا جائے۔میں بڑی مدت سے ساڑ مراد والا روڈ کے لئے درخواست کر رہا ہوں کہ وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور وہاں آئے روز ڈکیتیاں ہوتی ہیں لیکن وہ مرمت نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔ ابھی سارے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ یہاں جو سکیمیں بنائی جاتی ہیں سال ختم ہو جاتا ہے لیکن وہ لاہور سے چلتے چلتے اپنے شہروں میں نہیں پہنچتیں اس بارے میں میری تجویز ہے کہ اس نظام کو آسان کیا جائے اور انہیں کمشنر level پر لایا جائے تاکہ انہیں جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اب آخری point یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے آخری کہہ دیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آخری point یہ کہ ہم نے PILDAT کی رپورٹ میں پڑھا ہے کہ ضلع چکوال اور بعض اضلاع کو سترہ سترہ سو روپے دیئے گئے ہیں لیکن چنیوٹ کو صرف -/360 روپے دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس عدم توازن سے ہماری ترقی نہیں ہو سکتی۔ لہذا کوئی ایسا طریقہ بنایا جائے کہ خاص طور پر ایسے اضلاع جو پسماندہ ہیں اور وہ ترقی کرنا چاہتے ہیں ان کے فنڈز زیادہ نہیں تو کم از کم لاہور کے تو مساوی ہونے چاہئیں۔ بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد حفیظ اختر چودھری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب سپیکر! میں پہلے تو فنانس منسٹر صاحب، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے سیکرٹری صاحب، چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور سب لوگوں کو یہ چیز یاد کراؤں گا کہ رانا ثناء اللہ خان نے حکومت پنجاب کی طرف سے ہمیں PILDAT کے سیمینار کے اندر commitment on the Southern Punjab issue کی ہے he said کہ اس سال کا کم از کم 35 فیصد ڈویلپمنٹ بجٹ جنوبی پنجاب کے لئے رکھا جائے گا۔ فنانس منسٹر صاحب! آپ کی توجہ چاہئے کہ لاء منسٹر صاحب نے حکومت پنجاب کی طرف سے جنوبی پنجاب کے لئے کم از کم 35 فیصد رکھنے کی commitment کی ہے، آپ بھی مہربانی کر کے اس پر note بنا لیں پھر اس سے آگے چلتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ Monday کو بھی بولے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں، وہ کسی اور مسئلے پر بولے تھے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بولے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں بولے تھے۔آپ تشریف رکھیں۔اسمبلی سیکرٹریٹ note کر رہا ہوتا ہے۔ کوئی repeat نہیں ہو رہا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ interruption کا ٹائم درمیان سے نکال دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بے فکر رہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک بڑی بنیادی سی بات ہے کہ بجٹ کسی بھی ادارے اور کسی بھی حکومت کی آمدنی اور خرچے کی statement ہے ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہمیں آمدنی کہاں سے ہوتی ہے اور ہم خرچہ کہاں کر رہے ہیں اور یہ خرچہ کرنے کے لئے ہم اپنی priorities بناتے ہیں کہ ہماری priorities کیا ہیں؟ حکومت پنجاب کا تقریباً 80 فیصد سے تھوڑا سا زیادہ وفاق سے Federal transfers این ایف سی کے تحت ملتا ہے اور تقریباً 20 فیصد سے تھوڑا سا کم ہم اپنا خود generate کرتے ہیں۔ہمیں NFC سے جو پیسے آتے ہیں ان کو لینے کے لئے ایک NFC ایوارڈ ہے جس کے بارے میں، میں نے پہلے بھی چھوٹی سی Constitutional violation point out کی ہے اور وہ ابھی تک چل رہی ہے۔ اس کے بعد وفاقی حکومت نے ہمارے ساتھ 31۔دسمبر 2010 کو ایک چالاکی کی ہے۔ وفاقی حکومت نے ایک S.R.O issue. کیا ہے جس کے تحت انہوں نے agricultural commodities پر three and half percent tax لگا دیا ہے۔میں آئین کی کتاب کو بہت مقدس سمجھتا ہوں لہذا اسی سے عرض کروں گا۔آئین کے Article-77 میں لکھا گیا ہے کہ:

77. Tax to be levied by the law only.

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ٹیکس لگانے کی power صرف law کے پاس ہے اور اس کی explanation میں آگے لکھا گیا ہے کہ:

77. No tax shall be levied for the purposes of the Federation except by or under the authority of Act of [Majlis-e-Shoora (Parliament)].

تو پارلیمنٹ نے یہ law پاس نہیں کیا اگر ہم آگے چلیں تو Fourth Schedule کے اندر ایک Federal Legislative list دی گئی ہے جس میں واضح طور پر وفاقی حکومت کے اختیارات بیان کر دیئے گئے ہیں۔وفاقی حکومت جو کام کر سکتی ہے ان کے بارے میں نمبر 47 میں لکھا گیا ہے کہ:

Fourth Schedule. Sr. No. 47. Taxes on income other than agricultural income.

اس کے مطابق تو agricultural income کے اوپر وفاق کا دائرہ اختیار ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ Article-162 کو دیکھ لیں جس میں لکھا ہوا ہے کہ:

162. Prior sanction of President required to Bills affecting taxation in which Provinces are interested.

اور اسی میں آگے کہا گیا ہے کہ:

…which varies the meaning of the expression "agricultural income"

تو یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے تحت میرے نقطہ نظر سے یہ ساڑھے تین فیصد ٹیکس غیر قانونی ہے یا کم از کم وفاق کا اس پر حق نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس ٹیکس کے بارے میں اس اسمبلی کی طرف سے ایک بڑا زور دار message جانا چاہئے کہ ہم جاگ رہے ہیں اور وفاق جہاں پر ہمارے دائرہ اختیار میں دخل اندازی کی کوشش کر رہا ہے اسے ہم برداشت نہیں کریں گے۔ اب میں آپ کو اس کا impact بتاتا ہوں۔ 80 percent agriculture ہمارے صوبہ پنجاب میں ہو رہی ہے۔ اس ٹیکس کو وفاق نے چالاکی کے ساتھ لگایا ہے اگر اس کے تحت 100 روپے اکٹھے ہوں گے تو اس میں سے 80 روپے ہم دیں گے۔ اب یہ Divisible Pool میں چلے جائیں گے اور اس میں سے پھر ہمیں این ایف سی ایوارڈ کے تحت کچھ پیسے واپس ملیں گے۔ ان 80 روپے میں سے ہمیں واپس 28 روپے مل سکیں گے۔ کل رقم 100 روپے اکٹھے ہوئے جس میں سے 80 روپے ہم نے دیئے جبکہ 20 روپے باقی صوبوں نے دیئے جس میں سے ہمیں واپس صرف 28 روپے ملیں گے۔ یہ وفاق کی طرف سے وسائل کا transfer ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس حوالے سے ہم یہاں سے ایک متفقہ message بھیجیں کہ ہم وفاق کو اپنے دائرہ اختیار میں interfere نہیں کرنے دیں گے۔ یہ سب کچھ ہم اپنا revenue generate کرنے کے لئے کریں گے۔

جناب سپیکر! ہمارے development budget کا زیادہ تر حصہ بڑے شہروں پر خرچ ہوتا ہے۔ مختلف reports آئی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ ضلع چنیوٹ پر سب سے کم جبکہ لاہور پر سب سے زیادہ funds خرچ کئے جاتے ہیں۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ زیادہ funds بڑے شہروں پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ بڑے شہروں کی development کے لئے ہم بڑے شہروں پر ہی ٹیکس لگائیں۔ دنیا میں کچھ municipal taxes اور کچھ regional taxes ہوتے ہیں تو بڑے شہر

خود اپنے revenue generate کریں اور اپنی development کے اوپر ان کو خرچ کریں۔اگر میں ڈیرہ غازی خان سے آکر لاہور میں رہ رہا ہوں اور لاہور کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہوں تو پھر مجھے لاہور میں رہتے ہوئے اسی ratio سے ٹیکس بھی دینا ہو گا۔ہمارے خزانے پر بڑے شہروں کی development کا جو بوجھ پڑتا ہے وہ اس طریقے سے کم ہو سکے گا اور وسائل دیہی اور پسماندہ علاقوں کے لئے available ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ یہ سوچنا بھی ضروری ہے کہ ہم نے اپنے اخراجات کو کس طرح کم کرنا ہے۔ہمارے صوبے کے non-development expenditures بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔بہت ساری چیزیں ہم صرف symbolic values کی خاطر کرتے ہیں اگر ہمارے senior officers and senior parliamentarians اپنے جاہ وجلال اور شان وشوکت کے اندر کچھ کمی کریں گے تو اس سے بھی ہمارے اخراجات میں کمی آئے گی۔شاید big picture میں یہ بہت چھوٹی سی amount ہو گی لیکن اس کا message بہت اچھا جائے گا۔آپ fifties میں چلے جائیں، thirties میں چلے جائیں تو معلوم ہو گا کہ اس ایوان کے پرانے ممبران اور منسٹروں کی کوئی شو شا، سرکاری گاڑیاں اور خصوصی پروٹوکول وغیرہ نہیں ہوتا تھا اور وہ بااختیارات وزیر ہوتے تھے۔اب ماشاء اللہ شو شا تو بہت زیادہ ہے لیکن اختیارات بہت کم ہو گئے ہیں۔شاید آپ نے مراعات لے کر اختیارات کا سودا کر لیا ہے۔خدارا بڑے لوگوں کی مراعات کو کم کرنے کے لئے اچھے طریقے سے ایک message دیں۔ صرف یہ announce کر دینا کہ ہم وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم سیکرٹریٹ کے 20/30 فیصد اخراجات کم کرنے کا اعلان کرتے ہیں اور پھر اس پر عملدرآمد نہ ہونا انتہائی تکلیف دہ امر ہے کیونکہ اگلی دفعہ جب بجٹ کی amounts آتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اخراجات کم ہونے کی بجائے اور زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ایسی باتیں حکومت کی ساکھ کو خراب کرتی ہیں اس لئے ایسے اعلانات کئے جائیں یا ایسے steps لئے جائیں جو کہ practical بھی ہوں۔

جناب سپیکر!میرا اگلا concern staggering debt of wheat کے حوالے سے ہے۔گندم کی storage پر جو رقم خرچ ہو رہی ہے اس بارے میں بہت زیادہ سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے۔میری calculation کے مطابق ہم ہر سال تقریباً 20۔ارب روپے اس پر interest charges دے رہے ہیں۔یہ گندم ہم پاکستان کے لئے store کر رہے ہیں۔صوبہ پنجاب پاکستان کا food basket ہے لیکن اس کا inventory carrying cost پنجاب برداشت کر رہا ہے۔آپ

اس حوالے سے مہربانی کر کے وفاق کے ساتھ کوئی لائحہ عمل طے کریں کہ یہ inventory carrying cost وفاق برداشت کرے کیونکہ ہم نے گندم کی یہ storage باقی صوبوں کے لئے کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میری اگلی گزارش priority determine کرنے کے حوالے سے ہے۔ ہم مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہمارا پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور ہمارا صوبہ ایک زرعی صوبہ ہے۔ ہماری agricultural based economy ہے اور جب تک ہم اپنی agriculture کو support نہیں کریں گے تو اس وقت تک ہم ترقی نہیں کر سکیں گے۔ زراعت ہمارے لئے number one priority ہونی چاہئے۔ اس وقت دنیا کے اندر economic crisis ہے اور ہمارا اپنا ملک بھی شدید قسم کے معاشی بحران کا شکار ہے۔ ہمیں جس چیز نے ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے وہ ہماری زراعت ہے۔ اسی زراعت کی وجہ سے ہی ہمیں بھوک نہیں آ رہی کیونکہ ہمارے کھیت سونا اگل رہے ہیں۔ ہمیں اس زراعت کے شعبے کو encourage کرنا چاہئے۔ ہم زراعت کے پیشے سے منسلک لوگوں کو direct or indirect taxation کر کے نہ دبائیں۔ ہمیں ان کو encourage کرنا چاہئے۔ اس farmer کی وجہ سے ہی لبرٹی مارکیٹ اور انار کلی کے بازاروں کی رونق بحال رہتی ہے۔ کسان کپاس اگاتا ہے، بازار میں لاتا ہے تو پھر ہی فیصل آباد کی ملیں چلتی ہیں۔ ہم نے اس farmer کو آگے لے کر چلنا ہے اگر کسان ترقی کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا ملک بھی ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! چند دن پہلے وقفہ سوالات کے اندر میں دیکھ رہا تھا اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بھی بتایا تھا کہ ہمارا منصوبہ اور vision یہ ہے کہ ہم 2020-2025 تک 5 ملین ٹن storage کی capacity بنائیں گے۔ اس وقت ہمارے پاس storage کی یہ capacity نہیں ہے۔ ہم نے پچھلے سال 6 ملین ٹن گندم خریدی تھی تو مہربانی کر کے wheat storage پر ایک priority wise کام کریں کیونکہ جب ہم گنجیاں بنا کر رکھتے ہیں تو گندم کی اس irregular storage میں ہمیں 8 سے 10 فیصد loss ہوتا ہے۔ ہمیں proper wheat storage کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح سبزیوں اور فروٹ کی storage کے لئے بھی ہمیں جدید طرز کے Cold Storages بنانے چاہئیں۔ ان کی storage کے لئے ہمیں جدید اور بہتر انداز اپنانا چاہئے۔ یہ کام پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کے تحت بھی کئے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے لئے سب سے اہم چیز بیج اور پانی ہوتا ہے۔ پانی کے بہتر استعمال کے لئے میری گزارش ہو گی کہ ہم compulsory Laser levelling کریں کسی کو اس میں

choice نہ ہو، حکومت جائے اور Laser levelling کرے کیونکہ ہم نے پانی کے استعمال کی efficiency بہتر کرنی ہے۔اسی طرح sprinkle irrigation اور drip irrigation کے ذریعے پانی کو efficiently استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے پانی کے resources بڑی تیزی کے ساتھ کم ہو رہے ہیں۔ ہم water deficient country ہیں۔اگر آپ اعداد و شمار اٹھا کر دیکھیں تو Pakistan is a water deficient country. So whatever water we have, we have to conserve it and use it wisely. تو ان چیزوں پر subsidy دینے کے لئے اور ان کی encouragement کے لئے ہمیں محکمہ زراعت کے ذمہ داروں کے ساتھ بیٹھ کر سنجیدگی سے planning کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ water course کو پکا کرنے، Laser levelling, sprinkle irrigation and drip irrigation کے لئے زیادہ سے زیادہ funds مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! ہم seed research کے لئے اربوں روپے دے رہے ہیں لیکن بد قسمتی سے ہمارے پاکستان کے اندر کسی بھی نئے seed کی ورائٹی نہیں آ سکی۔ باقی دنیا نے اس شعبے کے اندر بہت زیادہ ترقی کی ہے ہمیں اس سے استفادہ کرنا چاہئے۔ ہمارے برادر ملک چین میں زراعت کے حوالے سے بہت زیادہ ریسرچ ہو چکی ہے۔ پنجاب حکومت ان کی ریسرچ سے فائدہ اٹھائے۔آج کل ہم ترکی اور چین کے ساتھ بہت زیادہ close ہو رہے ہیں تو ہم ان سے سیکھیں۔ ہم ان غیر ملکی visits سے عملی طور پر کوئی فائدہ بھی حاصل کریں، اگر ہم چین سے seed import کریں تو اس سے بھی ہماری زراعت میں بہتری آ سکتی ہے۔ایوب خان کے زمانے میں میکسی پاک کا بیج import کیا گیا اور اس کی وجہ سے ایک agricultural revolution آ گیا تھا۔Livestock کے شعبے میں ڈیری فارم اور دودھ کی پیداوار بڑھانے پر زور دیا جا رہا ہے مگر meat production پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جا رہی۔ جس طرح زیادہ دودھ دینے والی نسلیں ہیں اسی طرح زیادہ گوشت دینے والے جانوروں کی افزائش کی جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت power sector میں ہم بہت بڑے crisis سے دوچار ہیں۔آپ کو 2002 کی power policy allow کرتی ہے کہ آپ پچاس میگا واٹ تک اپنی power generate کر سکتے ہیں۔ایک research study کے مطابق پنجاب کے falls barrages and canals پر چھ ہزار میگا واٹ کا potential موجود ہے۔اس حوالے سے 330 sites identify کی گئی ہیں۔160 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کے projects تو ملتان، فیصل آباد، سرگودھا، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور کی canals کے flows پر بنائے جا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس ایسے projects ہیں کہ جن کی

feasibilities بھی تیار ہیں۔چشمہ جہلم لنک کینال پر چوالیس میگاواٹ کا project بن سکتا ہے، رسول ہائیڈرو پاور جہلم پر بیس میگاواٹ کا project بن سکتا ہے، پنجند ہائیڈرو پاور چناب پر پندرہ میگاواٹ کے project کی feasibility تیار ہے۔بلوکی اور سلیمان کی لنک کینال پر نو اور گیارہ میگا واٹ کے projects کی feasibilities تیار ہیں۔میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ مہربانی کر کے ان projects کے لئے funds مختص کئے جائیں اور اگر ہو سکے تو private public partnership کے تحت ان منصوبوں پر کام کیا جائے۔

جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کے اندر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے نام سے ہمارا ایک بہترین project چل رہا ہے جو کہ private public partnership کی ایک excellent مثال ہے۔اس کے تحت حکومت پرائیویٹ سکولوں کی مدد کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت ان سکولوں کی performance کو بھی check کرتی ہے اگر وہ اچھا result لاتے ہیں تو ان کو پیسے ملتے ہیں، نہیں لاتے تو نہیں ملتے۔Performance based system بہت کامیابی سے چل رہا ہے۔بد قسمتی سے محکمہ تعلیم کا اپنا نظام fail ہو چکا ہے۔دانش سکول اس سسٹم کو نہیں بچا سکیں گے۔ Endowment Fund ایک بہت great initiative ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔میری اس حوالے سے گزارش ہے کہ ہمارے پنجاب کے سب سے پسماندہ علاقے tribal area کے لئے ایک special کوٹا رکھا جائے۔

جناب سپیکر! وقت کی کمی کی وجہ سے میں مختصر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔میری یہ گزارش ہے کہ ہر یونین کونسل کے اندر یونین کونسل کا ایک Complex بنا دیں جس میں ہسپتال، گرلز سکول، بوائز سکول، تھانہ اور پٹوار خانہ ہو تاکہ لوگوں کو یہ تمام سہولتیں ایک ہی جگہ پر اپنی یونین کونسل میں میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان کے لئے ایک میڈیکل کالج announce کیا گیا تھا میری گزارش ہے کہ اس کے لئے پیسے بھی رکھ دیں۔Tribal Area Development Programme پچھلے تین سال سے چل رہا ہے۔تین سال پہلے اس کے لئے 3۔ارب روپے رکھے گئے تھے لیکن اس کے funds کی release نہ ہونے کے برابر ہے۔رودکوہی ہر سال اربوں روپے کا نقصان کرتی ہے۔میری گزارش ہے کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں Hill Torrent Management کا comprehensive پروگرام بنایا جائے۔

جناب سپیکر! موجودہ سیلاب کی زد میں جنوبی پنجاب آیا اور وسیع پیمانے پر تباہی ہوئی، جس کی وجہ سے ہمارا infrastructure تباہ ہو گیا ہے۔ مہربانی کر کے اس علاقے میں ترجیحی بنیاد پر reconstruction and rehabilitation کی جائے۔ فورٹ منرو میں tribal area تحصیل کا ہیڈکوارٹر بنایا جائے۔ Tribal area تحصیل وہ واحد تحصیل ہے کہ جس کا ہیڈکوارٹر نہیں ہے اور تحصیل کے تمام دفاتر تحصیل کی حدود سے باہر ڈیرہ غازی خان شہر میں ہیں۔ لہذا یہاں پر تحصیل ہیڈکوارٹر، ہسپتال، کالج اور دیگر سہولیات میسر کی جائیں۔ یہاں پر پوری تحصیل میں ایک بھی کالج نہیں ہے۔ اس علاقے میں boys and girls کے لئے کوئی کالج نہیں ہے۔ فورٹ منرو مری کا alternate بن سکتا ہے میں درخواست کروں گا کہ اس پر توجہ دیں۔ فورٹ منرو کی water supply کے بقایا جات ادا کر کے اس کی مرمت اور اس کا بندوبست P.H.E.D کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن لغاری صاحب! اب تشریف رکھیں اور باقی in writing دے دیں کیونکہ آپ already زیادہ وقت لے چکے ہیں۔ جناب جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے تین سالوں سے یہاں جو ایک رسم وزیر تخمینہ جات کی طرف سے ڈالی گئی ہے کہ ہر سال اوائل تخمینہ جات پر بحث کی جائے یہ بڑی خوش آئند بات ہے تاکہ بجٹ کے آنے تک ہم اپنے اپنے مسائل ان کو بتا سکیں، ایک بات سنتے سنتے ہمارے بال بھی سفید ہو گئے ہیں کہ یہ ملک زرعی ملک ہے اس کے اتنے وسائل ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جب یہ زرعی ملک ہے تو آج تک زراعت کی طرف کسی نے اس طرح سے توجہ نہیں دی۔ تمام حکمران کا خواہ موجودہ ہیں یا پچھلے ہیں سب کا اپنی اپنی mills کی طرف تو بہت دھیان گیا لیکن زراعت کی تحقیق کے اوپر بہت کم توجہ دی گئی۔ میں وزیر تخمینہ جات سے یہ گزارش کروں گا کہ زراعت کی تحقیق کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم رکھی جائے تاکہ زراعت کے لئے اچھے بیج پیدا کئے جائیں اور نئی سے نئی قسم سامنے لائی جائے۔ آج میں وزیر صاحب سے یہ کہوں گا کہ آنے والے اجلاس میں اس بات پر بحث کی جائے اور باقاعدہ ایک دن رکھا جائے کہ کھادوں اور بیج پر سبسڈی دے کر ان کو سستا کیا جائے۔ میں تمام حضرات سے جتنے ممبران ہیں بشمول سپیکر صاحبان کے اور وزیر صاحب کے سب کو درخواست کروں گا کہ یہاں پنجاب اسمبلی سے ایک قرارداد پاس کی جائے کہ FFC کی جو یوریا کھاد ہے، آپ اپنے محکمہ خزانہ کے بندے خفیہ طور پر بھیجیں جو دیکھیں کہ یوریا جو پاکستان میں بن رہی ہے، اس موسم میں بھی تین ساڑھے تین سو سے اوپر اس کی قیمت نہیں جانی چاہئے لیکن گیارہ ساڑھے گیارہ سو روپے کی بیچی جا رہی ہے۔ اس طرح زمیندار کا خون

چوسا جارہاہے اور تمام بوجھ زمیندار پر ڈالا جارہاہے۔ اس پر غور کیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ کرم کش ادویات کو بھی یہاں produce کیا جائے تو آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر! ہمارا سب سے بڑا مسئلہ energy کا ہے روزانہ ٹیلیویژن پر بحث کی جاتی ہے، اخبارات میں خبریں ہوتی ہیں کہ ہمارے پاس power generation نہیں ہے تو میرے پاس بہت اچھی تجویز ہے اور یہ میری نظر میں بہت اچھی تجویز ہے آپ لوگوں کو پسند ہو یا نہ ہو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ یہ ہے کہ ہم جتنے ایم پی ایز اور ایم این ایز ہیں اپنے اپنے دیہاتوں میں energy بھیجے جارہے ہیں جس کو gaso line کہتے ہیں۔ وہ natural source ہے وہ انڈسٹری کے لئے ہونی چاہئے اور دیہاتوں میں Bio Gas کے لئے کوئی ایسا سلسلہ کیا جائے کہ جو ہر گاؤں میں نہیں تو ہر دو گاؤں میں ایک بڑا Bio Gas Plant لگایا جائے۔ میرے پاس وہ سسٹم ہے اگر جناب وزیر تخمینہ جات یا کسی اور نے دیکھنا ہو تو میں دکھا سکتا ہوں۔ ہم ایسا سلسلہ کریں کہ Bio Gas Plant ہر دیہات میں لگائے جائیں اور سبسڈی کے طور پر لگائے جائیں اور وہاں سے آپ energy بھی پیدا کر سکتے ہیں اور وہ گھر میں جلائی بھی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ایک اور چیز جو ہم ضائع کر رہے ہیں اور پانی میں دن بدن کمی آ رہی ہے، میں نے پچھلی تقریر میں بھی کہا تھا کہ ایسا project تیار کیا جائے کہ تمام بڑے شہر خاص طور پر جو دریا کے ساتھ ہیں جن میں لاہور، ملتان اور گوجرانوالہ ہیں ان شہروں کا جتنا بھی سیوریج کا wastage ہے، جتنا بھی سیوریج لائن کا پانی ہے اس پر فلٹریشن پلانٹ لگا کر دوبارہ دریا میں پھینکا جائے تاکہ ہماری irrigation کی کمی بیشی پوری ہو سکے۔ میری یہ تین چار گزارشات تھیں۔ میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب نے note نہیں کیں، بہر حال مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک جلال الدین ڈھکو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار محمد یوسف خان لغاری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری مونس الٰہی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے pre budget پر بحث کی اجازت دی۔ میں سب سے پہلے اپنے علاقائی مسائل کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! میرے علاقے میں بہت ہی پسماندگی ہے اور نورپور تھل خوشاب کا انتہائی پسماندہ علاقہ ہے۔ آج یہاں لابی میں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بھی تشریف رکھتے ہیں ان کی توجہ آپ کے توسط سے مبذول کراؤں گا کہ شیر گڑھ کے مقام پر دریائے جہلم پر پل ہے جو بھکر، مظفر گڑھ، لیہ اور ادھر کے سارے علاقوں کو اس علاقے سے منسلک کرتا ہے۔ اس کے لئے عرض ہے کہ آنے والے بجٹ میں اس کو کم از کم ongoing کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ میرے حلقے میں بیس سکولوں کی عمارات بن چکی ہیں جن میں ہائی سکول اور مڈل سکول بھی ہیں لیکن ان کی SNE ابھی تک نہیں ہو سکی وہ عمارات خالی پڑی ہیں اور ویران ہیں۔ ان عمارات کو سنبھالنا بھی بہت ضروری ہے اور بچوں کی لئے بھی ضروری ہے کہ اگر عمارات بنی ہیں تو انھیں تعلیم بھی دی جائے۔ اسی طرح دو BHUs اور تین ڈسپنسریوں کی عمارات تو کافی عرصہ سے بن گئی ہیں۔ حکومت پنجاب کی پالیسی تھی کہ ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک BHU ہو گا۔ میں نے پچھلے سال BHU آدھی کوٹ منظور کرایا، اس کی approval بھی ہو گئی، P&D نے allocation بھی کر دی، محکمہ خزانہ نے فنڈز بھجوا دیئے لیکن انھوں نے کوئی head غلط کر دیا اور وہ پیسے جون میں release نہ ہو سکے اور اس طرح وہ project اسی طرح رہ گیا جو کہ اب بھی اسی طرح ہی پڑا ہے۔ میری وہ یونین کونسل بہت بڑی ہے جہاں صحت کی کوئی سہولت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ایک بہت alarming situation ہے جس پر میں نے تحریک التوائے کار دی ہے۔ محکمہ تعلیم نے rationalization کے نام پر ایک تلوار چلائی ہے جو کہ پورے پنجاب میں چلی ہے اور محکمہ تعلیم نے نئے سکولوں کی opening بند کر دی ہے۔ مجھے تین کروڑ روپے South Package سے حصہ ملا تھا اس پر میں نے آٹھ نو سکول بنانے کے لئے کہا تھا، اس کی finalization and allocation ہو گئی لیکن مجھے آخر پر بتایا گیا کہ ہم نے نئے سکول بند کر دیئے ہیں اس pretext کے ساتھ کہ اب نجی سکول آ گئے ہیں تو نئے سکولوں کی ضرورت نہیں ہے جبکہ ہمارے پسماندہ علاقوں میں، پسماندہ اضلاع کے بارے میں یہاں لاہور میں بیٹھ کر فیصلہ دے دینا کہ وہاں نجی سکول ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہاں تو نجی سکولوں کا نام بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ لوگ afford بھی نہیں کر سکتے تو میرے وہ تین کے تین کروڑ ضائع ہو گئے۔ انھوں نے rationalization کے نام پر سکولوں کی opening بند کر دی اور مکتب سکول بھی بند کر دیئے، ہماری ایک ایک مسجد میں ایک ایک استاد ہوتا تھا اور چھوٹے بچے تیسری جماعت تک پڑھ کر بڑے سکولوں میں چلے جاتے تھے۔ انھوں نے ایک تلوار

چلائی اور ادھر لاہور میں بیٹھے بیٹھے کیسے approval ہو گئی؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیسے approve کروالیا اور سارے مکتب سکول بند کر دیئے گئے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کہا کہ ہم بیس بچوں پر ایک استاد نہیں دے سکتے اور انھوں نے بے شمار سکولوں کو بند کر دیا۔ اس طرح وہ بچے جو ان سکولوں میں پڑھتے تھے وہ جون جولائی کی چھٹیوں کے بعد سے فارغ بیٹھے ہیں۔ ہمارے ہاں فاصلے بہت زیادہ ہیں کیونکہ صحرائی علاقہ ہے بچے دور جا نہیں سکتے۔ یہ انتہائی ظلم کیا گیا ہے، اس میں کم از کم یہ کر لیتے کہ جن اضلاع یا شہروں میں یہ مشکل آ رہی تھی تو ان کو اس میں identify کیا جاتا، راجن پور، نور پور تھل، بھکر، چوبارہ اور لیہ جیسے علاقوں میں اپنی خوبصورت پالیسی enforce نہ کرتے۔ میں نے اور جناب سعید اکبر صاحب نے بھی اس کے متعلقہ تحریک التوائے کار جمع کرائی ہے۔ اس سلسلے میں تحصیل ہیڈ کوارٹر کی upgradation مانگنا چاہتا ہوں، NFC Award کی طرز پر ہمارے جو پسماندہ علاقے ہیں وہاں funds کی allocation نہیں ہوتی۔ ہمیں پسماندہ سمجھتے ہوئے فنڈز زیادہ نہیں دیئے جاتے تو کم از کم اتنے share تو دیں جو ہمارا حق ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں policy matters کی طرف آؤں گا یہ اچھا ہوتا کہ میرے بھائی چودھری ظہیر الدین بیٹھے ہوتے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں یہ کہا تھا کہ سکارپ ٹیوب ویل بند کر دیئے گئے ہیں اور پانی کی سطح اوپر آ رہی ہے۔ میں اس پر یہ کہوں گا کہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

پچھلے دور میں انہی بنچوں پر میں بھی تھا وہ بھی تھے اور جو Irrigation کی پالیسی بنائی گئی تھی تو میں نے اس وقت انتہائی مخالفت کی تھی۔ میں نے یہاں کھڑے ہو کر کہا کہ آپ اپوزیشن کے بنچوں پر چلے جائیں۔ سکارپ ٹیوب ویل پورے پنجاب میں بڑی رقم سے لگائے گئے تھے جو پوری study کے بعد لگائے گئے تھے لیکن by one stroke of pen سیکرٹری صاحبان کو پتا نہیں کیا خیال آیا کہ انھوں نے سکارپ ٹیوب ویل بند کر دیئے لیکن thanks to God کہ میرے چالیس بچ گئے۔ وہ سکارپ ٹیوب ویلوں کا واویلا کر رہے تھے، یہ پچھلے دور میں ہوا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سکارپ ٹیوب ویل بند نہیں ہونے چاہیئں تھے بلکہ اب پھر وہ لگنے چاہیئں اس سے لوگوں کو double edge benefit ہے ایک تو پانی کی سطح نیچے جاتی ہے اور دوسرا irrigation کے لئے پانی استعمال ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! آبیانہ کا flat rate اتنا بڑا قدم ہے یہ IMF اور ورلڈ بنک کے کہنے پر پورے پنجاب میں لگایا گیا ہے اس سے کسانوں کا معاشی قتل کیا گیا ہے۔ اب لاکھوں کروڑوں پتا نہیں کتنے روپے

کسانوں کے ذمہ بقایا ہیں وہ بے چارے روز حوالات میں پڑے ہوتے ہیں، اور وہ لوگ تو اپنا کیس بیان بھی نہیں کر سکتے۔ اس سلسلہ میں، میں پچھلے دور میں بھی عرض کرتا رہا ہوں اب پھر عرض کر رہا ہوں کہ خدارا پالیسی بناتے وقت کچھ ground realities کو بھی دیکھا کریں۔ آپ جس ٹہنی پر بیٹھے ہیں اگر آپ اس ٹہنی ہی کو کاٹ دیں گے تو آپ خود نیچے گریں گے۔ پچھلے کئی ادوار سے یہاں کسان کے بارے میں جو روّیہ اختیار کیا جاتا ہے تو آپ کی تمام معیشت کو سوائے زراعت کے کوئی اور چیز اٹھا نہیں سکتی۔ زراعت ہمارے ملک کی اور بالخصوص پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن ایسے ایسے اقدامات کئے گئے ہیں کہ کہیں PEDA بنایا گیا ہے، کہیں flat rate آبیانہ لگا دیا گیا ہے۔ کہیں سولر انرجی کے نام پر ٹریکٹر بند کروا دیئے گئے ہیں۔ ان پالیسی سازوں اور think tanks کی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کہاں کے پالیسی ساز اور think tanks ہیں؟ یہ سارے کے سارے بگڑے منہ انگریزی بولنے والے Consultants بن کر آ جاتے ہیں۔ مجھے بھی وہ Consultants ملے ہیں، میرا ابھی تین چار دفعہ ان سے interaction ہوا ہے۔ وہ یہاں بیٹھے ہوتے ہیں اور باتیں برطانیہ، امریکہ اور روس کی کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! دو تین points ہیں۔ میں تقریر تو کر ہی نہیں رہا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی زرعی انجینئرنگ بند کرنے کی کوششیں ہو رہی تھی۔ میں نے اس پر ایک میٹنگ میں واویلا کیا کہ خدارا اس طرح نہ کرو کہ زرعی انجینئرنگ کا شعبہ ہی بند کر دو۔ ہمارے اضلاع میں بلڈوزر چاہئیں جس میں لیہ، بھکر، خوشاب میں چاہئیں۔ وہ سستے داموں ملتے ہیں، کسان خود اپنی زمین level نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین! چپ کر کے جو ساڑھے تین فیصد withholding tax لگایا گیا ہے تو یہ زراعت اور کسان پر لگایا گیا ہے اور سیدھا سیدھا کسان پر لگایا گیا ہے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ ہم کان ادھر سے پکڑ رہے ہیں اگر وہ کسان پر نہیں ہے تو پھر وہ consumer پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ کسان پر ٹیکس لگ ہی نہیں سکتا کیونکہ آئین پاکستان زراعت کے شعبے کو exempt کرتا ہے۔ آپ کو تو وہاں enactment کرنی پڑے گی اور قانون بنانا پڑے گا۔ اس کے علاوہ جب تک قانون نہیں بنے گا آپ زراعت پر ٹیکس نہیں لگا سکتے، یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آڑھتی پر ٹیکس لگا دیا ہے تو آڑھتی تو دو فیصد لیتا ہے اور آگے pass on کر دیتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ اب ساڑھے تین فیصد ہے، آڑھتی کدھر سے دے گا اس نے تو کسان سے ہی وصول کرنا ہے۔ اگر کسان نورپور تھل سے جوہر آباد آئے گا تو تین چار stages پر منڈیاں ہیں، تین

منڈیوں میں کئی اجناس جاتی ہیں جب چوتھی منڈی میں جائے گا تو 12 فیصد کی rise آ جائے گی اور consumer کو وہ چیز کیسے پڑے گی؟ معاشرہ تو پہلے ہی سسکیاں لے رہا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ گھڑی کو بار بار دیکھ رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ ہم اس پر علیحدہ کوئی قرارداد لائیں گے۔ یہ میں بانگ دہل کہہ رہا ہوں کہ وفاق نے جو withholding tax لگایا ہے وہ ہمیں نامنظور ہے جو قطعاً نہیں لگنا چاہئے اور اس پر ہم strong قسم کا احتجاج کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ کلو صاحب! آپ نے بہت سے points اٹھائے ہیں لیکن آپ کے ایک point کا میرے خیال میں immediate حل ہو سکتا ہے وہ یہ کہ آپ نے BHUs اور RHCs کی بات کی ہے لہذا اگر آپ اپنے حلقہ میں immediate solution چاہتے ہیں تو آپ موبائل ہیلتھ یونٹ کا visit کریں اور اُس کی demand کریں۔ جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں pre budget session کی practice کو برقرار رکھنے پر حکومتِ پنجاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم جب بھی کسی ملک کی ترقی کا جائزہ لیتے ہیں تو سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ وہاں پر تعلیم اور صحت کی کیا سہولتیں ہیں اور کیا وہاں کی عوام اس سے مستفید بھی ہو رہی ہے یا نہیں؟ پاکستان کی بدقسمتی رہی ہے کہ آزادی حاصل کرنے کے کئی سال تک ہم ان نعمتوں سے محروم رہے ہیں۔ میں یہاں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جنہوں نے جمہوری حکومت کے قیام کے ساتھ ساتھ ان شعبوں کو ترقی دینے کے لئے بہت سے اقدامات کئے۔

جناب چیئرمین! میں اب صحت کے شعبے کی بات کرتی ہوں کہ ضلع وہاڑی کی آبادی تقریباً 27 لاکھ کے لگ بھگ ہے لیکن وہاں کا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال صرف 125 بیڈز پر مشتمل ہے۔ میں نے پچھلی budget speech میں بھی request کی تھی کہ اس ہسپتال کو upgrade کرنے کی ضرورت ہے۔ DHQ وہاڑی کو کم از کم 300 بیڈز پر مشتمل ہسپتال بنایا جائے تاکہ وہ اُس آبادی کی ضرورت کو پورا کر سکے لیکن افسوس کہ اس کی فائل محکمہ خزانہ کے ایوانوں میں گم ہو کر رہ گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس دفعہ اس ہسپتال کو upgrade کیا جائے گا۔ 2008 میں Kidney Centres کے لئے چار مشینیں فراہم کی گئیں جن میں سے تین مشینیں active ہیں اور ایک خراب ہو چکی ہے۔ میں چاہوں گی کہ اس دفعہ صحت کے بجٹ میں مزید تین مشینوں کا اضافہ کیا جائے۔ اسی طرح Digital X-ray Unit جو موجودہ دَور کی ایک اہم ضرورت ہے اسے بھی DHQ وہاڑی میں بنایا

جائے۔ مزید صرف یونٹ بنا دینے سے کام نہیں چلتا بلکہ اس کے لئے سٹاف بھی sanction کیا جائے کیونکہ ہمارے ہاں بلڈنگ اور ڈیپارٹمنٹ بنا دیتے ہیں مگر سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے اُس پر proper کام نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین! میں تعلیم کے شعبے کے لئے یہ بات کہوں گی کہ ہمارے ہاں بچوں پر کتابوں کا بوجھ گدھے کی طرح لاد دیا جاتا ہے جس سے ہم مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر پرائیویٹ سیکٹر کی بات کروں تو میں نے دیکھا ہے کہ اُن کا تعلیمی معیار گورنمنٹ سیکٹر سے کہیں بہتر ہے۔ ہم نے یہاں لاہور میں LUMS اور پنجاب کالج میں پڑھتے ہوئے بچوں کو Tuition Centres جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ Tuition کا اضافی بوجھ والدین پر بہت بھاری count ہوتا ہے لہذا میں سمجھتی ہوں کہ اس دفعہ بجٹ میں سرکاری سکولوں کے اساتذہ کرام کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے اور انہیں پُرکشش مراعات دی جائیں جس کے بدلے میں اُن پر پابندی عائد کر دی جائے کہ کوئی Tuition Centre یا Academy نہیں جائے گا۔ گورنمنٹ کالج یا سکول کا result اچھا نہیں ہوتا تو اُن اساتذہ کے خلاف سخت سے سخت action لیا جائے۔ اسی طرح گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار بوائز وہاڑی میں بسوں کی سہولت نہیں ہے جس کی وجہ سے بچے ٹائم پر نہیں پہنچ سکتے۔ گورنمنٹ گرلز کالج وہاڑی میں یہ صورتحال ہے کہ وہاں پر فرنیچر بھی نہیں ہے اور فرسٹ ائر کی طالبات اس موجودہ دَور میں زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ اُن طالبات کی ایک demand یہ بھی ہے کہ ہمیں بسوں کی بجائے چھوٹی coasters فراہم کی جائیں جو انہیں دیہاتوں سے بھی pick and drop کی سہولت دے سکیں۔

جناب چیئرمین! تحصیل وہاڑی کی آبادی تقریباً 10 لاکھ کے لگ بھگ ہے لیکن آبادی اور ٹریفک کا بہاؤ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ underpass بنانے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ آدھی آبادی پھاٹک کے ایک طرف اور آدھی دوسری طرف رہتی ہے اور روزگار کے سلسلے میں اُن کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو پھاٹک وہاڑی کو ملتان اور خانیوال سے ملاتا ہے اسے ڈبل بنانے کی ضرورت ہے جس کے لئے میں چاہوں گی کہ اس دفعہ بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔

جناب چیئرمین! میں زراعت کے شعبہ کے حوالے سے کہوں گی کہ شعبہ ریسرچ کو ترقی دینے کے لئے بجٹ میں زیادہ سے زیادہ رقم رکھی جائے اور جو researcher ہمارا brain ہے اور ملک سے باہر چلا جاتا ہے اسے زیادہ سے زیادہ facilitate کیا جائے۔۔۔

جناب چیئرمین: میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ صحافی حضرات یہاں گیلری سے چلے گئے ہیں لہذا کم از کم یہ دیکھ لینا چاہئے کہ کیا وجہ ہے یا کوئی اسمبلی کی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے وہ یہاں سے چلے گئے ہیں اس لئے احمد علی اولکھ صاحب، ہندلی صاحب اور عامر سہوترا صاحب سے request ہے کہ وہ جا کر معلوم کر لیں۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: جناب چیئرمین! already ہاؤس میں ممبران کم بیٹھے ہیں اگر منانے کے لئے ہم تین چار ممبران بھیج دیں گے تو مزید کم ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین: پہلے یہ تو پتا لگے کہ کس بات پر وہ چلے گئے ہیں؟ جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب چیئرمین! میں چاہوں گی کہ ریسرچ کے شعبے میں بیرون ملک جو ہمارے brains کام کر رہے ہیں انہیں پُرکشش تنخواہوں اور مراعات کے ساتھ ملک میں واپس لایا جائے۔ وہاڑی کے حوالے سے ایک اور بات کروں گی کہ وہاڑی میں ایک Regional Agriculture Economical Centre جو چھ ایکڑ زمین پر محیط ہے جہاں پر کسانوں کو چھوٹی موٹی training دی جاتی ہے وہاں کے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ اس کو زرعی کالج کا درجہ دیا جائے اور وہاں پر ڈپلومہ کی کلاسیں شروع کی جائیں۔

جناب چیئرمین! کھیلیں ہماری ثقافت کا خاص حصہ ہیں۔ وہاڑی نے ہاکی کے میدان میں بہت سے کھلاڑی پیدا کئے ہیں جن میں سلیم شیروانی اور وسیم رندھاوا کے نام قابل ذکر ہیں جس طرح بہاولپور میں مطیع اللہ سٹیڈیم بنایا گیا اور وہاں astroturf بچھائی گئی ہے اسی طرح ضلع وہاڑی کے لوگوں کی demand ہے کہ ہاکی کلب میں astroturf بچھائی جائے تاکہ یہاں کے بچوں کی کارکردگی کو بہتر بنایا جا سکے۔

جناب چیئرمین! میں سوشل سیکٹر کے حوالے سے کہوں گی کہ ابھی یہاں پر خواتین کے funds کی بات ہوئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ جو خواتین جس ضلع سے تعلق رکھتی ہیں جہاں سے ان کا notification ہوا ہے وہی اُن کا حلقہ ہے لہذا انہیں پابند کیا جائے کہ وہ اپنے حلقوں میں ہی ترقیاتی کام کریں۔ میں یہاں یہ بھی گزارش کروں گی کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سوشل ویلفیئر، وومن ڈویلپمنٹ اینڈ پنجاب بیت المال کی کبھی میٹنگ نہیں بلائی گئی لہذا اس کمیٹی کو active کیا جائے اور جو خواتین ایم پی ایز چاہتی ہیں کہ اُن کے علاقوں میں خواتین اور development سے related ترقیاتی

کام ہوں تو اُن کی میٹنگ اس کمیٹی کے ساتھ رکھی جائے اور اُن تجاویز کو بجٹ میں ترجیحی بنیادوں پر رکھا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: حسن مرتضیٰ صاحب! آپ kindly بیٹھ جائیں تو بہتر ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ میں چاہوں گی کہ ضلع وہاڑی میں ہمارا Working Women Hostel نہیں ہے۔ میں اپنی تینوں budget speeches میں demand کر چکی ہوں کہ وہاڑی کو ایک Working Women Hostel کی ضرورت ہے اور مجھے ہر دفعہ محکمہ خزانہ کی طرف سے letter بھی آ جاتا ہے کہ اس دفعہ بجٹ میں رقم مختص کی جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس دفعہ مجھے مایوس نہیں کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! میں Burn Unit کے حوالے سے کہوں گی کہ ملتان میں جو Burn Unit کام کرتا ہے ضلع وہاڑی کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کو اُس سے منسلک کیا جائے کیونکہ جن علاقوں یا اضلاع میں violence کی شرح زیادہ ہے وہاں پر اس کے چھوٹے Units بنائے جائیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! دیکھیں، ذرا لسٹ لمبی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب چیئرمین! میں اب اپنی بات سمیٹ رہی ہوں کہ پنجاب میں جو بنک خواتین کے لئے کام کر رہے ہیں یا بنک آف پنجاب ہے اُن میں قرضوں کی رسائی آسان بنانے کے لئے ضروری ہے کہ خواتین کے لئے ایک علیحدہ counter بنایا جائے اور بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے تاکہ خواتین آسانی سے قرضہ حاصل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی چاہوں گی کہ زکوٰۃ کی طرز پر بجٹ میں ایک رقم مختص کی جائے جس میں خواتین کو سلائی مشینیں دینے کی بجائے پولٹری فارمنگ جیسی سُود مند سرمایہ کاری کی ترکیب دی جائے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ earning کر سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ سمبل کامران صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد شفیق ارائیں صاحب!

میاں محمد شفیق ارائیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر کا آغاز یہاں سے شروع کروں گا کہ ہماری ہاؤس کمیٹیاں 41 کے قریب ہیں اور 40 کمیٹیوں کی آج تک کوئی بھی میٹنگ نہیں ہوئی خصوصاً سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ جس کے بارے میں آج Finance اور ADP کی بات ہو رہی ہے اُس کی میٹنگ تو بالکل ہی نہیں ہوئی جو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں

سمجھتا ہوں کہ ان کمیٹیوں کو مضبوط کیا جائے یا انہیں ختم کر دیا جائے۔ ہمارے ہاں صحت اور تعلیم کے دو بڑے مسائل ہیں۔ تعلیم کی صورتحال یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں اڑھائی ہزار سے زائد خالی اسامیاں پڑی ہیں جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہماری تعلیم کے حالات کیا ہوں گے ؟ ہم مزید سکول کھولنے جا رہے ہیں جبکہ پہلے سے قائم سکولوں کا سٹاف ابھی تک پورا نہیں کر سکے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم پہلے سے قائم infrastructure میں اساتذہ اور ڈاکٹروں کی requirements پوری کریں تاکہ SNEs نہ ہوں۔ میرے اپنے ضلع لودھراں میں تقریباً 600 کے قریب اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ جہاں پر ریاضی کا استاد نہیں ہو گا، جہاں پر Bio کا استاد نہیں ہو گا، جہاں پر کیمسٹری کا استاد نہیں ہو گا تو وہاں پر بچوں کو کیا تعلیم ملے گی اور ان سکولوں کا نتیجہ کیا آئے گا؟ اس کا آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔ ایک طرف ہم دانش سکول بنانے جا رہے ہیں جہاں ایک بچے پر ایک ماہ میں 15 ہزار روپے خرچ ہوں گے جبکہ سرکاری سکول کے بچے کا خرچ -/1500 روپے ہے اور یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے جس سے اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں کہ ہماری planning کیا ہے ؟

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمارے تمام ہسپتالوں میں wards کو air-conditioned کروا کر وہاں پر جنریٹرز بھی فراہم کر دیئے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ جنریٹروں کے لئے تیل نہیں ہے اور جن wards میں air-conditioners لگائے ہیں وہاں پر beds نہیں ہیں۔ میرے اپنے حلقے کا T.H.Q جو 40 بستروں پر مشتمل ہے لیکن وہاں پر چھ بستر ہیں جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہماری priorities کیا ہیں؟ اگر ان priorities کو ہم سیدھا اور ٹھیک کر لیں تو ہمارا نظام ٹھیک ہو سکتا ہے۔ B.H.U کے لئے میری رائے ہے کہ وہاں پر ایکسرے مشین کی سہولت میسر کر دی جائے جو کہ بڑی بنیادی چیز ہے جس سے تحصیل کی سطح کے ہسپتالوں اور RHCs پر load کم ہو جائے گا۔ اسی طرح ECG مشین، الٹرا ساؤنڈ مشین اور ایک چھوٹی سی Lab اگر BHU کی سطح پر مہیا کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ BHUs بھی upgrade ہو جائیں گے اور لوگوں کو بھی بہتر طبی سہولیات میسر آ جائیں گی۔

جناب سپیکر! موبائل یونٹ ماشاء اللہ حکومت پنجاب کا بہت اچھا اقدام ہے لیکن یہ نہ ہو کہ اگلے دس یا پانچ سالوں میں یہ اینٹوں پر کھڑا ہو جائے یا اسی طرح لوگوں کو سہولتیں مہیا کر سکے گا؟ میرے اپنے ضلع میں district Hospital 2006 سے زیر تعمیر ہے جو تا حال مکمل نہیں ہوا۔ اسی طرح وہاں T.H.Q کے ڈاکٹروں کی رہائش گاہوں کی تعمیر کے لئے گزشتہ سال بھی فنڈز رکھے گئے لیکن بجٹ میں اس کا .P.C.-I تیار نہیں ہو سکا اور وہ پیسے ختم ہو گئے۔ اس سال دوبارہ رکھے گئے لیکن تا حال اس پر کام

شروع نہیں ہو سکا۔ ہم 60 سے 70 فیصد بجٹ مشکل سے خرچ کر پاتے ہیں اور باقی پیسے Lapse ہو جاتے ہیں۔ آخری سال بھی اس کے لئے تجویز دی تھی کہ ہمیں ایک سال آگے کی planning کرنی چاہئے کہ کہاں کہاں ہم نے چیزیں develop کرنی ہیں تو ایک سال پہلے کی planning کریں تاکہ ان کے PC-I تیار ہو جائیں اور بجٹ کے بعد جیسے ہی اگلا سال شروع ہو تو ان سکیموں پر کام شروع ہو سکے۔ میری P&D والوں سے گزارش ہے کہ وہ ضلع کی سطح پر ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں اور discussion کر کے تجاویز لیں تو یہ پنجاب کے لئے بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! فہرست بڑی لمبی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ اگلے مقرر کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری صاحب ہیں۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب عبدالوحید چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ pre budget session جاری ہے مگر یہاں اس وقت وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں تو یہ ان کی مہربانی ہے لیکن پوری ٹیم یہاں پر موجود ہونی چاہئے تھی۔ کیا ہماری آراء کی کوئی value نہیں ہے اور کیا اس کا کسی کو کوئی احساس نہیں ہے؟ P&D اور Finance کی پوری ٹیم یہاں پر ہونی چاہئے تھی اور میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین! کمال مہربانی سے ہمارے منصوبہ ساز ہمارے ترقیاتی فنڈز میں cut لگاتے ہیں حتیٰ کہ یہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی نہیں بخشتے۔ وہ منصوبے جنہیں وزیر اعلیٰ صاحب announce کرتے ہیں تو اس وقت یہ محکمے کہاں ہوتے ہیں؟ میں خاص طور پر ملتان کی مثال دینا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے پہلے دورہ میں ہاکی سٹیڈیم کے لئے astroturf بچھانے کی غرض سے پانچ سو ملین روپے کے فنڈ کا اعلان کیا جو آج تک ملتان کو نہیں ملے۔ جب چیف منسٹر کے اعلان کے باوجود بھی آج تک منصوبے شروع نہیں ہو سکے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر ہماری آراء کی کیا حیثیت ہو گی۔ بیوروکریسی کے اپنے منصوبے ہیں جن پر وہ عملدرآمد کرتے ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ جتنی بھی development کی سکیمیں ہیں، ڈسٹرکٹ کے جو منصوبے بنتے ہیں ایم پی ایز کو ان میں شامل کیا جائے۔ یہاں پر ڈی سی او اور کمشنر کی مرضی سے منصوبوں پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ تمام ایم پی ایز کی مشاورت سے، ان کی مرضی سے منصوبے بنائے جائیں کیونکہ ایم پی ایز کو پتا ہوتا ہے کہ کون سے منصوبے

زیادہ ضروری ہیں جن سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کی طرف بڑی توجہ دی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!۔۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! ایک منٹ ذرا اولکھ صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی ہم نے صحافی بھائیوں سے بات چیت کی تھی اور ان کی ایک جائز شکایت تھی۔ ٹاؤن شپ میں یونیورسٹی آف ایجوکیشن ہے وہاں کے طلباء نے اس وجہ سے احتجاج کیا تھا کہ ان کے ڈائریکٹر نے ایک ٹیچر کو suspending کر دیا ہے۔ جب طلباء احتجاج کر رہے تھے تو صحافی بھائی ان کی coverage کے لئے باہر گئے تھے تو وہاں ایس پی ذیشان اشرف نے صحافی بھائیوں پر بھی لاٹھی چارج کیا تھا۔ اس وجہ سے صحافیوں نے ٹوکن بائیکاٹ کیا تھا لیکن وہ اب واپس تشریف لے آئے ہیں اور ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے کل کا ٹائم رکھا ہے، ہم ایس پی ذیشان اشرف کو بھی یہاں بلائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟

جناب چیئرمین: اس کا مطلب ہے کہ معاملہ sort out ہو گیا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): ہم صحافی بھائیوں کے شکر گزار ہیں کہ وہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب چیئرمین! میں فنانس منسٹر صاحب سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ آئندہ بجٹ پیش ہونے سے پہلے اس کا جائزہ ضرور پیش کیا جائے تاکہ پتا چلے کہ جو بجٹ announce کیا تھا اس پر کتنے فیصد عملدرآمد کیا ہے، کون کون سے منصوبے آئے ہیں اور کون سے منصوبے رہ گئے ہیں جو اگلے بجٹ میں آئیں گے؟ یہ جائزہ اسمبلی میں ضرور پیش کیا جائے۔

جناب چیئرمین! زراعت ایک ایسا شعبہ ہے جو اس ملک کو مشکل سے نکال سکتا ہے، جو اس ملک کی بنیادوں کو مضبوط کر سکتا ہے اور ملک کو ترقی کی طرف گامزن کر سکتا ہے۔ ہم نے ہانگ کانگ، سنگا پور اور یورپ کی طرف بہت دیکھ لیا ہے لیکن بدقسمتی سے ہماری زراعت کی حالت یہ ہے کہ جب فصل پکنے کا موسم آتا ہے تو کبھی کھاد گوادر پر رک جاتی ہے، کبھی نایاب ہو جاتی ہے اور وہ ملتی نہیں ہے۔ ہمارے زراعت کے منسٹر صاحب بڑی محنت اور جانفشانی سے اس پر عمل کرتے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ

وہ وفاقی حکومت کے ساتھ مل کر کھاد کی درآمد کا ایک شیڈول فصل سے پہلے دیں۔ کھاد اور بیج میں سبسڈی دی جائے، نئی ٹیکنالوجی متعارف کروائی جائے تاکہ فی اوسط پیداوار بڑھ سکے۔ کسانوں کے لئے منڈی تک رسائی کے لئے نئی سڑکیں بنانا بہت ضروری ہیں۔ Middleman کا کردار کم کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے کسان کو اپنی فصل کی صحیح قیمت نہیں ملتی۔ زراعت کے بعد لائیو سٹاک کی طرف توجہ دینا بہت اہم ہے۔ گوشت والے جانور اور دودھ دینے والے جانوروں کے لئے پنجاب بنک کو ہدایت کی جائے کہ وہ کسانوں کو بلاسود قرضے دے تاکہ کسانوں کی خوشحالی ہو اس سے ملک اور خاص طور پر پنجاب کی ترقی کے بہت زیادہ chances ہیں۔

جناب چیئرمین! میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ایجوکیشن کے لئے بہت کچھ کیا اور اس کے لئے بہت فنڈز رکھے۔ پنجاب میں پہلی دفعہ قابل اساتذہ اور students کے لئے فنڈز رکھے گئے ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ ایجوکیشن کے فنڈ کو مزید بڑھایا جائے۔ پنجاب کے بچوں کو ہائر ایجوکیشن کا level دیا جائے۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ upper پنجاب اور جنوبی پنجاب میں ایجوکیشن کے level کو برابر کیا جائے۔ ایجوکیشن کا وہ level جو upper پنجاب میں ہے وہی level اور وہی facilities جنوبی پنجاب میں بھی دی جائیں۔

جناب چیئرمین! صحت کے شعبہ میں بہت کام ہوا ہے لیکن ابھی کچھ کام باقی بھی ہے۔ خاص طور پر ہیپاٹائٹس کے لئے پورے پنجاب میں DHQs کی سطح پر free medicine مل رہی ہیں اس پر ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشکور ہیں کہ پہلی دفعہ ضلعی سطح پر مفت ادویات مل رہی ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ آئندہ بجٹ میں ہیپاٹائٹس کے لئے خصوصی فنڈ رکھا جائے۔ صاف پانی نہ ملنے کی بنا پر اس بیماری میں بہت اضافہ ہو رہا ہے لہذا اس کے لئے خصوصی بنیادوں پر روک تھام کی جائے اور غریبوں کے لئے اس کا مفت علاج فراہم کیا جائے۔

جناب چیئرمین! غربت کے خاتمے کے لئے میں یہ گزارش کروں گا اور یہ میرا اپنا نقطہ نظر ہے کہ ہم لوگوں کو جو ہزار روپے ماہانہ دینے کی افیون لگا رہے ہیں اس سے لوگوں کا فائدہ ہو رہا ہے اور نہ ہی ملک کا۔ اس 60 یا 90۔ارب روپے سے Home Small Industry کو فروغ دیا جائے تاکہ لوگوں کی غربت ختم ہو اور ملک بھی ترقی کی طرف گامزن ہو۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جناب محمد شفیق خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اعجاز احمد کاہلوں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے pre budget speech میں اپنی تجاویز دینے کا موقع دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت ایسی ہے کہ اگر ان تمام تجاویز پر پچاس فیصد بھی عمل کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ پنجاب میں کوئی ایسا ضلع باقی نہیں رہے گا جو پسماندہ کہلائے۔ بات صرف اتنی ہے کہ آج ہم جو تجاویز سامنے رکھ رہے ہیں یہ سب فائلوں کی نذر ہو جاتی ہیں۔ میری سب سے پہلی رائے P&D کے حوالے سے ہے۔ اس محکمہ کو چاہئے کہ وہ ترقیاتی کاموں کے لئے فنڈز distribute کرنے سے پہلے علاقے کے تمام عوامی نمائندوں سے consult کرے۔ یہ محکمے کے لئے اور حلقے کی عوام کے لئے بہت بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین! میں اپنے حلقے کے چند مسائل آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میرے سرگودھا کا سب سے بڑا مسئلہ واٹر سپلائی کا ہے جو آج کا نہیں بلکہ تیس سال کا ہے۔ میٹھا پانی نہ ہونے کی وجہ سے پورے سرگودھا سٹی کے شہری اس صورتحال سے پریشان ہیں۔ وہ تیس سال سے sewerage lines اور ناقص پانی کی سپلائی mix ہونے کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کا شکار ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین! پچھلے رواں مالی سال میں حکومت پنجاب کی consensus سے ایک mega project تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس mega project کی feasibility report کے لئے ایک فرم کو 80 لاکھ روپیہ دیا گیا لیکن آج تک وہ feasibility report صرف فائلوں کی نظر ہو گئی اس پر ابھی تک کوئی action نہیں کیا گیا۔ یہ پورے سرگودھا سٹی کا sewerage اور water supply کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ اتنا گھمبیر بن چکا ہے کہ وہاں کی عوام اتنی پریشان ہے کیونکہ اس وقت وہ بہت سی بیماریوں اور مشکلات کا شکار ہے اور اگر اس mega project پر عملدرآمد نہ کیا گیا تو وہ مایوس ہو جائیں گے۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ اس mega project کو مکمل کر کے اسی بجٹ میں اس کے فنڈز کا اجراء کرایا جائے تاکہ سرگودھا سٹی کی عوام کا بنیادی مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب چیئرمین! میرا دوسرا اہم معاملہ Education کے حوالے سے ہے اور قیام پاکستان سے لے کر آج تک سرگودھا سٹی کے اندر صرف دو کالج موجود ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آبادی کا رجحان کس طرح بڑھ رہا ہے لیکن آبادی کے تناسب کے مطابق کم از کم سرگودھا سٹی کو دو مزید male اور female کالجوں کی ضرورت ہے تب جا کر لوگوں کے بچوں کی تعلیم کی ضرورت پوری ہو سکے گی۔

جناب چیئرمین! میری ایک اور گزارش ہے جو کہ میں ایک شعر کے ذریعے زراعت کے بارے میں اپنا مسئلہ سامنے رکھوں گا کہ:

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

جناب چیئر مین! سرگودھا citrus اور کینو کا گھر ہے اور پاکستان کا کیلفورنیا ہے۔اس وقت سرگودھا کے 70 فیصد رقبہ پر صرف citrus کی کاشتکاری ہو رہی ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ سرگودھا کے کسانوں کو citrus کے against ان کا معاوضہ کا حق ہے وہ آج تک نہیں مل سکا۔ وہاں کے جو فیکٹری مالکان citrus کو grinding اور polishing کر کے export کر رہے ہیں وہ monopoly کی وجہ سے کسان کو ان کی صحیح اجرت نہیں دے پا رہے۔ میں حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک ایسے ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ سرگودھا کے کسانوں کو جو citrus کی فصل اگا رہے ہیں ان کو معاوضہ کا صحیح حق ادا ہونا چاہئے اور اس ادارہ کے ذریعے کسان citrus کی polishing کر کے direct export کر سکیں۔

جناب چیئر مین! میری ایک صعنت کے حوالے سے بھی گزارش ہے کہ سرگودھا میں اس وقت انڈسٹری کو فروغ دینا چاہئے۔ سرگودھا میں اس وقت کوئی انڈسٹری نہیں ہے جس کی وجہ سے بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام پسماندہ علاقوں میں انڈسٹری کو فروغ دینا چاہئے چونکہ وہاں کے لوگ جب بڑے شہروں کا رخ کرتے ہیں تو شہروں میں آبادی بڑھتی ہے اور مسائل بھی بڑھتے ہیں۔ وہاں کی بے روزگاری کی وجہ سے جرائم بڑھ رہے ہیں تو میری یہ درخواست ہو گی کہ سرگودھا اور پسماندہ علاقوں میں انڈسٹری کو فروغ دیا جائے۔

جناب چیئر مین! میری ایک آخری گزارش ہو گی جو کہ آج سے پہلے بھی میں اسے کئی دفعہ on the floor of the House بیان کر چکا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے سرگودھا ڈویژن کا ایک بنیادی مسئلہ جو آج سے نہیں بلکہ پچاس سال سے چل رہا ہے وہاں سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کے ایک بنچ کا انعقاد بہت ضروری ہے۔ سرگودھا ڈویژن کے عوام بارہ بارہ اور چودہ چودہ گھنٹے کی مسافت طے کر کے لاہور پہنچتی ہے اس کا کتنا ٹائم کا ضیاع اور کتنے expenses ہوتے ہیں۔ میری یہ humble request ہو گی اور جو کہ سرگودھا ڈویژن کا ایک گھمبیر مسئلہ وہ یہ کہ وہاں پر ایک ہائیکورٹ بنچ کا قیام کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔ جناب نجف عباس خان سیال صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا، میری باری آ گئی اور میرے معصوم وزیر خزانہ صاحب اور میرے وزیر زراعت بھی بیٹھے ہوئے ہیں چلیں، دو تو سننے والے ہیں۔

معزز ممبران: تیسرے بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جی، تیسرے وزیر ندیم کامران بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ باقی اپوزیشن میں سے بھی کوئی نہیں ہے، اوپر گیلری میں بھی چند لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور میری اتنی لیٹ باری آئی ہے کہ سارے تھک ہار کر چلے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات کریں۔ یہاں ذمہ داران بیٹھے بڑے انہماک سے آپ کی بات سن رہے ہیں اور نوٹ کر رہے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! میں بات کرنے لگی ہوں، اپنی بات شروع کرتی ہوں۔ آج میں صرف بجٹ بحث میں اپنی تجاویز پیش کروں گی اور مجھے امید ہے کہ آپ انہیں مدنظر رکھیں گے۔

جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے میڈیکل کی طرف آتی ہوں۔ آپ دیکھیں کہ ہماری عوام بڑی غریب ہے، انہیں میڈیکل ادویات دی جاتی ہیں اور جب وہ Medical Rap کمپنیوں میں لے کر جاتے ہیں تو وہ بڑی سستی دے کر جاتے ہیں مگر بعد میں ان ادویات کو کمپنیوں والے high prices پر لے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج کل ادویات کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ایک Medical Rap نے بتایا کہ اتنے تھوڑے سے material سے ہم تقریباً پانچ سو گولیاں بنا لیتے ہیں جو ہمیں -/5 روپے کی پڑتی ہیں۔ جب وہ مارکیٹ میں آتی ہیں تو اس کی قیمت -/80 اور -/90 روپے سے کم نہیں ہوتی۔ ایک مزدور جس کی تنخواہ 6 یا 7 ہزار روپے ہو آپ بتائیں کہ اس کے چار یا چھ بچے ہوں تو ان کو اگر نزلہ فلو یا بخار وغیرہ ہو تو انہوں نے وہی tablets کھانی ہوتی ہیں اور ان کے سر درد کے لئے وہ بھی سر درد بن جاتی ہیں۔ اس کے بعد یہ دیکھیں کہ زچہ بچہ کے سنٹرز بنے ہوئے ہیں مگر وہاں پر کوئی سہولت نہیں رکھی گئی اور جو عورتیں وہاں جاتی ہیں ان کو کہہ دیا جاتا ہے کہ بی بی آپ ہسپتال میں چلی جائیں۔ وہ ہسپتال میں جاتی ہیں تو ایک ایک bed پر چار چار زچہ و بچہ لیٹے ہوئے ہیں۔ اب یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے کچھ بستر وغیرہ مہیا کئے ہیں اور ہم اس پر چیف منسٹر کے شکر گزار ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:ان کے لئے پانی کا گلاس لاؤ، یہ ابھی تھک گئی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب چیئر مین!ان کی تو عادت ہے اور یہ اپنی عادت سے مجبور ہیں۔آپ میری بات سنیں۔

جناب چیئر مین:میری معزز ممبر سے درخواست ہے کہ ان کو disturb نہ کریں اور انہیں بات کرنے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب چیئر مین!اب میں فیصل آباد کی طرف آتی ہوں اور اپنے وزیز خزانہ سے کہتی ہوں کہ فیصل آباد کا تھوڑا سا دھیان کر لیں۔فیصل آباد تیسرے نمبر پر بڑا شہر ہے مگر تین سرکاری ہسپتال ہیں اگر وہاں پر ایک چھوٹا سا آنکھوں کا ہسپتال بنادیں،اگر چھوٹا سا ڈرگ ہسپتال بنادیں تو فیصل آباد کے لوگ چیف منسٹر صاحب کے شکر گزار ہوں گے۔ڈرگ کا وہاں پر اتنا زور ہے کہ میں نے خود نشہ کرنے والوں کو سڑکوں پر دیکھا ہے کہ وہ خود ایک دوسرے سے انجکشن سے خون نکالتے ہیں اور ایک دوسرے کو لگاتے ہیں۔وہ یہ کام سر عام کر رہے ہیں اور ان پر کوئی چھاپہ نہیں ڈالا جا رہا،اس گینگ کو کوئی نہیں پکڑا جا رہا اور کم از کم ان کو اتنی کھلی چھٹی نہیں دینی چاہئے۔آپ یہ دیکھیں کہ چائنا نے ترقی کیسے کی ہے؟چائنا نے نشے والے لوگوں سے کہا کہ فلاں جگہ پر ایک جزیرہ ہے وہاں پر آجائیں،آپ کو job دی جائے گی،سب کو اکٹھے کر کے لے گئے اور انہیں ڈبو ڈبو کر مارا۔ہمیں ان نشہ کرنے والوں سے کون سے calcium مل رہے ہیں اور کون سے فوائد مل رہے ہیں؟ان کو بھی ڈبو ڈبو کر ماریں،ان کو جو نشہ آور ادویات دیتے ہیں پہلے ان پر مگر مچھ بن کر ہاتھ ڈالا جائے اور ان کو ہڑپ کر لیا جائے پھر ہمارا ملک ترقی کرے گا۔ایک گھر میں چار چار نشئی ہیں اور فیصل آباد میں تو اتنے زیادہ نشہ کرنے والے سر عام چلتے پھرتے نظر آ رہے ہیں اور ان کو پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئر مین!اب میں تعلیم کی طرف آتی ہوں کہ ہمیں ملک چلانے کے لئے کچھ نہ کچھ حاصل بھی کرنا چاہئے۔جن لوگوں نے پرائیویٹ سکول کھولے ہوئے ہیں وہاں فیسیں اتنی زیادہ ہیں کہ غریب لوگوں کی پہنچ سے باہر ہیں لیکن ہمارے سرکاری سکولوں میں نظام تعلیم صفر ہو کر رہ گیا ہے تو لوگ پرائیویٹ سکولوں کی طرف دوڑتے ہیں اور جب پرائیویٹ سکولوں میں جاتے ہیں تو وہاں پر تعلیم دلوانا مشکل ہوتی ہے۔ان کی ماہانہ فیس چار سے پانچ ہزار روپے ہوتی ہے۔اگر ان لوگوں سے ان کی آمدن کے حساب سے سالانہ ٹیکس وصول کیا جائے اور وہ غریب عوام کے بچوں کی تعلیم پر خرچ کیا جائے تو کتنا بہتر ہوگا۔دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے Academies جگہ جگہ بنائی ہوئی ہیں ان پر بھی ٹیکس

لگنا چاہئے۔ پرائیویٹ سکولوں کی جو رجسٹریشن ہوتی ہے وہ 25 ہزار روپے ہوتی ہے تو اس رجسٹریشن فیس کو بڑھایا جائے اور ان پر ٹیکس لگایا جائے تاکہ ملک چلانے کے لئے کچھ نہ کچھ تو حاصل ہو۔ جس طرح آپ نے ہماری حاضری کو یقینی بنایا ہے اسی طرح میں چاہتی ہوں کہ سکولوں میں بھی حاضری ایسے ہی یقینی بنائی جائے۔

جناب چیئرمین! فیصل آباد میں سیوریج کا پانی سب سے پہلے میری گلی میں آتا ہے۔ فنڈز دیئے گئے اور انہوں نے میری گلی میں sewerage line ڈالی مگر پانی کا flow وہیں کا وہیں رُکا ہوا ہے اور میں جب بھی وہاں سے گزرتی ہوں تو پانی باہر آ رہا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ میں نے کام جانا ہی ہے اور مجھے وہاں سے جھڑکیاں اور پتھر بھی پڑتے ہیں تو ہماری جو سکیموں کے پیسے ہوتے ہیں وہ Lapse کیوں ہو جاتے ہیں؟ جب لوگ میری گلی کی طرف دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان کا تو اپنا حال ہی بُرا ہے تو انہوں نے ہمارا حال کیا ٹھیک کرنا ہے؟ فیصل آباد میں واٹر فلٹر پلانٹ بھی لگنے چاہئیں اور میں نے لاہور میں کافی جگہ پر دیکھا ہے کہ فلٹر پلانٹ لگے ہوئے ہیں مگر فیصل آباد میں کوئی بھی نہیں لگا ہوا یا لگا ہوا ہے تو وہ مجھے نظر نہیں آیا۔ میں اپنے وزیر سے گزارش کرتی ہوں یہ فلٹر پلانٹ ضرور لگنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ اب wind up کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! اب میں زراعت کی طرف آتی ہوں کہ کسانوں کو کھاد سستی دی جائے یا اس پر سبسڈی دی جائے۔ ایک ایک ایکڑ میں بیج کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے اور وہ تھوڑا سا ہوتا ہے اور ان سے بڑی بڑی فصلیں حاصل کر لی جاتی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اچھی قسم کے بیج زراعت کے لئے حکومت خود مہیا کرے۔ اگر ہم کھاد سستی کریں تو سبزیاں زیادہ ہوں گی اور کسان سکون سے اپنی چیزیں بیچے گا۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ گنا جب ملوں میں جاتا ہے تو اس وقت مل مالکان اس گنے کو کنڈے پر تولتے نہیں ہیں۔ جب وہ گنا پندرہ دن بعد سوکھ کر لکڑی بن جاتا ہے تو اس وقت اس کو تولا جاتا ہے۔ تو آپ بتائیں کہ اس وقت اس گنا میں کیا رہ جاتا ہے؟ اس چیز کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ آپ اپنی باقی تجاویز کل دیجئے گا۔ اب پندرہ منٹ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! پولیس کا نظام بہتر بنایا جائے۔ ایک ان پڑھ عورت اپنا جرم ثابت نہیں کر سکتی، اپنے آپ کو بیگناہ ثابت نہیں کر سکتی اور اپنے لئے انصاف حاصل نہیں کر سکتی۔ پولیس والوں کو ہر وقت ڈانٹیں کیونکہ کہتے ہیں جاؤ بی بی درخواست لکھ کر لاؤ جب وہ درخواست لکھوا کر لاتی ہے اور جمع کرواتی ہے پھر اگلے دن پوچھتی ہے کہ میری درخواست کا کیا ہوا تو وہ کہتے ہیں کہ وہ تو اندراج نہیں

ہو سکی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ عورتوں کے اس طرح کے چکر تھانوں میں نہیں لگنے چاہئیں۔ ان پولیس والوں کی تنخواہیں نہیں بڑھانی چاہئیں۔اگر بڑھانی ہیں تو ہمارے جو اسمبلی کے سکیورٹی گارڈ ہیں ان کی بڑھائیں جو سارا دن سیسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹے کھڑے رہتے ہیں ان کی تنخواہیں بڑھائیں۔یہ دُور دراز سے ہمارے تحفظ کے لئے یہاں Job کرنے آئے ہیں۔ان کے لئے کوئی نہ کوئی جذبہ رکھیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ فیصل آباد میں جھگڑا چل رہا ہے کہ یہاں پر ہائیکورٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ بار بار ہم یہ بات repeat کرتے ہیں، ٹائم مانگتے ہیں مگر آج تک تین سال ہو گئے ہیں وہ پروگرام کیوں نہیں بن رہا؟ یہ ضرور بننا چاہئے، آپ کو پتا ہے کہ لوگوں کو لاہور آنا پڑتا ہے۔اسے وہاں پر لاہور یئے نہیں بننے دیتے، لاہور والوں کی آمدن میں فرق پڑ جاتا ہے۔ فیصل آباد والوں کو لاہور میں آکر وکیل کرنے پڑتے ہیں اور وہ وکیل ڈبل فیس charge کرتے ہیں۔یہاں ہر وکیل کے پاس لمبی لمبی گاڑیاں ہیں۔یہ دیکھنے والی بات ہے آپ ہائیکورٹ بنچ عمل میں لے آئیں اور اس ناچیز کی تین چار تجاویز پر غور کر لیا جائے تو میں آپ کی شکر گزار ہوں گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اب next speaker محترمہ سفینہ صائمہ کھر صاحبہ ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، کرنل شجاع خانزادہ صاحب!

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: جناب سپیکر! میں موجود ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، بیٹھی ہوئی ہیں؟ فرمائیے!

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: Hon’able Speaker, hon’able minister and my colleagues! First of all I would like to bring to your notice کہ ہمارے یہ جو سپیکرز ہیں ان کی حالت اتنی خستہ ہے کہ آواز صحیح سُنائی نہیں دیتی، ہماری پنجاب اسمبلی کو بھی تھوڑا سا upgrade کرنا چاہئے۔آپ بھی اس کا notice لیں اور وزیر خزانہ بھی اس کا notice لیں اور بجٹ میں پنجاب اسمبلی کے لئے بھی تھوڑے سے پیسے رکھیں، اس کی بھی تھوڑی سی upgradation ہونی چاہئے اور مائیک و سپیکر تبدیل کروائے جانے چاہئیں۔ ہم ہر سال pre budget speeches کرتے ہیں لیکن hardly ہماری کسی suggestion پر implementation ہوتی ہے۔اب ایک دفعہ پھر ہم pre budget speeches کر رہے ہیں، hope and pray کہ اس دفعہ It will be honoured and will not be left on one side.(interruptions)

MR CHAIRMAN: Silence please.

MS SAFINA SAIMA KHAR: First of all I would like to bring to your hon'able self and Minister for Finance about the problems which our reserved seats MPAs are facing.

اس پر آج ہماری کچھ ladies نے اعتراض بھی کیا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری جو خواتین ایم پی ایز باہر سے آتی ہیں ان کی boarding and lodging کا مسئلہ ہے۔ ان کے لئے کوئی جگہ ہے، نہ ہی ٹرانسپورٹ کا کوئی بندوبست ہے۔ ایک معزز ممبر نے کہا تھا کہ اگر مجھے زمین دے دیں تو میں اس پر ہاسٹل بنانے کے لئے تیار ہوں لیکن گورنمنٹ نے ان کو زمین دی ہے نہ وہ ہاسٹل بننا شروع ہوا ہے۔ عورتیں اکیلی ہوٹلوں اور ریسٹ ہاؤسز میں رہتی ہیں۔ This is a very serious matter with the law and order situation I think you should take this suggestion seriously. تاکہ ہماری خواتین respectable طریقے سے رہ سکیں۔

جناب سپیکر دوسری بات یہ ہے کہ ہم جو reserved seats والی خواتین ہیں، چیف منسٹر کے لئے، Speaker کے لئے ہمارے votes تو پورے لئے جاتے ہیں لیکن جب فنڈز یا facilities کی بات آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں، آپ reserved seats پر ہیں۔ D.C.Os ہماری باتوں اور کاموں کو seriously نہیں لیتے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ reserved seats پر ہیں اس لئے ہم آپ کو کچھ نہیں دیں گے۔ فنڈز کی بھی حالت آپ دیکھ لیں کہ سڑکیں اُدھڑی پڑی ہیں وہاں گھاس پر عورتیں بچے اُٹھا کر چلتی ہیں، کھڈے پڑے ہوئے ہیں، پانی ہوتا ہے، سانپ ہوتے ہیں، رات کو بجلی نہیں ہوتی۔ ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لئے وہ 40 لاکھ روپے دے کر کہتے ہیں کہ آپ کے 40 لاکھ روپے واپس چلے گئے ہیں یا چیف منسٹر صاحب کے پاس پڑے ہوئے ہیں جس وقت sign کریں گے تب آپ کو ملیں گے۔ بہت ہی careless attitude ہے۔ Why we are treated like step-children? ہم لوگوں کو بھی وہی facilities ملنی چاہئیں جو elected members کے پاس ہیں۔ باقی ساری اسمبلیوں میں کوئی نہیں کہتا کہ reserved seats کو یہ نہیں دینا، وہ نہیں دینا لیکن اس پنجاب اسمبلی میں یہ کہا جاتا ہے۔ ہماری ساری development schemes کو روکا جاتا ہے اور جو بھی کہتے ہیں وہ نہیں ہوتا۔ بہت ہی discrimination ہے۔ I would like to bring to your notice کہ ہمارے وزراء، پارلیمانی سیکرٹری صاحبان، سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین سب کے پاس سٹاف ہے، گاڑیاں ہیں، گھر ہیں اور offices ہیں لیکن جو ordinary MPAs ہیں وہ بے چارے خود ہی بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ After all انہوں نے دو دو لاکھ لوگوں کو look after کرنا ہوتا

ہے۔ وہ خود ہی خط لکھتے ہیں، خود ہی دفتروں میں بھاگتے ہیں، خود ہی فون کرتے ہیں ان کے لئے کوئی facility نہیں ہے۔ ساری دنیا میں ایم پی ایز کو گاڑیاں اور سٹاف افسر دیئے جاتے ہیں۔ اگر آپ وہ نہیں دیتے تو کم از کم ان کی تنخواہوں کو بڑھایا جائے یا ان کو Traveling Allowances دیئے جائیں، اتنے پیسے ان کے پاس ہوں کہ وہ خود ہی سیکرٹریز یا اپنا سٹاف رکھ سکیں۔

I am talking for the ordinary MPAs. I am not talking about Ministers, Chairman Standing Committees and Parliamentary Secretaries.

یہ بہت زیادہ discrimination ہے کہ کوئی ایم پی اے ٹیکسی روکنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور کوئی flag والی بڑی گاڑی میں آ رہا ہوتا ہے with big staff and you know it's not correct. اتنی discrimination نہیں ہونی چاہئے کیونکہ Here we all are public servants. اگر آدھے لوگوں کو آپ اس طرح کی facilities دے رہے ہیں تو پھر ordinary MPAs کو کیوں نہیں؟ ان کی تنخواہیں ضرور بڑھانی چاہئیں تاکہ وہ ایک باعزت زندگی گزار سکیں، اپنا سٹاف رکھ سکیں اور لوگوں کی خدمت کر سکیں۔

I come from the most affected flood area that is Muzaffargarh.

جناب سپیکر! میں یہ آخری بات کر رہی ہوں۔ میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہتی ہوں کہ میرے علاقے میں اس قدر تباہی آئی لیکن کسی Speaker نے چیف منسٹر نے ایک ٹیلیفون کر کے مجھ سے نہیں پوچھا کہ آپ کے علاقے میں کسی چیز کی ضرورت ہے؟ میرے جو President of the Islamic Republic of Pakistan Mr. Asif Ali Zardari ہیں ان کا فون آیا، وزیر اعظم کا فون آیا، کائرہ صاحب نے مجھے دو تین دفعہ فون کیا کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتائیں۔

MR CHAIRMAN: Your point is well taken

آپ بجٹ پر رہیں۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: I am just coming to that پہلے بھی ممبران نے کہا ہے کہ flooded areas میں farmers کو subsidy دینی چاہئے اور دوسرا جو میں نے ہمیشہ ہر prebudget speech میں بات کی and once again I am requesting you and Kaira Sb کہ وہاں پر ایک نہر مظفر گڑھ کینال گی مگا سنگھ ہے اس کو پکا کیا جائے۔ وہاں ہزاروں

ایکڑ اراضی بنجر پڑی ہوئی ہے، وہاں پر کوئی فصل نہیں اگ سکتی اور نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی جا سکتی، کم از کم اس پر اس بجٹ میں توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر اب یہ تیسرا بجٹ پیش ہو رہا ہے اور میں تیسری دفعہ اس چیز کی request کر رہی ہوں کہ اس کو priority basis پر کیا جائے۔ جب سیکرٹری کو کہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کا سولہواں، سترہواں نمبر ہے۔ ابھی ہم نے اور نہریں پکی کرنی ہیں۔

They have such a careless attitude towards the reserved seats women.

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جناب حسن مرتضیٰ صاحب!

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: بجٹ پر بحث کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا، یہ rules کے against ہے۔

رائے محمد اسلم خان: ایک request ہے کہ ---

جناب چیئرمین: اسلم کھرل صاحب! آپ کی مہربانی۔ پلیز، تشریف رکھیں۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج یہ ہمارا تیسرا pre budget session ہو رہا ہے اور مجھے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ---

MR. CHAIRMAN: Keep it in mind that you have just five to seven minutes

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہر دفعہ ہم یہاں پر speeches کرتے ہیں، اپنی تجاویز دیتے ہیں اور منسٹر صاحب اسے لکھ بھی لیتے ہیں لیکن جب بجٹ بنتا ہے تو A.D.P میں ہماری کوئی بھی سکیم آتی اور نہ ہی آج تک ہماری گورنمنٹ نے پورے صوبے میں کوئی ایسا mega project دیا ہے جس سے یہ نظر آتا ہو کہ یہاں پر کوئی ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ یہی اگر آپ پچھلی گورنمنٹ کو دیکھیں تو انہوں نے کافی ایسے projects بنائے تھے جنہیں لوگ آج بھی یاد کرتے ہیں اور جب وہ تجزیہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس سے پہلے والی گورنمنٹ بہتر تھی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا؟

سید حسن مرتضیٰ: اب ہمارے پاس اتنا ٹائم نہیں رہ گیا کہ ہم لوگوں کو مزید دھوکا دے سکیں یا لوگوں کی آنکھیں بند کر سکیں کہ وہ نہ دیکھیں۔ لوگ آج دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ جمہوری حکومت جس کے لئے انہوں نے قربانیاں دیں، جدو جہد کی وہ کیا کر رہی ہے؟ آج جب انہوں نے اپنے حکمرانوں کو منتخب کر کے ایوانوں میں بھیج دیا تو ان کی صحیح نمائندگی تو ہو۔ مجھے یہ حالت زار دیکھ کر جناب فیض احمد فیض کے وہ اشعار یاد آ رہے ہیں جس میں انہوں نے کہا کہ :

ربّا سچیا توں تے آکھیا سی
جا اوئے بندیا جگ دا شاہ ایں توں
ساڈیاں نعمتاں تیریاں دولتاں نیں
میرا نائب تے عالی جاہ ایں توں
اس لارے تے ٹور کد پچھیا ای
کیہہ اس نمانے تے بیتیاں نیں
کدی سار وی لئی ربّ سائیاں
تیرے شاہ نال جگ کی کیتیاں نیں
کتے دھونس پولیس سرکار دی اے
کتے دھاندلی مال پٹوار دی اے

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ اپنے آپ کو بجٹ تجاویز پر رکھیں۔ ہم جس فیض کو جانتے ہیں وہ اردو کا شاعر تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے بار بار disturb کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تجاویز دیں، آپ کو کوئی disturb نہیں کرے گا۔ آپ کی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں نے جب آپ کو وہاں اس کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آج ہمارا وہ بھائی اس سیٹ پر بیٹھا ہے جہاں پر وہ ہمارا Custodian ہے اور جناب فیض احمد فیض نے پنجابی میں بھی لکھا ہے، یہ آپ پڑھیں تو آپ کو پتا ہو۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: انہوں نے تو ابھی علامہ اقبال کو بھی پنجابی میں پیش کرنا ہے۔

MR CHAIRMAN: No cross talk.

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! دیکھیں، یہ میرا ٹائم ضائع کروا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ جاری رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! دیکھیں، میں نے آج تک کسی کو House میں disturb نہیں کیا۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تجاویز دیں، آپ کی بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: میرا attitude بڑا serious ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی مہربانی آپ تجاویز دیں اور ممبران سے استدعا ہے کہ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میرا شعر تو پورا ہو لینے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ:

ایویں ہڈاں وچ کلپے جان میری
جیویں پھاہی وچ کونج کُرلاوندی اے
چنگا شاہ بنایا ای ربّ سائیاں
پولے کھاندیاں وار نئیں آوندی اے
(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! ہمیں تو سمجھ نہیں آئی۔

MR CHAIRMAN: Please no cross talk. Let him complete. Shah Sahib! please continue.

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! مجھے please کہہ رہے ہیں، انہیں please کہیں جو disturb کر رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: ابھی تو اقبال کی پنجابی شاعری آنی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: کرنل صاحب! خدا دا واسطہ اے دو منٹ تے چپ کرو۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! اگر یہ puzzle ہو رہے ہیں تو اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں ہے، یہ اپنی تقریر کی تیاری کر کے آتے۔

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری ڈاکٹر فرزانہ والی تیاری ہے، انہیں کہیں معافی دیں، مجھے بات کر لینے دیں۔

جناب چیئر مین: آپ کے پاس بہت تھوڑا ٹائم رہ گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی تجاویز اپنے حلقہ اور علاقہ کے حوالے سے وزیر خزانہ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب تہاڈا ضلع تے بن گیاا ے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! آپ توجہ میری طرف رکھیں۔

جناب چیئر مین: آپ نے وقت کافی لیا ہے۔ میں آپ کے لئے دس منٹ اور extend کر رہا ہوں۔ خاص طور پر آپ کے حلقے کے لئے time extend کر رہا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! میرا زرعی ضلع ہے اور میں ایک دو سال سے جناب وزیر آبپاشی سے گزارش کر رہا ہوں کہ میرے حلقہ میں ہماری نہروں کی lining کروادی جائے تاکہ ہمارے پانی کی کمی پوری ہو جائے جو آج تک نہیں ہو سکی۔ اس پر سیکرٹری صاحب نے briefing بھی دی لیکن sweet water zone کے نام پر میرا استحصال کیا جا رہا ہے کہ ہمارا پانی میٹھا ہے اور میٹھے پانی کا بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ سارے ملک میں لوڈ شیڈنگ سے ٹیوب ویل بند پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارا سارا دارومدار آبپاشی پر ہے، نہری پانی پر ہے جس کی انتہائی کمی ہے۔ اگر میری نہروں کی lining ہو جائے تو ہمارے علاقے کا ایک دیرینہ مطالبہ پورا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں تعلیم کے حوالے سے عرض کروں گا on the floor of the house میں پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کیا جائے اور government sector میں جو سرکاری سکول ہیں ان کو بہتر بنایا جائے۔ اب بجائے انہیں بہتر بنانے کے گورنمنٹ نے دانش سکول سسٹم introduce کروادیا ہے۔ ایک ایک سکول پر ایک ارب روپے تک خرچ ہو رہے ہیں، اگر وہی پیسا ہمارے جو گورنمنٹ کے سکول چل رہے ہیں ان کی upgradation پر خرچ کیا جائے، ان کی missing facilities پوری کی جائیں تو میرا خیال ہے کہ ہمارے پورے ضلع کے جو سکول ہیں وہ اس ایک دانش سکول کے بدلے میں بہتر بنائے جا سکتے ہیں۔ ان میں نئی بھرتیاں کی جائیں، ٹیچروں کی تعداد انتہائی کم ہے کہ چالیس چالیس بچوں پر ایک استاد ہے جو کہ بہت ہی زیادہ تعداد

ہے اور استاد ان بچوں پر توجہ نہیں دے سکتا جس کی وجہ سے لوگ private sector کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔وہ اپنی من مانیاں کرتے ہیں ، من مانی فیس لیتے ہیں اور اس طرح تعلیم بھی commercialized ہو گئی ہے۔اس کو ختم کرنے کے لئے ہمیں اپنے سکولوں کو بہتر بنانا ہو گا۔

جناب سپیکر! صحت کی طرف اگر دیکھا جائے تو میرے ضلع میں۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: شاہ صاحب تماڈی صحت ٹھیک اے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میری صحت ٹھیک ہے، کرنل صاحب کی چیک کروانے والی ہے۔

جناب چیئر مین! Health کی طرف اگر ہم دیکھیں تو ہمارے ہسپتالوں میں ڈاکٹر نہیں ملتے، میرے پورے ضلع میں بے ہوشی والا ڈاکٹر کوئی نہیں ہے، ہمیں ایک چھوٹا سا کوئی cut آ جائے تو اس کے لئے بھی ہمیں فیصل آباد الائیڈ ہسپتال میں refer کر دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: اس specialist کا کوئی نام ہو گا؟

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! دنیا ہوش میں آنا چاہتی ہے اور یہ بے ہوش ہونا چاہتے ہیں؟

جناب چیئر مین: آپ Anesthetist کی بات کر رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! اگر یہ قوم ہوش میں آ گئی تو پھر وہ ہمیں معاف نہیں کرے گی اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ انہیں بے ہوش کرنے کے لئے ڈاکٹر کا بندوبست کیا جائے تاکہ مریضوں کا علاج ہو سکے۔

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ 2011-12 کے بجٹ کے لئے جو تجاویز مانگی گئی ہیں ان میں میری چند تجاویز ہیں جس میں غربت کا خاتمہ، روزگار کی فراہمی، سماجی شعبہ میں ترقی، ہنر سکھانے کے لئے مزید تعلیمی مواقع فراہم کرنا اور صحت، خاندانی منصوبہ بندی پر غور اور انصاف کی فراہمی۔ میں سمجھتی ہوں کہ سب سے پہلے ان چیزوں کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں پیسوں کی ضرورت ہے اور اگر گورنمنٹ کے پاس پیسے ہوں گے تو ہم ان شعبوں میں بہتری لا سکتے ہیں۔ تمام شہروں میں ایک کنال سے بڑے بڑے جو بنگلے ہیں اور جو بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں ان پر ساڑھے تین فیصد social back pay کے نام سے اضافی ٹیکس لگایا جائے۔ اس سے میں سمجھتی ہوں کہ بہتری آ سکتی ہے اور اس

میں میری ایک suggestion ہے کہ 1300cc جو گاڑیاں ہیں ان کے ٹیکس میں بھی ساڑھے تین فیصد اضافہ کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی پنجاب کی ترقی کے لئے ایک بہترین راستہ ہے۔ نجی تعلیمی اداروں کو جو ہم 4 ہزار ملین کی رقم دیتے ہیں اس کو کم کرکے اگر 3 ہزار ملین کیا جائے تو اس سے بھی کافی بہتری آ سکتی ہے۔ اس کے بعد پانچ بڑے شہروں میں subsidized public transport کا اجراء بڑا ضروری ہے اور سوچ بچار کے ساتھ سماجی شعبے میں ترقی کے لئے کام کیا جائے تو اس سے بہتری ہوگی۔ مقامی حکومتوں کے انتخابات بڑے ضروری ہیں تاکہ مقامی حکومتیں اپنے اپنے علاقوں میں ٹیکس اکٹھے کریں اور اپنی مدد آپ کے تحت چلیں۔ اس کے بعد NFC ایوارڈ کے تحت ملنے والی 57.5 فیصد رقم کو بڑھا کر اعشاریہ 5 فیصد اضافہ کیا جائے تو یہ ایک بہتری کا راستہ ہوگا۔ Big landholders کی زرعی آمدنی پر بھی ٹیکس لگانا بڑا ضروری ہے اور اسی بنیاد پر ٹیکس لگایا جائے تاکہ پنجاب کی مزید انکم بڑھ سکے۔ ابھی یہاں پر کوئی feudal نہیں بیٹھے ہوئے ورنہ انہوں نے کہنا تھا کہ ہم کٹ مریں گے لیکن اپنے آپ پر ٹیکس نہیں لگنے دیں گے۔ سستی روٹی اور گندم پر دی جانے والی subsidy پر 11500 ملین روپے کی رقم کو 9000 ملین روپے پر لایا جائے اور یہاں سے بچنے والی رقم کو آٹے پر target subsidy دی جائے تو یہ ایک بہتری کا راستہ ہوگا۔ فوڈ سپورٹ پر خرچ ہونے والی 14200 ملین روپے کی رقم میں 1200 ملین روپے کی کمی کی جائے اور اسی طرح پیرا نمبر 8 اور 9 سے بچنے والی 1300 ملین روپے کی رقم بے روزگاری کے خاتمے پر خرچ کی جائے تو یہ ایک بہترین راستہ ہوگا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ مالیاتی discipline میں بہت زیادہ ناہمواری ہے اسے بہتر بنانا چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ قرضوں میں دی جانے والی سود کی رقم کو بچانے کے لئے مالیاتی بے ضابطگی کو ٹیکس کی مد میں اکٹھا کیا جائے تو یہ خوشحالی کی طرف قدم ہوگا۔ ٹیکسوں کی وصولی کا نظام بہت خراب ہے اسے بہتر بنانے کے لئے پوری مشینری کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کا تو کوئی حال ہی نہیں ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ کسی tier کے نیچے کام نہیں کرتے، یہاں پر پولیس والے کسی کو جواب دہ نہیں ہیں۔ اس نئے سسٹم کو کمشنری اور Magistracy نظام کے تحت لایا جائے تاکہ street crime کا خاتمہ ہو سکے، جہاں تک وومن پولیس سٹیشن کی بات ہے ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں لیکن ہم نے جو female SHOs بھرتی کی ہوئی ہیں اگر انہیں male SHOs کے ساتھ بٹھا دیا جائے تو زیادہ بہتری ہو سکے گی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ دیبا مرزا صاحبہ! آپ کے پاس ٹائم تھوڑا ہے لہذا تجاویز پر رہئے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! pre budget discussion پر ممبران کو موقع دینے پر حکومت پنجاب اور جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب جو ابھی تک ہاؤس میں موجود ہیں ان کی مہربانی ہے کہ یہ ہماری گزارشات سنیں گے میں ان کی شکر گزار ہوں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کے vision کو سلام پیش کرتی ہوں کہ ان کی صحت اور تعلیم کے میدان میں جو خدمات ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں بلکہ قابل تحسین ہیں چونکہ میرا تعلق ضلع سیالکوٹ سے ہے اس لئے میں وہاں کے ایک سکول کا ذکر کرنا چاہتی ہوں کہ گورنمنٹ احمدیہ گرلز ہائی سکول سیالکوٹ جو کہ شہر کے وسط میں واقع ہے وہاں پر سائنس ٹیچر کو ریٹائر ہوئے تقریباً بیس سال ہو گئے ہیں لیکن اس کے بعد آج تک وہاں سائنس ٹیچر کی تعیناتی نہیں کی گئی۔ یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ بہتر جانتا ہے کہ وجہ کیا ہے اور آج تک وہاں سائنس ٹیچر تعینات کیوں نہیں کی گئی؟ دانش سکول قائم کئے جا رہے ہیں missing facilities کے نام پر بہت سارے سکولوں کو سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس میں کوئی lack of information بھی نہیں ہے کہ 2008 سے لے کر آج تک تیسرا بجٹ ہے جس میں، میں بار بار اس مطالبے کو دہرا چکی ہوں کہ گورنمنٹ احمدیہ گرلز ہائی سکول میں سائنس ٹیچر تعینات کی جائے۔

جناب چیئرمین: میڈم! wind up کریں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب چیئرمین! میں نے تو ابھی start لیا ہے kindly میری پوری بات سنی جائے۔ کیا آپ مجھے allow کرتے ہیں؟ میں نے کوئی irrelevant بات تو نہیں کی۔ میری تجویز ہے کہ اگر اس بجٹ میں گورنمنٹ احمدیہ گرلز ہائی سکول سیالکوٹ میں سائنس ٹیچر تعینات کر دی جائے تو بڑی مہربانی ہو گی اور علاقے کے لوگوں پر بڑا احسان ہو گا۔

جناب اعجاز احمد خان: اس کا بجٹ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

محترمہ دیبا مرزا: اس کا یہ تعلق ہے کہ جب بھی ای ڈی او ایجوکیشن سے بات کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ والوں نے یہ post sanctioned ہی نہیں کی اس وجہ سے میں نے ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ demand کی ہے۔ سیالکوٹ میں صحت کے شعبے کے لئے چار ڈائیلسز مشینیں فراہم کی گئی ہیں لیکن وہاں پر ٹیکنیکل سٹاف اور کڈنی سپیشلسٹ تعینات نہیں کئے گئے۔ وہاں visiting Professors آتے ہیں اور بعض اوقات وہ بھی available نہیں ہوتے لہذا میری تجویز ہے کہ وہاں regular staff تعینات کر دیا جائے۔ پورے گوجرانوالہ ڈویژن کے کسی بھی ضلع میں

Burn Unit نہیں ہے، میں نے پچھلے سال بھی یہ demand کی تھی اور اب بھی کر رہی ہوں کہ ضلع کی سطح پر ایک Burn Unit قائم کیا جانا چاہئے۔ ہمارے سیالکوٹ کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال کی X-Ray Machine سے کئے گئے X-Ray کوئی بھی ڈاکٹر دیکھے تو اسے پتا ہی نہیں چلتا کہ اس میں بیماری کیا ہے کیونکہ وہ X-Ray بالکل blank ہوتے ہیں لہذا میری تجویز ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے DHQ اور THQs میں Digital X-Ray Machines فراہم کی جائیں۔

جناب سپیکر! سوشل ویلفیئر کے ساتھ Child Care Centres, Working Women Hostel اور Rehabilitation Centres for addicted persons ضروری ہیں لہذا میری تجویز ہے کہ ضلع کی سطح پر ایک Rehabilitation Centre قائم کرنے کے لئے بجٹ میں فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ

محترمہ دیبا مرزا: چونکہ ضلع سیالکوٹ انڈسٹریل سٹی ہے اور اس کی tanneries شہر کی آبادیوں کے درمیان واقع ہیں جس وجہ سے پورا شہر ہیپاٹائٹس کا شکار ہو رہا ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ tanneries zone کے لئے شہر سے باہر جگہ مختص کی جائے اور ان tanneries کو شہر سے باہر نکالا جائے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 20۔جنوری 2011 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ آج کی فہرست سے جو ممبران رہ گئے ہیں کل وہ وہیں سے دوبارہ بحث میں حصہ لیں گے۔ شکریہ